بینک دولت پاکستان

گورنر کی سالانہ رپورٹ

2023 - 2024ء

گورنر کی سالانہ رپورٹ

2023-2024ء

18 اکتوبر 2024ء

بینک دولت پاکستان

گورنر کی سالانہ رپورٹ

2023-2024ء

اس رپورٹ میں پیش کردہ تجزیے مالی سال 24ء (جولائی 2023ء تا جون 2024ء) کے اعدادوشمار کے نتائج کی بنیادپر تیار کیے گئے تھے۔
انہیں ستمبر 2024ء میں اس وقت دستیاب اعدادوشمار استعمال کرتے ہوئے حتمی شکل دی گئی۔

© بینک دولت پاکستان 2024ء
شعبہ معاشی پالیسی جائزہ

ایک جلد میں اشاعت
گورنر کی سالانہ رپورٹ 2023-2024ء

مطبع: پاکستان سیکیورٹی پرنٹنگ پریس کارپوریشن (پرائیویٹ) لمیٹڈ۔ شعبہ مطبوعات، کراچی

تعدادِ طباعت: 450
صفحات کی تعداد: 84

ویب لنک

QR Code

تاریخِ طباعت: 11 اکتوبر 2024ء

یہ رپورٹ قابل اطلاق قوانین کے تحت بینک دولت پاکستان کی جانب سے شائع کی گئی ہے۔ تعلیمی اور غیر تجارتی مقاصد کے لیے یہ رپورٹ جزوی یا کلی طور پر نقل کی جاسکتی ہے بشر طیکہ حوالہ دیا جائے کہ یہ بینک دولت پاکستان کی اشاعت ہے۔

ایس بی پی ایکٹ 1956ء کی شق (1)39 (جنوری 2022ء تک ترمیم شدہ) کے تحت تیار کی گئی، جس میں بتایا گیا ہے کہ "گورنر بینک کے اہداف کے حصول، زری پالیسی کے طرزِ عمل، پاکستان کی معیشت اور مالی نظام کی کیفیت سے متعلق سالانہ رپورٹ مجلسِ شوریٰ (پارلیمنٹ) کے ملاحظے کے لیے پیش کریں گے۔"

بینک دولت پاکستان کے اہداف

اہداف

ایس بی پی ایکٹ 1956ء کی شق 4(ب) (جنوری 2022ء تک ترمیم شدہ) میں بینک دولت پاکستان کے درج ذیل اہداف بیان کیے گئے ہیں:

1۔ بینک کا بنیادی ہدف ملکی قیمتوں میں استحکام کا حصول اور انھیں برقرار رکھنا ہے۔

2۔ بینک کے بنیادی ہدف سے انحراف کیے بغیر، بینک پاکستان کے مالی نظام کے استحکام میں حصہ لے گا۔

3۔ ذیلی دفعات (1) اور (2) سے مشروط، بینک حکومت کی عمومی اقتصادی پالیسیوں کی معاونت کرے گا تاکہ ترقی کو فروغ دینے اور پاکستان کے پیداواری وسائل کے بھرپور استعمال میں حصہ لے سکے۔

قیمتوں میں استحکام کی تعریف

قیمت میں استحکام کا مطلب ہے حکومت کے مہنگائی کے وسط مدتی ہدف کے تحت مہنگائی کو کم اور برقرار رکھنا۔

(ایس بی پی ایکٹ 1956ء کی شق 2(ک ب) (جنوری 2022ء تک ترمیم شدہ)

بورڈ آف ڈائریکٹرز

جناب جمیل احمد (چیئر پرسن)	گورنر، اسٹیٹ بینک
جناب امداد اللہ بوسال	سیکریٹری، فنانس، حکومتِ پاکستان
ڈاکٹر علی چیمہ	نان ایگزیکٹو ڈائریکٹر
ڈاکٹر سید اکبر زیدی	نان ایگزیکٹو ڈائریکٹر
جناب نجف یاور خان	نان ایگزیکٹو ڈائریکٹر
جناب فواد انور	نان ایگزیکٹو ڈائریکٹر
جناب زاہد ابراہیم	نان ایگزیکٹو ڈائریکٹر
جناب محفوظ علی خان	نان ایگزیکٹو ڈائریکٹر
جناب محمد علی لطیف	نان ایگزیکٹو ڈائریکٹر

زری پالیسی کمیٹی

جناب جمیل احمد (چیئر پرسن)	گورنر، اسٹیٹ بینک
ڈاکٹر عنایت حسین	ڈپٹی گورنر، اسٹیٹ بینک
جناب سلیم اللہ	ڈپٹی گورنر، اسٹیٹ بینک
جناب محمد علی ملک	ایگزیکٹو ڈائریکٹر، اسٹیٹ بینک
ڈاکٹر نوید حامد	بیرونی رکن
ڈاکٹر حامد مختار	بیرونی رکن
ڈاکٹر ایس ایم تراب حسین	بیرونی رکن
جناب نجف یاور خان	نان ایگزیکٹو ڈائریکٹر اسٹیٹ بینک بورڈ
جناب محمد علی لطیف	نان ایگزیکٹو ڈائریکٹر اسٹیٹ بینک بورڈ
جناب فواد انور	نان ایگزیکٹو ڈائریکٹر اسٹیٹ بینک بورڈ

نامۂ ترسیل

بینک دولت پاکستان

کراچی۔

18 اکتوبر 2024ء

محترم چیئرمین صاحب،

اسٹیٹ بینک آف پاکستان ایکٹ 1956ء کی شق (1)39 کے تحت، سال 2024-2023ء کے لیے بینک کے اہداف کے حصول، زری پالیسی کے طرزِ عمل، پاکستان کی معیشت اور مالی نظام کی کیفیت سے متعلق سالانہ رپورٹ مجلسِ شوریٰ (پارلیمنٹ) کے ملاحظے کے لیے پیشِ خدمت ہے۔

نیک خواہشات کے ساتھ،

آپ کا مخلص،

(جمیل احمد)

گورنر

چیئرپرسن، بورڈ آف ڈائریکٹرز

سید یوسف رضا گیلانی

چیئرمین

سینیٹ

اسلام آباد

نامۂ ترسیل

بینک دولت پاکستان

کراچی۔

18 اکتوبر 2024ء

محترم اسپیکر صاحب،

اسٹیٹ بینک آف پاکستان ایکٹ 1956ء کی شق (1)39 کے تحت، سال 2024-2023ء کے لیے بینک کے اہداف کے حصول، زری پالیسی کے طرزِ عمل، پاکستان کی معیشت اور مالی نظام کی کیفیت سے متعلق سالانہ رپورٹ مجلسِ شوریٰ (پارلیمنٹ) کے ملاحظے کے لیے پیشِ خدمت ہے۔

نیک خواہشات کے ساتھ،

آپ کا مخلص،

(جمیل احمد)

گورنر

چیئرپرسن، بورڈ آف ڈائریکٹرز

سردار ایاز صادق

اسپیکر

قومی اسمبلی

اسلام آباد

فہرست

	گورنر کا اظہارِ خیال	1
1	پاکستان کی معیشت کی کیفیت اور مالی نظام	5
2	قیمتوں کا استحکام اور زری پالیسی کا طرزِ عمل	25
3	مالی استحکام	37
4	حکومت کی معاشی پالیسیوں میں معاونت کے اقدامات	49
	فرہنگ	67

اشکال کی فہرست

شکل نمبر 1.1	معاشی پالیسی کی غیر یقینی کیفیت (ای پی یو) کے اشاریے میں رجحانات	6
شکل 1.2 الف	اجناس کی عالمی قیمتوں کے اشاریے	6
شکل 1.2 ب	اہم اجناس کی عالمی قیمتیں	6
شکل نمبر 1.3	بڑے پیمانے کی اشیاسازی کی نمو	7
شکل نمبر 1.4	پاکستان کے کرنٹ اکاؤنٹ کے اہم عوامل	8
شکل 1.5 الف	پاکستانی روپے کی شرحِ مبادلہ میں رجحانات-اضافہ (+)/کمی (-)	9
شکل 1.5 ب	کرنسی میں اتار چڑھاؤ-سہ ماہی لحاظ سے	9
شکل 1.6	تناسباتِ تجارت اور حقیقی موثر شرحِ مبادلہ	9
شکل 1.7	بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری کا اسٹاک-بلحاظ آبادی سرفہرست *30 ممالک	10
شکل 1.8	کلیدی مالیاتی اظہاریے (بطور فیصد جی ڈی پی)	10
شکل 1.9	جدولی بینکوں سے کی گئی میزانی قرض گیری اور ڈپازٹس	12
شکل 1.10 الف	زرعی قرضے-واجب الادا اور اجرا	12
شکل 1.10 ب	اشیاسازی اور ایس ایم ای کے قرضے	12
شکل 1.10 ج	بینکوں کی طرف سے نجی شعبے کو قرضے	12
شکل 1.11	صارف اشاریہ قیمت قومی مہنگائی میں سال بسال رجحانات اور مہنگائی پر صارف اور کاروبار کی توقعات	13
شکل 1.12 الف	اوسط مہنگائی-شہری	14
شکل 1.12 ب	اوسط مہنگائی-دیہی	14
شکل 1.13	ٹیکس چارجز اور بینکوں کے منافع قبل از ٹیکس کا تناسب	16
شکل 1.14	میوچل فنڈ کے اثاثہ جات کے اجزائے ترکیبی	17
شکل 1.15	مالی منڈیوں میں تناؤ کے اشاریے کے رجحانات	21
شکل 1.16 الف	خردہ بینکاری لین دین کے اجزائے ترکیبی مالیت	23
شکل 1.16 ب	خردہ بینکاری لین دین کے اجزائے ترکیبی حجم	23
شکل 1.17	'راست' لین دین میں رجحانات	24
شکل 2.1	ماضی میں مہنگائی کے رجحانات	25
شکل 2.2	بلند تعدد اظہاریوں میں رجحانات	27
شکل 2.3	اجناس کی عالمی قیمتیں اور پاکستانی روپیہ	27
شکل 2.4 الف	صارف اشاریہ قیمت مہنگائی کے اجزائے ترکیبی (شہری)	28

شکل2.4ب	صارف اشاریہ قیمت مہنگائی کے اجزائے ترکیبی (دیہی)	28
شکل2.5الف	قوزی گرانی* کے رجحانات	30
شکل2.5ب	عمومی گرانی* کے رجحانات	30
شکل2.6	ترقی یافتہ اور ابھرتی ہوئی اور ترقی پذیر معیشتوں میں مرکزی بینک کارد عمل	31
شکل2.7	مہنگائی کی توقعات	31
شکل2.8	شہری مہنگائی کے اجزائے ترکیبی	32
شکل2.9	کم اجرتوں کے رجحانات	33
شکل2.10	شبینہ شرح کا پالیسی شرح سے اوسط انحراف	34
شکل2.11	بین البینک سیالیت کے اظہاریے	35
شکل3.1	بینکاری شعبے کے استحکام کا نقشہ	37
شکل3.2	بینک اور ایم ایف بیز کے قرض گیروں کی ہیئتِ ترکیبی	39
شکل3.3	مالی سال 23ء اور مالی 24ء کے اختتام پر خطِ یافت	40
شکل3.4	منتخب سنگل فیکٹر حساسیت کے دھچکوں کے نتائج*	41
شکل3.5	مختلف منظر ناموں کے تحت متوقع شرحِ کفایتِ سرمایہ	45
شکل4.1	خردہ ٹرانزیکشنوں کا حجم	61
شکل4.2	خردہ ٹرانزیکشنوں کی مالیت	61

جداول کی فہرست

جدول 1.1	نئے اقدامات کے بغیر محاصل کی حقیقی اور متوقع نمو-م س24ء	11
جدول 1.2	مالی شعبے کے اثاثہ جات کے اجزائے ترکیبی	15
جدول 1.3	بینکوں، ترقیاتی مالی اداروں اور مائکرو فنانس بینکوں کے متغیرات کی بیلنس شیٹ	16
جدول 1.4	اسلامی بینکاری کی کارکردگی	20
جدول 1.5	مالی منڈیوں کے اہم متغیرات میں ردوبدل	22
جدول 1.6	ای-بینکاری لین دین کے ذرائع	23
جدول 2.1	اوسط مہنگائی	26
جدول 2.2	اسٹیٹ بینک کی کلی معاشی پیش گوئیاں*	29
جدول 3.1	بینکوں، ترقیاتی مالی اداروں اور مائیکرو فنانس بینکوں کے کلیدی مالی اصابت کے اظہاریے	38
جدول 4.1	بینکوں، مائیکرو فنانس بینکوں اور الیکٹرانک منی انسٹی ٹیوشنز کی جانب سے انجام دی گئیں ٹرانزیکشنز	60
جدول 4.2	راست ٹرانزیکشنز	60

گورنر کا اظہارِ خیال

مالی سال 24ء کے دوران پاکستان کے معاشی حالات میں بہتری آئی۔ مالیاتی یکجائی اور قدرے موزوں عالمی معاشی حالات کی مدد اور زری پالیسی کے مسلسل سخت موقف کی وجہ سے دو دشوار برس کے بعد مہنگائی نے بہتری کی جانب رخ کیا۔ بیرونی کھاتوں پر دباؤ میں بھی کمی آئی، جس سے زرمبادلہ کے ذخائر میں اضافہ ہوا، اس کے ہمراہ زرمبادلہ کمپنیوں میں اصلاحات کے باعث زرمبادلہ منڈی میں استحکام آیا۔ ان امور میں بہتری کے ساتھ ساتھ مالی شعبے میں مسلسل استحکام آیا تھا، اور زراعت پر مبنی معتدل معاشی نمو کے باعث بڑے پیمانے کی اشیاسازی (ایل ایس ایم) میں بھی قلیل لیکن بتدریج بحالی سے مدد ملی، جو مالی سال 23ء میں تیزی سے سکڑ گئی تھی۔

مالی سال 24ء کی پہلی سہ ماہی سے ہی معاشی حالات میں یہ بہتری نظر آرہی تھی، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ 2021ء کے بعد سے مہنگائی کے خلاف اسٹیٹ بینک کے مختلف مشکل فیصلوں کے ثمرات ملنا شروع ہوگئے تھے۔ اس کے باوجود، اسٹیٹ بینک قبل از وقت زری نرمی سے محتاط رہا۔ مرکزی بینک نے مالی سال 24ء کے اختتام تک پالیسی ریٹ 22 فیصد برقرار رکھتے ہوئے سخت زری موقف جاری رکھا تاکہ مہنگائی کے دباؤ میں گہرے اضافے کے خطرات کو ختم کیا جاسکے۔ امسال بھی مالیاتی پالیسی کو سخت زری موقف کے ساتھ ہم آہنگ کیا گیا اور 17 سال میں پہلی مرتبہ بنیادی کھاتوں میں زرِ فاضل درج کیا گیا، جو جی ڈی پی کے لحاظ سے سرکاری قرضوں میں بھی نمایاں کمی پر منتج ہوا۔

اس کے نتیجے میں مالی سال کی دوسری ششماہی کے دوران عمومی اور قوزی مہنگائی میں کمی آئی، جو جون 2023ء کے 29.4 فیصد کی نسبت تیزی سے کم ہو کر جون 2024ء میں 12.6 فیصد رہ گئی۔ اس سے اسٹیٹ بینک کی زری پالیسی کمیٹی کے لیے جون 2024ء میں پالیسی ریٹ 150 بیسس پوائنٹس کم کر کے 20.5 فیصد کرنے کی گنجائش پیدا ہوئی، جس سے ستمبر 2021ء میں شروع ہونے والی زری سختی میں تھوڑی سی کمی آئی۔

مالی سال 24ء کی دوسری ششماہی میں شرح مبادلہ کے استحکام نے مہنگائی میں کمی لانے میں بھی مدد دی۔ روپے کی قدر میں استحکام متعدد عوامل کا مرہونِ منت ہے، جن میں برآمدات اور ترسیلاتِ زر میں اضافے کے باعث درآمدات میں سُست نمو کی وجہ سے جاری کھاتے کا خسارہ 13 سال کی کم ترین سطح یعنی جی ڈی پی کے 0.2 فیصد تک کم ہونا شامل ہے۔ جون 2023ء میں بین الاقوامی مالیاتی فنڈ کے ساتھ 3 ارب ڈالر کے اسٹینڈ بائی معاہدے (ایس بی اے) کے تحت رقوم کی آمد اور اس کے نتیجے میں کثیر فریقی اور دوطرفہ بیرونی قرض گاروں کی جانب سے رقوم کی باضابطہ آمد کے باعث بھی زرمبادلہ منڈی میں رجحانات کو تقویت ملی۔ اس کے ساتھ ساتھ، حکومت کا آئی ایم ایف کے توسیعی فنڈ سہولت (ای ایف ایف) کے حصول کے لیے اس سے رجوع کرنے کا فیصلہ؛ ایکسچینج کمپنیوں میں اصلاحات اور دوست ممالک سے ڈپازٹس مجتمع کرنا شرح مبادلہ کے استحکام کو تقویت دینے کا موجب بنا۔

مالی سال 24ء کے دوران عالمی معیشت کو حالیہ برسوں میں درپیش متعدد دھچکوں سے بھی راحت ملی۔ اگرچہ جغرافیائی وسیاسی محاذ پر روس یوکرین تنازعہ مالی سال 24ء میں بھی جاری رہا اور اس برس بحیرۂ احمر کے علاقے میں بھی کشیدگی پیدا ہوئی، تاہم دونوں نے ہی عالمی معیشت پر رجحان تبدیل کر دینے والے اثرات مرتب نہ کیے۔ عالمی جی ڈی پی کی نمو تھوڑی سی بلند ہوئی جب کہ سال گزرنے کے ساتھ ساتھ عالمی تجارت میں بھی بہتری دیکھی گئی۔ مزید برآں، عالمی مہنگائی میں کمی آئی اور ترقی یافتہ معیشتوں کے ساتھ ساتھ ابھرتی ہوئی اور ترقی پذیر معیشتوں میں عمومی اور قوزی مہنگائی دونوں میں معنی خیز کمی واقع ہوئی۔ مالی سال 23ء کے دوران عالمی اجناس کی قیمتوں میں شروع ہونے والی مسلسل کمی نے مہنگائی کے رجحانات کو سہارا دیا۔ ان پیشرفتوں کی روشنی میں، ابھرتی ہوئی اور ترقی پذیر معیشتوں نے زری سختی میں کمی کر دی، جب کہ ترقی یافتہ معیشتوں نے نسبتاً دیرپا قوزی مہنگائی کی وجہ سے محتاط موقف اپنایا۔ معاشی استحکام کی پالیسیوں کے ساتھ ساتھ، اس سازگار عالمی ماحول کے ہمراہ معاشی اور سیاسی غیر یقینی صورتحال میں تھوڑی بہت کمی نے بھی ملکی معیشت پر کثیر جہتی مثبت اثرات مرتب کیے۔

مالی شعبے کے زاویے سے، بینکاری شعبے کے مجموعی ڈپازٹس میں قابل ذکر اضافہ کرنے کے لیے بلند شرح سود ضروری تھی۔ اس کے ہمراہ اسٹیٹ بینک کی ادائیگیوں کے لیے ڈجیٹلائزیشن کی کوششوں نے زیرِ گردش کرنسی کم کرنے میں بھی اپنا کردار ادا کیا۔ بیرونی مالکاری میں کمی کے باعث بجٹ خسارے کی مالکاری کے لیے مقامی بینکوں پر بڑھتے ہوئے حکومتی انحصار کی وجہ سے بینکوں نے ان ڈپازٹس کو حکومتی تمسکات میں سرمایہ کاری کے لیے استعمال کیا کیونکہ مالی سال 24ء میں نجی شعبے کی قرضے کی طلب پست رہی۔

ڈپازٹس میں اضافے کے ساتھ ساتھ بینکاری شعبے کی شرح کفایت سرمایہ، اثاثوں کا معیار اور سیالیت کے اظہاریے بھی بہتر ہوئے، جس سے ملک کے مالی شعبے کو مجموعی طور پر مالی اصابت برقرار رکھنے میں مدد ملی ہے۔ سخت زری پالیسی موقف کے باوجود، مالی سال 23ء کی نسبت بینکاری شعبے کے قرضوں کی نادہندگی میں اضافہ کسی قدر قابو میں رہا، جبکہ تموین کوریج میں خاطر خواہ بہتری آئی۔ تاہم، مالی سال 24ء میں کمرشل بینکوں کی نسبت مائیکروفنانس بینکوں کی اساسِ سرمایہ کی نمو نصف سے زائد رہ گئی۔ مائیکروفنانس بینک کے قرض گیر، جو معاشی دھچکوں کے حوالے سے زیادہ زدپذیر تھے، حالیہ بلند مہنگائی کے ماحول اور معاشی سُست روی سے بری طرح متاثر ہوئے، جس کے نتیجے میں مائیکروفنانس بینکوں کے خسارے میں نمایاں اضافہ ہوا۔ ان عوامل کی وجہ سے مائیکروفنانس بینکوں کی مجموعی شرح کفایت سرمایہ میں مزید کمی آئی۔ تاہم، عدم تعمیل والے مائیکروفنانس بینکوں کے سوا، مالی سال 24ء کے دوران اس شعبے کی شرح کفایت سرمایہ میں بہتری آئی۔

اسٹیٹ بینک نے اپنے درجہ سوم کے مقصد کے تحت، نرخ اور مالی استحکام یقینی بنانے کی غرض سے کوششوں میں اضافہ کرتے ہوئے، حکومت کی عمومی معاشی پالیسیوں کی حمایت جاری رکھی۔ ان میں برآمدات اور ترسیلاتِ زر کو تقویت دینے کے اقدامات شامل تھے، جیسے آئی ٹی کمپنیوں، فری لانسرز اور برآمد کنندگان کے لیے غیر ملکی کرنسی اکاؤنٹس میں رقم برقرار رکھنے کی حد میں اضافہ؛ اور بیرونِ ملک روانگی سے قبل کارکنوں کے لیے بریفنگ پروگرام متعارف کرانا تاکہ انہیں ترسیلاتِ زر بھیجنے کے موثر اور محفوظ ذرائع کے بارے میں آگاہ کیا جاسکے۔ مؤخر الذکر اقدام کا آغاز پاکستان ریمیٹنس انی شی ایٹو کی جانب سے بینکوں اور بیورو آف امیگریشن اینڈ اوورسیز ایمپلائمنٹ کے اشتراک سے کیا گیا تھا۔

اسٹیٹ بینک نے مالی خدمات کی ڈجیٹل رسائی بڑھانے کے حوالے سے بڑی کامیابی حاصل کرلی ہے، بالخصوص 'راست' فرد تا مرچنٹ '(پی ٹو ایم) سروس کے آغاز کے ذریعے۔ جو پورے پاکستان میں کاروباری اداروں کے لین دین کو ڈجیٹائز کرنے کے عمل کی رفتار بڑھادے گا، جس کے تحت کیو آر کوڈز، راست Alias، آئی بی اے این اور ادائیگی کی درخواست کے ذریعے ادائیگیاں کرنا ممکن ہو جائے گا۔ مزید برآں، اسٹیٹ بینک نے زرعی کاروبار کو ڈجیٹائز کرنے کے لیے ایک برقی زری ادارے (الیکٹرونک منی انسٹی ٹیوشن) کو بھی لائسنس جاری کردیا ہے۔ اسٹیٹ بینک نے، سرحد پار مالی ارتباط کے سلسلے میں، 'راست' کو عرب مانیٹری فنڈ کے 'بونا'، جو اس کا بیرون ملک ادائیگی کا نظام ہے، کے ساتھ مربوط کرنے کے لیے ایک مفاہمتی یادداشت پر دستخط کیے، بونا میں روپے کا بطور تصفیہ کرنسی شامل ہونا ایک اہم سنگ میل ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اسٹیٹ بینک نے مالی خدمات فراہم کرنے والی پاکستانی اور چینی کمپنیوں کے درمیان سرحد پار شراکت داری کی منظوری دی، جس سے پاکستان کے ای والٹ صارفین چین میں سرحد پار ادائیگیاں کرسکیں گے۔

مالی سال 24ء کے دوران اسٹیٹ بینک نے مالی شمولیت کی قومی حکمت عملی (این ایف آئی ایس) 2018-2023ء پر بھی عمل درآمد کیا، جس میں اکاؤنٹ کی ملکیت میں اضافے اور صنفی فرق میں کمی کے عمومی اہداف کامیابی سے حاصل کیے گئے۔ اسٹیٹ بینک مالی شمولیت کی قومی حکمت عملی کے اگلے ورژن کو حتمی شکل دینے کے لیے گامزن ہے، جس میں 2028ء تک مالی شمولیت کو مزید فروغ دینے اور ڈجیٹل مالی خدمات بڑھانے پر توجہ مرکوز کی جائے گی۔ اسٹیٹ بینک کے مالی شمولیت میں اضافے کے دیگر اقدامات کے تحت اس کی 'برابری پر بینکاری' پالیسی نے خواتین سے متعلق مصنوعات اور صنفی تفاوت میں کمی لانے کی پالیسیاں متعارف کرواکر خواتین کی مالی شمولیت کے حوالے سے قابل ذکر

کامیابی حاصل کی ہے۔ مزید برآں، اسٹیٹ بینک اس ضمن میں پیشرفت کے بہتر جائزے اور شواہد پر مبنی پالیسی سازی سے مطلع کرنے کی غرض سے رسائی، استعمال اور معیار کے عوامل پر مبنی مالی شمولیت اشاریہ تشکیل دے رہا ہے۔

دریں اثنا، اسلامی بینکاری کی ترقی پر پیش رفت بدستور جاری ہے اور مالی سال 24ء میں اثاثوں اور ڈپازٹس کے لحاظ سے اس شعبے میں بڑی حد تک نمو ہوئی۔ رواں سال میں اسٹیٹ بینک نے 12 اضافی شرعی معیارات اختیار کیے تاکہ اسلامی بینکاری کے ملکی شعبے میں تعمیل کا فریم ورک مضبوط بنایا جاسکے اور شرعی بینکاری روایات میں ہم آہنگی پیدا کی جاسکے۔ اسٹیٹ بینک اسلامی بینکاری کو مزید فروغ دینے کے لیے متعلقہ فریقوں کے ساتھ اشتراک کر رہا ہے تاکہ تفہیم اور مناسب حکمت عملی کے اہداف کے ذریعے ہنر مند انسانی سرمائے کو فروغ دیا جاسکے۔ مزید برآں، ربا کے بارے میں وفاقی شریعت عدالت کے فیصلے کی روشنی میں اسٹیٹ بینک نے اسلامک ونڈو آپریشنز کے ذریعے ڈجیٹل ریٹیل اسلامی بینک اور شریعت سے ہم آہنگ ڈجیٹل بینکاری کے قیام کی اصولی منظوری دے دی ہے۔

ان اقدامات سے پاکستان کو طویل مدتی معاشی نمو اور ترقی میں مدد ملے گی۔ تاہم، رسدی رکاوٹوں، اور پالیسی، گورننس اور انتظامیہ سے متعلق دیگر چیلنجوں کے تناظر میں مرکزی بینک ایک حد تک ہی کچھ کرسکتا ہے۔ اس پس منظر میں، اگرچہ شعبہ توانائی کی زرِاعانت میں تخفیف سے مہنگائی میں اضافے کا خطرہ پیدا ہوتا ہے، تاہم توانائی اصلاحات کی جانب یہ ایک اہم قدم ہے۔ اس کے ہمراہ توانائی پالیسی اور گورننس میں اصلاحات کی ضرورت ہے تاکہ درمیانی مدت میں توانائی کی مہنگائی کے خطرات میں کمی یقینی بنائی جاسکے۔ اسی طرح، قرضوں میں کمی اور مہنگائی میں پائیدار کمی کے لیے مالیاتی یکجائی جاری رکھنے کی ضرورت ہے۔ اس میں سرکاری ملکیت کے کاروباری اداروں میں اصلاحات اور غیر رسمی معیشت اور دستاویزیت کے مسائل حل کرکے مالیاتی نقصانات کو کم کرنا بھی شامل ہے، جس سے نہ صرف آمدنی بڑھانے میں مدد ملے گی بلکہ قرضوں تک رسائی پر دیرپا اثرات مرتب ہوں گے۔

اس سلسلے میں جاری مالیاتی یکجائی حوصلہ افزا ہے۔ ٹیکس دائرے کو توسیع دینے کے منصوبوں کے حوالے سے بلاواسطہ اور بالواسطہ ٹیکسوں کے تخمینے میں اضافے کے سبب، مالیاتی خسارہ مالی سال 24ء کی نسبت مالی سال 25ء میں کم رہنے کا امکان ہے، گوکہ بلند ترقیاتی اخراجات کے حامل حکومتی منصوبوں کا مقصد معاشی ترقی کو فروغ دینا ہے۔ اگرچہ مالی سال 25ء کے دوران زرعی نمو کی رفتار میں کمی آسکتی ہے، تاہم دسمبر 2023ء کے بعد سے بڑی پیمانے کی اشیاسازی میں سُست رَو مگر مستقل بحالی، اور طلبی اظہاریوں کے بلند تعدّد میں از حد پستی سے حقیقی معاشی سرگرمیوں میں مستحکم بہتری کی عکاسی ہوتی ہے۔ قرضوں کی پست لاگت اور اجناس کی عالمی قیمتوں میں کمی کی وجہ سے مالی سال 25ء کے بقیہ عرصے میں بھی یہ سلسلہ جاری رہنے کی توقع ہے۔

اگرچہ معتدل معاشی نمو سے درآمدات کے حجم میں اضافے کی توقع ہے، تاہم، اجناس کی عالمی قیمتوں میں خوش آئند رجحانات کی وجہ سے تجارتی توازن پر اس کے اثرات تھم سکتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ مالی سال 24ء کے رجحانات کے تسلسل میں برآمدات اور کارکنوں کی ترسیلاتِ زر دونوں میں اضافے کا امکان ہے، جو پائیدار شرح کفایت سرمایہ پر منتج ہوں گے۔ اس کے ساتھ ہمراہ آئی ایم ایف کے 7 ارب ڈالر کے توسیعی فنڈ سہولت پروگرام منظور ہونے سے، جو عام طور پر کثیر فریقی اور دوطرفہ ذرائع سے بیرونی رقوم کی آمد کی راہ ہموار کرتا ہے، زرمبادلہ بفرز کے مزید مستحکم ہونے کی توقع ہے۔

اس پس منظر میں مالی سال 25ء کے دوران مہنگائی بڑی حد تک قابو میں رہنے کا امکان ہے، بالخصوص، زری پالیسی کے سخت موقف اور مالی استحکام کے تسلسل کے تاخیری اثرات کی وجہ سے۔ قومی مہنگائی بلحاظِ صارف اشاریہ قیمت پہلے ہی مئی 2023ء سے تنزلی کی راہ پر گامزن ہے؛ اجناس کی عالمی قیمتیں بدستور پست ہیں؛ جب کہ قوزی مہنگائی میں بھی کمی آ

رہی ہے۔ یقیناً، یہ حوصلہ افزا علامات ہیں۔ تاہم، عالمی اور ملکی معاشی اور سیاسی غیر یقینی صورتِ حال سے اضافے کے خطرات اب بھی پیدا ہو سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر، مقررہ مالیاتی یکجائی سے انحراف، توانائی کی غیر منصوبہ بند زرِ اعانت، یا جغرافیائی و سیاسی کشیدگی کی وجہ سے اجناس کی عالمی قیمتوں میں اتار چڑھاؤ آنا۔

اسٹیٹ بینک کی زری پالیسی کمیٹی نے مہنگائی کے دباؤ میں کمی پر اپنے اعتماد کی عکاسی کرتے ہوئے جولائی اور ستمبر 2024ء میں پالیسی ریٹ مزید 350 بی پی ایس کم کر دیا، جس کی بنا پر جون 2024ء سے مجموعی کمی 450 بی پی ایس تک پہنچ گئی۔ اس کمی کے باوجود، حقیقی شرح ہائے سود بڑی حد تک مثبت رہیں، جسے زری پالیسی کمیٹی مہنگائی میں کمی کا وسط مدتی ہدف 5.0 سے 7.0 فیصد حاصل کرنے کے لیے مناسب سمجھتی ہے۔ اسٹیٹ بینک نرخوں اور مالیاتی استحکام کو لاحق کسی بھی خطرے سے تحفظ کے لیے تیار رہے گا، جو وسط تا طویل مدت میں بلند شرحِ نمو برقرار رکھنے کے لیے اشد ضروری ہے۔

1 پاکستان کی معیشت کی کیفیت اور مالی نظام

حکومت کی استحکامی پالیسیوں اور اجناس کی نسبتاً کم عالمی قیمتوں سے مالی سال 24ء کے دوران تمام اہم میکرو اکنامک اظہاریوں میں بہتری لانے میں مدد ملی۔ سخت زری پالیسی اور بجٹ سے بڑھ کر مالیاتی یکجائی کے اثرات اور اجناس کی پست عالمی قیمتیں مہنگائی میں کمی کا سبب بنیں خاص طور پر مالی سال کی دوسری ششماہی میں۔ دورانِ سال زراعت کی بنا پر جی ڈی پی میں معتدل نمو ہوئی جسے بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں بتدریج بحالی سے مدد ملی۔ کرنٹ اکاؤنٹ خسارے میں کمی آئی اور مالکاری کی بیرونی صورتِ حال کچھ موافق ہوئی۔ اس کے نتیجے میں زرِ مبادلہ کے ذخائر بڑھ گئے اور سال گزرنے کے ساتھ ساتھ شرحِ مبادلہ کا دباؤ بھی نرم پڑتا گیا۔ مالی شعبہ مستحکم اور مضبوط رہا اور اس میں بھی متواتر نمو ہوئی جبکہ حکومت نے بینکوں سے خاصے بھاری قرضے لیے۔ تاہم مالی شعبے کی گہرائی مسلسل دوسرے سال بھی کم ہوگئی جس کی بنیادی وجہ مہنگائی کی بلند سطح تھی۔

1.1 پاکستان کی معیشت کی کیفیت

اتار چڑھاؤ سے بھرپور اور ہمت آزما دو سال گزرنے کے بعد پاکستان کی میکرو اکنامک صورتِ حال مالی سال 24ء کے دوران بہتر ہوگئی۔ مالی سال کی دوسری ششماہی میں معیشت کی صورت حال تمام کلیدی اظہاریوں میں نسبتاً پر اعتماد ہوئی، خصوصاً بیرونی کھاتے، قومی صارف اشاریہ قیمت مہنگائی، شرحِ مبادلہ، اور بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں۔ چنانچہ مالی سال 24ء کے دوران حقیقی جی ڈی پی میں معتدل بحالی آئی جبکہ گذشتہ سال اس میں معمولی سکڑاؤ آیا تھا۔ یہ تبدیلیاں مرکزی بینک کے سخت زری پالیسی موقف کے تسلسل، اور مالیاتی یکجائی کے ساتھ ظاہر ہوئیں جس میں حکومت کو گذشتہ 17 سال میں پہلی مرتبہ بنیادی فاضل رقم حاصل ہوئی۔ استحکام کی ان پالیسیوں کے نتیجے میں سرکاری قرضے میں بلحاظ جی ڈی پی نمایاں کمی آئی۔

مالی سال 24ء کا آغاز اس طرح ہوا تھا کہ مہنگائی بلند تھی اور بیرونی کھاتے کی صورتِ حال ہمت آزما تھی چنانچہ اسٹیٹ بینک نے مالی سال 23ء کی صرف دوسری ششماہی میں پالیسی شرح 600 بیسس پوائنٹ بڑھا دی تھی۔ تاہم مالی سال 24ء آگے بڑھا تو معاشی صورتِ حال میں بہتری کی علامات بھی ظاہر ہونے لگیں، اور دہرے خساروں میں کمی آنے لگی جبکہ مہنگائی جو مالی سال 23ء کی چوتھی سہ ماہی میں بلند ترین سطح پر تھی مالی سال 24ء کی پہلی سہ ماہی میں کم ہونا شروع ہوئی۔ یہ ان عوامل کے مجموعی اثرات کی عکاسی تھی: ستمبر 2021ء سے پالیسی شرح بڑھانے کا سلسلہ شروع ہوا تھا، گذشتہ دو برس کے دوران اسٹیٹ بینک اور حکومت نے کئی انتظامی اقدامات کیے، مالیاتی یکجائی، اور اجناس کی عالمی قیمتوں میں کمی۔ اس تمام سے قطع نظر، زری پالیسی کمیٹی نے بہتری کی ابتدائی علامات کی تصدیق ہونے تک انتظار کیا اور محتاط رہتے ہوئے سخت زری پالیسی موقف برقرار رکھا یہاں تک کہ مالی سال 24ء کے اختتام کے قریب جون 2024ء میں اس نے پالیسی شرح 150 بی پی ایس کم کرتے ہوئے اسے 20.5 فیصد تک پہنچایا۔ یہ 33 ماہ طویل زری سختی کے بتدریج کم ہونے کا آغاز تھا۔

اگرچہ ٹیکس کی شرح بڑھانے اور توانائی کی سبسڈی کم کرنے کے حکومتی فیصلے نے مہنگائی کے اعداد و شمار کو متاثر کیا تاہم جون 2023ء میں عالمی مالیاتی فنڈ (آئی ایم ایف) کے ساتھ 3.0 ارب امریکی ڈالر کے اسٹینڈ بائی معاہدے (ایس بی اے) کے بعد مجموعی معاشی ماحول میں نمایاں بہتری آنا شروع ہوگئی، اور اسی مہینے میں درآمدات کو ترجیح دینے کے اقدامات واپس لے لیے گئے۔ سال کے دوران حکومت نے آئی ایم ایف سے توسیعی فنڈ سہولت پروگرام کے لیے بھی رابطہ کیا جس سے مارکیٹ کے احساسات کسی حد تک پرجوش ہوئے۔ مزید برآں، صنعتی سرگرمیوں پر اثرانداز ہونے والی معاشی پالیسی کی غیر یقینی صورت حال پچھلے دو سال کے مقابلے میں مالی سال 24ء میں ملکی سیاسی میدان میں نسبتاً استحکام کے سبب کم ہوگئی (**شکل 1.1**)۔ مالی سال 24ء میں معیشت کو سیلاب کے بعد زرعی شعبے میں تیز رفتار ترقی اور حوصلہ افزا عالمی معاشی ماحول سے بھی فائدہ ہوا۔

عالمی پیش رفت

عالمی اقتصادی نمو مالی سال 24ء میں صرف واجبی سی زیادہ تھی، جس میں امریکہ اور ابھرتی منڈیوں اور ترقی پذیر معیشتوں (ای ایم ڈی ای) میں توقع سے زیادہ جو پیداوار ہوئی اس نے یورپی یونین اور برطانیہ کی قدرے سست نمو کو معمولی سا پورا

شکل 1.1: معاشی پالیسی کی غیر یقینی کیفیت (ای پی یو) کے اشاریے میں رجحانات

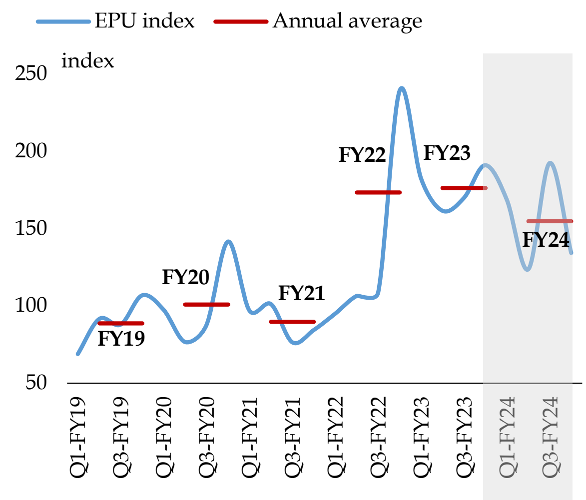

Source: State Bank of Pakistan

کیا۔ عمومی مہنگائی اور قوزی مہنگائی دونوں ابھرتی ہوئی اور ترقی پذیر معیشتوں میں ہدف کی حدود میں واپس آ گئیں۔ ترقی یافتہ معیشتوں میں بھی مہنگائی کے یہ دونوں پیمانے نمایاں طور پر گرے، لیکن برقرار (sticky) قوزی مہنگائی کی وجہ سے اپنے ہدف کی حد سے اوپر رہے۔ اسی طرح ای ایم ڈی ای کے مرکزی بینکوں نے اپنے پالیسی ریٹ کم کیے، تاہم ترقی یافتہ معیشتوں نے محتاط موقف اپنایا۔

معمولی عالمی نمو اور ترقی یافتہ معیشتوں میں مسلسل قوزی مہنگائی نے بین الاقوامی تجارت اور منڈیوں پر سہ جہتی اثر ڈالا۔ اوّل، اگرچہ اس کی وجہ سے عالمی تجارت میں اتنا ہی اضافہ ہوا، تاہم اس کی نمو کی رفتار قیمتوں کی شدید مسابقت کی بنا پر سُست تھی، جیسے کہ ٹیکسٹائل، اسٹیل اور گاڑیوں کی صنعتوں میں۔ دوم، اس نے اجناس کی عالمی قیمتوں میں تقریباً مسلسل کمی میں اپنا حصہ ڈالا، خاص طور پر توانائی اور خوراک کی قیمتوں میں، کچھ استثنٰی کے ساتھ، جیسے چاول (**شکل 1.2 الف اور 1.2 ب**)۔ بحیرہ احمر کے علاقے میں جغرافیائی سیاسی کشیدگی اور روس یوکرین تنازع کے تسلسل کے باوجود ایسا ہوا۔ سوم، ترقی یافتہ معیشتوں میں شرح سود اب بھی نسبتاً زیادہ ہے، چنانچہ ابھرتی ہوئی اور ترقی پذیر معیشتوں کی کرنسیاں اور بازارِ سرمایہ دباؤ میں رہے۔

حقیقی شعبہ

ملکی اور عالمی ماحول میں بہتری کے پس منظر میں، مالی سال 24ء میں حقیقی جی ڈی پی کی 2.5 فیصد کی معتدل نمو ہوئی، جبکہ ایک سال پہلے 0.2 فیصد کمی واقع ہوئی تھی۔ حالیہ نمو بنیادی طور پر زراعت کے شعبے کی وجہ سے ہوئی جس کا جی ڈی پی کی حقیقی نمو میں حصہ 1.5 فیصدی درجے رہا۔ زرعی پیداوار کے زائد رہنے سے خدمات کے شعبے کی پیداوار کو بھی مدد ملی، جس میں تھوک تجارت اور خردہ تجارت آگے آگے رہی۔ تاہم صنعتی جی ڈی پی مالی سال 24ء کے دوران سکڑ گئی، اگرچہ یہ سکڑاؤ مالی سال 23ء کی نسبت کم تھا۔ اِس سال ذیلی شعبے کان کنی اور کوہ کنی، اور اشیا سازی بحال ہوئے۔

شکل 1.2 الف: اجناس کی عالمی قیمتوں کے اشاریے

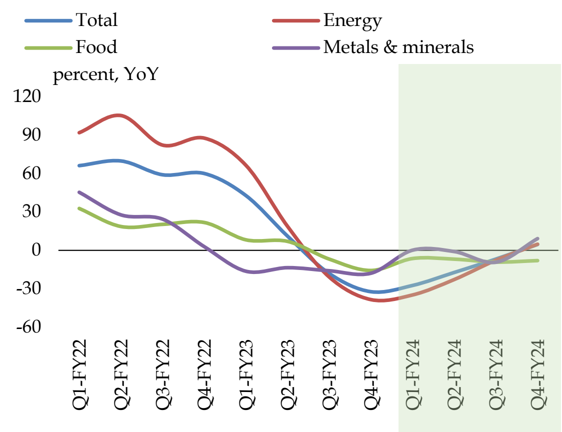

Source: World Bank

شکل 1.2 ب: اہم اجناس کی عالمی قیمتیں

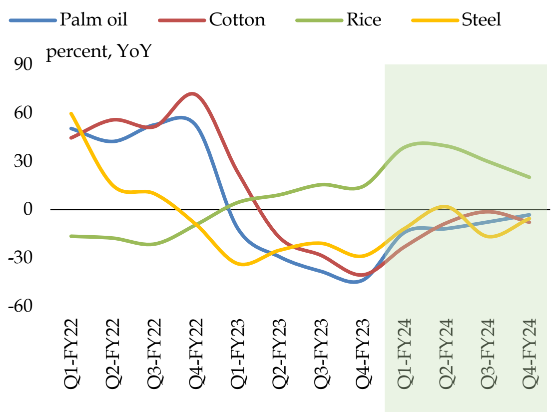

Sources: World Bank, and Bloomberg

شکل 1.3: بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی نمو

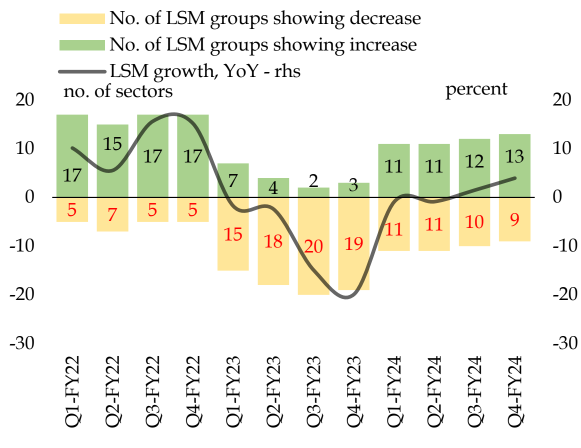

Source: Pakistan Bureau of Statistics

خریف کی فصلوں کی پیداوار اور ربیع سیزن کے لیے خام مال کی بہتر دستیابی سے سال کے شروع ہی سے مثبت منظر نامے کا اشارہ ملا۔ زرعی شعبے میں اہم فصلوں کی پیداوار میں مالی سال 24ء کے دوران تقریباً 17 فیصد اضافہ ہوا جبکہ مالی سال 23ء میں صرف 0.5 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ بنیادی وجہ زمین کی افزودگی کے بعد یافت میں نمایاں بہتری، سازگار موسمی حالات، اور خام مال کی بہتر دستیابی تھی۔

فصل کی پیداوار میں اضافہ گندم اور چاول کی ریکارڈ پیداوار کے ساتھ ساتھ کپاس کی پیداوار بڑھنے کی وجہ سے ہوا۔ اگرچہ امدادی قیمتوں کے بروقت اعلان نے مالی سال 24ء میں کپاس کی پیداوار دگنی سے زیادہ کرنے میں مدد دی، تاہم برآمدات کے بہتر امکانات نے کاشت کاروں کو چاول کا زیر کاشت رقبہ بڑھانے کی ترغیب دی۔ دونوں فصلوں کی یافت کے ساتھ ساتھ زیر کاشت رقبہ بھی بڑھ گیا، چنانچہ کاشتکاروں نے گنے کے لیے کم رقبہ مختص کیا جس سے اس کی پیداوار قدرے کم ہوئی۔ مرغبانی شعبے کی طلب گرنے سے اور کم قیمتوں کے امکانات کی بنا پر مکئی کی پیداوار بھی کم ہوئی جس نے کسانوں کی حوصلہ شکنی کی اور انہوں نے مالی سال 24ء میں کپاس اور چاول اگانے کو ترجیح دی۔

اشیا سازی کے ذیلی شعبوں میں بحالی کو بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں ہونے والی معمولی نمو سے مدد ملی حالانکہ ملکی طلب پست اور پیداواری لاگت بلند تھی جس کا سبب توانائی کی ملکی قیمتوں میں لگاتار اضافہ تھا۔ ادھر مہنگائی کم ہو رہی تھی تاہم بلند سطح پر تھی۔ جون 2023ء میں درآمدات کے حوالے سے روک ٹوک کے خاتمے اور اجناس کی عالمی قیمتوں میں کمی کے بعد ملکی اور درآمدی خام مال کی بہتر دستیابی کی وجہ سے بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں مالی سال 24ء میں بتدریج بحالی آئی۔ یہ بحالی سال کی دوسری ششماہی میں زیادہ نمایاں ہوئی۔ چنانچہ پورے مالی سال میں بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں 1.1 فیصد نمو ہوئی جبکہ مالی سال 23 میں 9.8 فیصد سکڑاؤ آیا تھا۔ بحالی اگرچہ وسیع البنیاد نہیں تھی، تاہم بڑے پیمانے کی اشیا سازی کے ان ذیلی شعبوں کی تعداد مالی سال 24ء میں نسبتاً زیادہ تھی جن میں نمو ہوئی، اور انہوں نے سال کے دوران مسلسل فوائد حاصل کیے (**شکل 1.3**)۔

بڑے پیمانے کی اشیا سازی کے ذیلی شعبوں کی کارکردگی کے بنیادی عوامل مختلف تھے۔ مثال کے طور پر، دواسازی کو خام مال کی بڑھتی ہوئی دستیابی اور برآمدی نمو سے فائدہ ہوا، جبکہ کچل کاری میں تاخیر کی وجہ سے سکروز زیادہ ملا، چنانچہ گنے کی پیداوار گرنے کے باوجود چینی کی پیداوار بڑھی۔ گاڑیوں نے، جن کی پیداوار مالی سال 24ء کے دوران 25 فیصد کم ہوئی، دوسری ششماہی میں 28 فیصد کی زبردست جست لگائی، جو طلب میں بحالی ظاہر کرتی ہے۔ اسی طرح خوردنی تیل کی صنعت کو پام آئل کی عالمی قیمتوں میں کمی کا فائدہ ہوا۔ مزید برآں مالی سال 24ء میں اگرچہ فولاد اور سیمنٹ کی پیداوار کم ہوئی تاہم دونوں شعبوں میں مالی سال 24ء کے اختتام کے قریب اضافہ دیکھا گیا جس سے کمی کی رفتار سست پڑ گئی۔

اس سے قطع نظر، صنعتی جی ڈی پی کو بڑا کھنچاؤ بجلی، گیس اور پانی کی فراہمی کے ذیلی شعبے کی وجہ سے برداشت کرنا پڑا، جبکہ تعمیرات میں بھی معمولی کمی ہوئی۔ اول الذکر کی وجہ بجلی اور گیس کی بڑھتی ہوئی قیمتوں کے درمیان توانائی کی کم طلب، گیس کی تقسیم میں کمی اور لوگوں میں شمسی توانائی سے بجلی کی پیداوار کی طرف بڑھتا ہوا رجحان ہے۔ موخر الذکر کی وجہ سخت زری پالیسی اور مالیاتی یکجائی تھی، خاص طور پر ترقیاتی اخراجات میں کمی ہوئی۔

بیرونی شعبہ

مالی سال 24ء میں کرنٹ اکاؤنٹ خسارہ مزید گر کر 13 سال کی پست ترین سطح پر آگیا، اس دوران بیرونی کھاتے کا دباؤ خاصا کم ہو گیا۔ کرنٹ اکاؤنٹ خسارے میں بہتری مالی سال 24ء کی دوسری سہ ماہی سے نمایاں ہوئی، کیونکہ برآمدات کی نمو

درآمدات کی نمو سے بڑھ گئی، اور کارکنوں کی ترسیلات میں وسیع البنیاد اضافہ دیکھا گیا (**شکل 1.4**)۔ کارکنوں کی ترسیلات جن وجوہ سے بڑھی ان میں: ترقی یافتہ ملکوں اور مشرق وسطیٰ کی معیشتوں میں مسلسل نمو، ایکسچینج کمپنیوں میں اصلاحات، اور اس کے نتیجے میں کرب پریمیم میں کمی شامل ہے جس سے ترسیلات زر کی آمد کو باضابطہ ذرائع کی طرف موڑ دیا۔ کارکنوں کی ترسیلات بڑھنے کی وجہ ملک میں بلند مہنگائی بھی ہو سکتی ہے جس سے لوگوں کی گھریلو آمدنی گھٹ گئی، اور اس کے نتیجے میں بیرون ملک مقیم کارکنوں نے زیادہ منتقلی کی۔

شکل 1.4: پاکستان کے کرنٹ اکاؤنٹ کے اہم عوامل

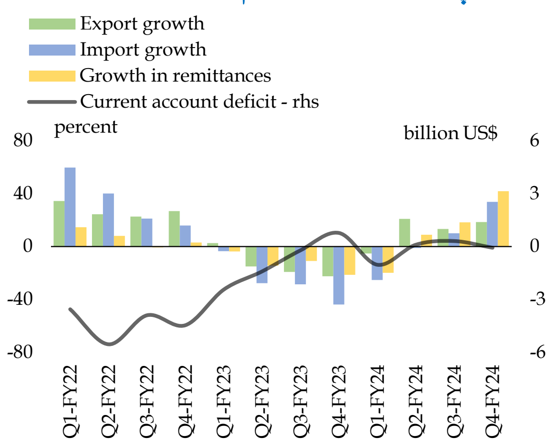

Source: State Bank of Pakistan

مالی سال 24ء میں برآمدات میں تقریباً 12 فیصد اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ سال 14 فیصد کمی ہوئی تھی۔ حالیہ نمو بنیادی طور پر غذائی اجناس، خاص طور پر چاول کی وجہ سے ہوئی جس نے ڈالر کے لحاظ سے برآمدات میں تنہا تقریباً نصف اضافہ کیا۔ پچھلے سال چاول کی برآمدات پر بھارت کی طرف سے پابندی نے چاول کی برآمدات کو فائدہ پہنچایا اور پاکستانی برآمد کنندگان موجودہ منڈیوں میں اپنا حصہ بڑھانے کے قابل ہوئے، جبکہ نئی مارکیٹوں کو تلاش کیا اور زیادہ قیمتیں حاصل کیں۔ اس کے مقابلے میں دیگر تمام اجناس کی برآمدات میں صرف 6 فیصد اضافہ ہوا، کیونکہ ٹیکسٹائل برآمدات کم اساس، یعنی گزشتہ سال 10 فیصد کمی کے باوجود، تقریباً 2 فیصد گر گئیں تاہم، اسے بنیادی طور پر بین الاقوامی منڈیوں میں پست اکائی قیمتوں سے منسوب کیا جا سکتا ہے، جو دراصل چین کی پست قیمتوں کی حکمت عملی ہے، کیونکہ مالی سال 24ء کے دوران اہم ٹیکسٹائل مصنوعات مثلاً ملبوسات، گھریلو ٹیکسٹائل اور سوتی دھاگے کی برآمدات میں اضافہ ہوا۔[1]

مالی سال 24ء میں درآمدی نمو 0.9 فیصد تک محدود رہی کیونکہ توانائی کی درآمدات میں تقریباً 20 فیصد سکڑاؤ نے غیر توانائی کی درآمدات میں 12 فیصد اضافے کا تقریباً ازالہ کر دیا۔ توانائی کی درآمدات میں کمی کی وجہ کم اکائی قیمتیں ہیں کیونکہ دورانِ سال درآمدی حجم قدرے بڑھ گیا۔ اگرچہ مالی سال 24ء کی پہلی ششماہی میں درآمدات میں تقریباً 15 فیصد کمی آئی تھی، تاہم دوسری ششماہی میں تیزی سے 21 فیصد اضافہ ہوا۔ یہ مالی سال 24ء کی چوتھی سہ ماہی کے دوران توانائی کی عالمی قیمتیں بڑھنے کی عکاسی کرتا ہے۔ بجلی کے بڑھتے ہوئے نرخوں کے دور میں سولر پینلز کی مانگ میں اضافہ؛ اور موبائل فون، لوہا/ فولاد، اور گاڑیوں کی درآمد میں قابل ذکر اضافہ بڑے پیمانے کی اشیاسازی میں بتدریج بحالی کا پتہ دیتا ہے۔

بیرونی کھاتوں میں بہتری کو مالی رقوم میں خالص اضافے سے بھی مدد ملی، جس کی بنیادی وجہ آئی ایم ایف کے ساتھ 9 ماہ کے ایس بی اے کے تحت تین قسطوں میں 3.0 ارب ڈالر کا اجرا ہے۔ ایس بی اے دوسرے بیرونی قرض دہندگان کے لیے عمل انگیز ثابت ہوا جنہوں نے مزید مالی رقوم بھیجیں، اس طرح مالی سال 23ء میں بیرونی کھاتوں پر جو دباؤ تھا اس کو کم کیا۔ نتیجتاً، سال کے دوران اسٹیٹ بینک کے مجموعی زرِ مبادلہ ذخائر میں دگنے سے زیادہ اضافہ ہوا، اور سال گزرنے کے ساتھ ساتھ شرح مبادلہ پر دباؤ کم ہوا، جس کا نتیجہ مالی سال 24ء کی چوتھی سہ ماہی میں روپے کی قدر بڑھنے کی صورت میں نکلا (**شکل 1.5 الف اور 1.5 ب**)۔ تاہم، حقیقی مؤثر شرح مبادلہ بڑھی جس کی بنیادی وجہ ملکی مہنگائی کا بڑے تجارتی شراکت دار ملکوں کے مقابلے میں زیادہ ہونا ہے۔ (**شکل 1.6**)۔

مالی سال 24ء کے دوران نجی رقوم کی آمد میں بھی بہتری آئی جہاں بیرونی جزدانی سرمایہ کاری، ماسوائے یوروبانڈ کے، بلند منافع کی بنا پر بڑھی۔ نیز، بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری کی رقوم تقریباً 17 فیصد اضافے سے 1.9 ارب ڈالر تک جا

[1] اس رپورٹ میں تجارتی اعداد و شمار کی بنیاد اسٹیٹ بینک کے توازنِ ادائیگی کا ڈیٹا ہے۔ تاہم برآمد / درآمد شدہ اجناس کے حجم اور اکائی قیمت پر بحث کسٹم کے (مالیت اور حجم پر) ڈیٹا پر مبنی ہے جیسا کہ پاکستان دفترِ شماریات نے فراہم کیا۔

شکل 1.5 الف: پاکستانی روپے کی شرحِ مبادلہ میں رجحانات - اضافہ (+) / کمی (-)

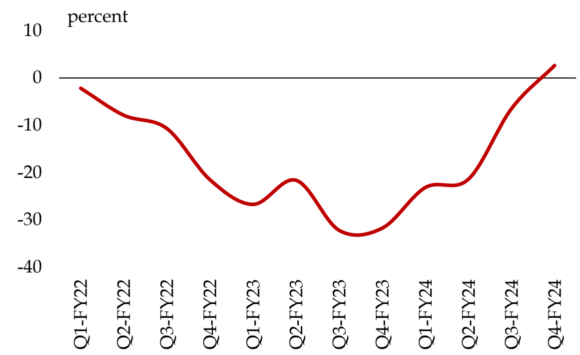

Source: State Bank of Pakistan

شکل 1.5 ب: کرنسی میں اتار چڑھاؤ - سہ ماہی لحاظ سے

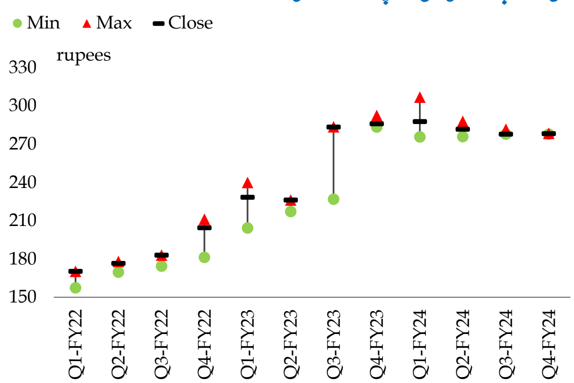

Source: State Bank of Pakistan

پہنچیں۔ تاہم جی ڈی پی کے لحاظ سے یہ رقوم گذشتہ سال کی نسبت محض واجبی یعنی 0.02 فیصد ہی بڑھ سکیں۔ پاکستان کا بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری کا حجم اس کی کارگر آبادی (ڈبلیو اے پی) کے حجم اور اس میں نمو کے لحاظ سے خاصا پست ہے۔ جن ملکوں کی کارگر آبادی زیادہ ہوتی ہے، بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری عموماً وہاں کا رُخ کرتی ہے (**شکل 1.7**)۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بہ افراط کارگر آبادی یا تو مارکیٹ کا بڑا حجم بناتی ہے، یا پھر سستی لیبر مارکیٹ مہیا کرتی ہے، یا یہ دونوں وجوہات بیک وقت موجود ہوتی ہیں۔ پاکستان بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری کو کافی ترغیب نہیں دے سکا ہے حالانکہ یہ قرضے کے بوجھ کے بغیر بیرونی رقوم کی آمد کا دروازہ ہے۔ اس کمی کی بہت سی وجوہات معیشت کو درپیش بنیادی ساختی مسائل ہیں جن میں نیم ہنر مند مزدور، کمزور پیداواریت، اور شعبہ جاتی پالیسیوں اور نظم ونسق کے اَن گنت چیلنج شامل ہیں۔

مالیاتی پالیسی اور سرکاری قرضہ

دورانِ سال کلیدی مالیاتی اظہاریوں میں بہتری آئی، پہلی ہی سہ ماہی سے مالیاتی رکاوٹ واضح ہوگئی۔ مالیاتی یکجائی مالی سال 24ء میں منصوبے سے کہیں زیادہ تھی، بنیادی سرپلس جی ڈی پی کے 0.9 فیصد پر آگیا جبکہ بجٹ میں ہدف 0.4 فیصد تھا۔ مالیاتی خسارہ بجٹ کے ہدف سے قدرے زیادہ تھا، لیکن یہ گذشتہ سال سے کم تھا۔ مالی سال 23ء کے مقابلے میں محاصل کا خسارہ بھی کم ہوا۔ یہ بہتری دراصل غیر ٹیکس محاصل (این ٹی آر) میں غیر معمولی نمو کی وجہ سے ہوئی، جسے بلند ٹیکس محاصل اور بلحاظ جی ڈی پی پست غیر سودی اخراجات سے سہارا ملا (**شکل 1.8**)۔

غیر ٹیکس محاصل میں 75 فیصد کا غیر معمولی اضافہ ہوا، جس نے مجموعی محاصل میں 80 فیصد اضافہ کیا جو مالی سال 24ء کے دوران جی ڈی پی کے لحاظ سے ایک فیصد بڑھ کر 12.5 فیصد ہو گئے۔ یہ اضافہ بنیادی طور پر اسٹیٹ بینک کے بلند

شکل 1.6: تناسباتِ تجارت اور حقیقی موثر شرحِ مبادلہ

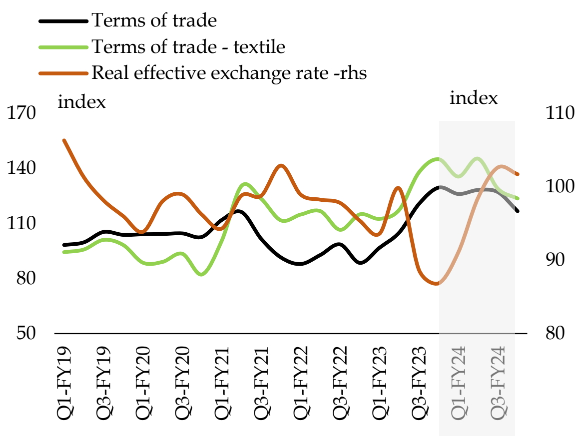

Sources: Pakistan Bureau of Statistics and State Bank of Pakistan

منافع سے ہوا جو بلند شرح سود کے ماحول میں بازارِ زر میں سیالیت کے بڑے ادخال سے خالص سودی آمدنی میں خاطر خواہ اضافے کے ساتھ ساتھ پاکستانی روپے کی قدر بڑھنے سے باز قدر پیمائی میں اضافے کی وجہ سے بلحاظ جی ڈی پی دگنے

شکل 1.7: بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری کا اسٹاک- بلحاظ آبادی سرفہرست * 30 ممالک

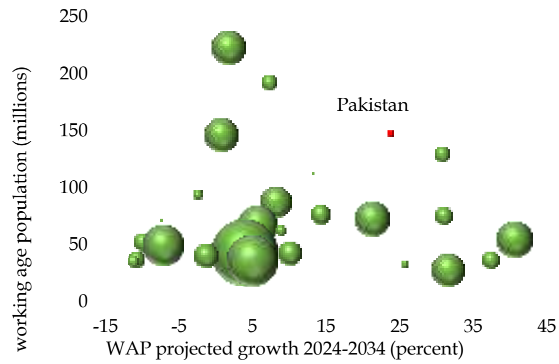

*India & China are excluded due to their very large population. Bubble size represents FDI stock as percentage of GDP.

Sources: UN Population Division and UNCTAD

سے بھی زیادہ ہے۔[2] اگرچہ این ٹی آر میں اضافے کا 44 فیصد حصہ اسٹیٹ بینک کے منافع سے آیا، تاہم تقریباً ایک تہائی حصہ پٹرولیم ڈیولپمنٹ لیوی کی وصولی سے ہوا جو شرح پر مبنی ہے اور جس نے پٹرولیم مصنوعات کی فروخت کے حجم میں کمی کے اثرات کو عمدگی سے زائل کر دیا۔

غیر ٹیکس محاصل کے مقابلے میں، ٹیکس محاصل مجموعی محاصل میں اضافے کا صرف 20 فیصد حصہ بنے جی ڈی پی کے لحاظ سے۔ ایسا تیز رفتار نمو کے باوجود ہوا جس نے جی ڈی پی میں ایف بی آر ٹیکس کا تناسب مالی سال 23ء کے 8.5 فیصد سے بڑھا کر 8.8 فیصد کرنے میں مدد دی۔ مالی سال 24ء کی پہلی ہی سہ ماہی سے ٹیکس وصولی میں اضافہ واضح طور پر مضبوط تھا، جس میں براہِ راست ٹیکس آگے آگے تھے اور جو مالی سال 24ء میں تقریباً 39 فیصد بڑھے، اس کے مقابلے میں بالواسطہ ٹیکسوں میں تقریباً 23 فیصد اضافہ ہوا۔ ٹیکس گزاروں کی تعداد میں اضافے سے (ٹیکس کے نئے اقدامات کے بغیر) خود بخود ہونے والی متوقع نمو کے حوالے سے بالواسطہ ٹیکسوں کے مقابلے میں براہِ راست ٹیکس کی وصولی بہت زیادہ بڑھ گئی (**جدول 1.1**)۔ چنانچہ جی ڈی پی کے لحاظ سے براہِ راست ٹیکس میں 0.4 فیصد اضافہ ہوا جبکہ بالواسطہ ٹیکسوں میں 0.1 فیصد کمی واقع ہوئی۔ ان رجحانات کو جی

شکل 1.8: کلیدی مالیاتی اظہاریے (بطور فیصد جی ڈی پی)

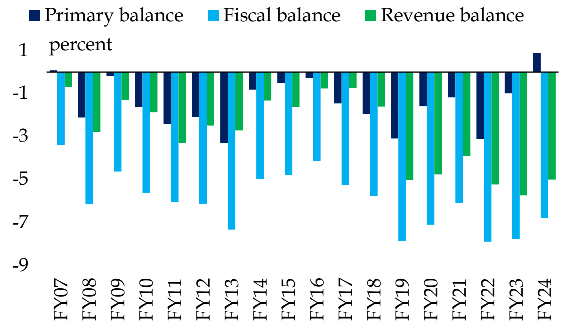

Sources: State Bank of Pakistan and Pakistan Bureau of Statistics

ڈی پی میں معتدل نمو، بلند شرح سود، مہنگائی کے ساتھ ساتھ محاصل جمع کرنے کے اقدامات سے تقویت ملی جن میں سپر ٹیکس کے وسیع دائرہ کار، ودہولڈنگ ٹیکس اور جنرل سیلز ٹیکس کی شرحوں میں اضافہ؛ اور ٹیکس کے کچھ اخراجات کی معقولیت شامل ہے۔

جہاں تک اخراجات کا تعلق ہے، مجموعی غیر سودی اخراجات میں جی ڈی پی کے تقریباً ایک فیصد کے مساوی کمی واقع ہوئی حالانکہ یہ اخراجات مطلق معنوں میں 16 فیصد بڑھے۔ ان اخراجات کی معقولیت پہلی سہ ماہی سے نظر آ رہی تھی، خاص طور پر وفاقی ترقیاتی اخراجات اور زرِ اعانت میں جو سال کے دوران مجموعی طور پر کم ہو کر جی ڈی پی کے 0.7 فیصد تک رہ گئے۔ مزید برآں، دفاعی امور پر اخراجات اور صوبائی اخراجاتِ جاریہ میں بھی کمی آئی۔

غیر سودی اخراجات کے برعکس، سود کی ادائیگیاں لگاتار دوسرے سال بجٹ کے تخمینے سے آگے نکل گئیں۔ سود کے اخراجات میں اضافہ جی ڈی پی کا 0.9 فیصد رہا، تاہم اس کی سال بہ سال نمو مالی سال 24ء میں گر کر 43 فیصد رہ گئی جو گذشتہ سال 79 فیصد رہی تھی۔ اس کا سبب بنیادی طور پر حالیہ برسوں میں بڑا مالیاتی خسارہ ہے جو سود کی بڑھتی ہوئی شرحوں کے نتیجے میں قرضوں کے ذخیرے اور قرض کی ادائیگی کے اخراجات میں اضافے کا سبب بنا ہے۔ مالی سال 24ء میں مارک اپ

[2] مالی سال 24ء میں حکومت کو اسٹیٹ بینک کا زیادہ منافع موصول ہونے کی ایک اور وجہ پست اساس کا اثر ہے۔ جنوری 2022ء میں اسٹیٹ بینک ایکٹ میں تبدیلیوں کے بعد اسٹیٹ بینک کا سرپلس منافع حکومت کو سہ ماہی کے بجائے سالانہ بنیاد پر منتقل ہونا ہے۔ چنانچہ اسٹیٹ بینک کا سرپلس منافع سہ ماہی بنیاد پر مالی سال 22ء کی تیسری سہ ماہی تک منتقل کیا گیا۔ مالی سال 23ء میں کسی ایک سہ ماہی کا اسٹیٹ بینک کا منافع وصول کرنے کے مقابلے میں، حکومت نے پورے مالی سال 23ء کا اسٹیٹ بینک کا منافع مالی سال 24ء میں وصول کیا۔

جدول 1.1: نئے اقدامات کے بغیر محاصل کی حقیقی اور متوقع نمو-م س24ء

اساس	(الف) اساس کی نمو[الف] (فیصد)	(ب) ابھار کا اعشاریہ[ب]	ٹیکس کی مد	ممکنہ ابھار سے نمو (نئے اقدامات کے بغیر)(الفxب)[ج] (فیصد)	ایف بی آر کے ٹیکسوں میں حقیقی نمو ** (فیصد)
نامیہ جی ڈی پی	26.43	1.0	براہِ راست ٹیکس (ملکی)	26.43	38.6
درآمد (روپے کے لحاظ سے)	14.95	1.2	براہِ راست ٹیکس (درآمدی)	17.94	37.2
بڑے پیمانے کی اشیا سازی، نامیہ	17.87	1.1	سیلز ٹیکس (ملکی)	19.69	23.7
درآمد (روپے کے لحاظ سے)	14.95	1.0	سیلز ٹیکس (درآمدی)	14.95	17.0
درآمد (روپے کے لحاظ سے)	14.95	1.0	کسٹم ڈیوٹی	14.95	18.5
بڑے پیمانے کی اشیا سازی، نامیہ	17.87	0.8	ایف ای ڈی (ملکی)	14.30	51.9
درآمد (روپے کے لحاظ سے)	14.95	0.8	ایف ای ڈی (درآمدی)	11.96	164.2

** عبوری اعداد و شمار

ماخذ: [الف] پاکستان دفتر شماریات، [ب] ایف بی آر کی شواہد پر مبنی پیشگوئی مالی سال 24ء (جدول-9)، [ج] ابھار سے ہونے والی نمو کے لیے ایف بی آر کے فارمولے پر مبنی

ادائیگیاں ایف بی آر ٹیکس کے تقریباً 88 فیصد کے برابر تھیں جبکہ مالی سال 19ء تا مالی سال 23ء کی اوسط 62 فیصد رہی تھی۔ درحقیقت، صوبوں کو منتقلی کے بعد رہ جانے والے خالص وفاقی ٹیکس کے فیصد کے طور پر دیکھا جائے، تو مارک اپ ادائیگیاں مالی سال 24ء میں تقریباً 202 فیصد کے مساوی تھیں جو پچھلے پانچ سال میں تقریباً 155 فیصد رہی تھیں۔

مالی سال 24ء کے پست مالیاتی خسارے کے نتیجے میں سال کے دوران ملکی قرضہ جمع ہونے کی رفتار سست پڑ گئی، جس سے ملکی قرضے میں کمی واقع ہوئی اور وہ بلحاظ جی ڈی پی مالی سال 23ء کے 46 فیصد سے گر کر 44.6 فیصد تک پہنچ گئے۔ زیرِ جائزہ عرصے کے دوران بیشتر ملکی قرضہ کمرشل بینکوں سے لیا گیا، یہ حالیہ برسوں کے برعکس ہے جب ملکی قرضوں کی نمو غیر بینک ذرائع سے لیے گئے قرضوں کی وجہ سے ہوئی تھی۔ ملکی قرضوں کا خاکہ عرصیت طویل ہو گیا کیونکہ حکومت نے مالی سال 24ء میں بیشتر انحصار طویل مدتی تمسکات کے اجرا پر کیا۔ ملکی قرض کے خاکے میں اس تبدیلی سے اجرائے ثانی کے خطرے کو کم کرنے میں مدد ملے گی، اور گرتی ہوئی شرح سود کے ماحول میں حکومت کو پست شرحوں پر ری پرائسنگ کے ذریعے ممکنہ طور پر فائدہ پہنچے گا۔

آئی ایم ایف کے ساتھ ایس بی اے کے بعد کثیر جہتی اور دوطرفہ رقوم کے بہاؤ کی وجہ سے مالی سال 24ء میں سرکاری بیرونی قرضوں کے اسٹاک میں 2.5 ارب امریکی ڈالر کا اضافہ ہوا جبکہ مالی سال 23ء میں 4.8 ارب امریکی ڈالر کی کمی ہوئی تھی۔ تاہم، خالص بنیادوں پر دیکھا جائے تو بیرونی قرضوں کو پاکستانی روپے کی قدر بڑھنے سے ہونے والی باز قدر پیمائی (revaluation) کے سازگار اثرات سے فائدہ پہنچا، جو استحکام کے میکرو اکنامک اقدامات کے اثرات کو ظاہر کرتا ہے۔ ڈالر کے لحاظ سے بیرونی قرضے بڑھنے کی نسبت باز قدر پیمائی کے فوائد زیادہ ہیں، جس نے مالی سال 24ء میں بیرونی قرضوں میں بلحاظ جی ڈی پی 5.6 فیصد درجے کی نمایاں کمی کو ممکن بنایا۔ چنانچہ مالی سال 24ء کے دوران مجموعی سرکاری قرضوں میں نمو تقریباً نصف ہو کر 13.3 فیصد رہ گئی، اور مالی سال 24ء میں سرکاری قرضہ بلحاظ جی ڈی پی گر کر 67.4 فیصد رہ گیا، جو مالی سال 18ء کے بعد سب سے کم ہے۔

زر اور قرضے کی پیشرفت

دوطرفہ اور کثیر جہتی قرض دہندگان کی طرف سے ملنے والی رقوم کی وجہ سے بیرونی بفرز بڑھنے سے مالی سال 24ء میں بینکوں کے خالص بیرونی اثاثوں میں نمایاں اضافہ ہوا جبکہ مالی سال 23ء میں ان میں بڑا سکڑاؤ آیا تھا۔ خالص بیرونی اثاثوں میں اضافہ بنیادی طور پر زرِ وسیع (ایم ٹو) کی نمو بڑھانے کا باعث بنا کیونکہ بینکوں کے خالص ملکی اثاثے مالی سال 23ء کی نسبت بہت سست روی سے بڑھے۔

شکل 1.9: جدولی بینکوں سے کی گئی میزانی قرض گیری اور ڈپازٹس

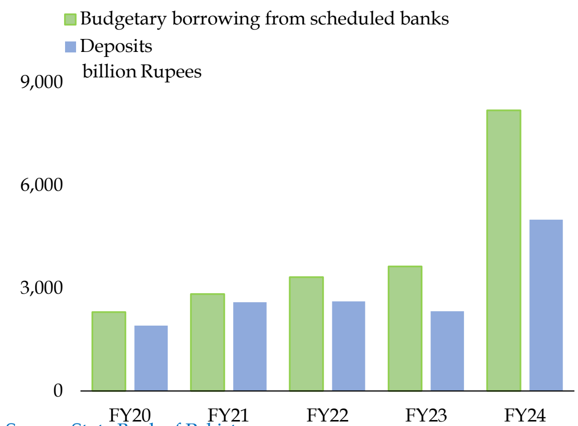

Source: State Bank of Pakistan

زرِ وسیع کی نمو مالی سال 24ء میں 16.1 فیصد تک پہنچ گئی جو گذشتہ سال 14.2 فیصد تھی۔ تاہم، یہ نامیہ جی ڈی پی نمو سے نمایاں طور پر کم رہی، جو جی ڈی پی کے 34.5 فیصد تک پہنچ گئی، جبکہ مالی سال 23ء میں 37.6 فیصد رہی تھی۔

خالص ملکی اثاثوں کی نمو کی رفتار اس لیے سست پڑ گئی کہ دیگر اجزا میں خالص اور بڑا اسکڑاؤ آیا جس سے ترقیاتی مالی اداروں کی بازارِ زر کے سودوں (او ایم او) میں اندراج کی عکاسی ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ اجناسی مال کاری کی خالص واپسی، اور سرکاری شعبے کے اداروں کی طرف سے قرض گیری میں بڑی سست روی بھی آئی۔ اس طرح کمرشل بینکوں سے میزانی قرض گیری میں اضافے کی کافی حد تک تلافی ہوئی، کیونکہ غیر بینک اداروں نے اپنی رقوم کا بڑا حصہ سرکاری تمسکات میں لگانے کے بجائے بینک ڈپازٹس میں رکھا (**شکل 1.9**)۔ چنانچہ منافع بخش شرح سود کے ہوتے ہوئے مالی سال 24ء میں نامیہ لحاظ سے ڈپازٹ کی نمو تقریباً دگنی ہو کر 22.5 فیصد تک پہنچ گئی۔

نجی شعبے کے قرضوں میں معمولی اضافے سے بھی خالص ملکی اثاثوں کی نمو کو سہارا ملا۔ اس کی بنیادی وجہ معاشی سرگرمیوں میں معتدل بحالی اور بڑھتی ہوئی ملکی مہنگائی کے سبب خام مال کی لاگت میں اضافہ ہے، چنانچہ جاری سرمائے کے قرضے بڑھ کر 364 ارب روپے ہوگئے جبکہ مالی سال 23ء میں 145 ارب روپے کی خالص واپسی ہوئی تھی۔ تاہم معینہ سرمایہ کاری کے قرضوں میں سال کے دوران 31 فیصد کمی واقع ہوئی۔ قرضوں میں سست نمو کی وجہ سے مالی سال 24ء میں جی ڈی پی میں ملکی قرض کا تناسب مزید گر کر 9 فیصد رہ گیا جو مالی سال 23ء میں 10.9 فیصد تھا۔ پست متوسط آمدنی والے دیگر ممالک کے مقابلے میں پاکستان میں قرضوں کی رسائی ناموافق ہے اور اہم اقتصادی شعبوں کے قرضوں میں مسلسل کمی دیکھی گئی ہے (**شکل 1.10**)۔ مرکزی بینک کے نقطہ نظر سے یہ رجحانات زری پالیسی کی مؤثر ترسیل کے لحاظ سے چیلنج ہیں، اور اس میں کئی اصلاحات کی ضرورت ہے، مثلاً معیشت کی ناکافی دستاویزیت، ضمانت کی کمی، اور کریڈٹ رپورٹنگ سسٹم کو مضبوط بنانے کے لیے قرضے کی مختلف معلومات کی بہتر دستیابی کے مسائل کو حل کرنا۔

شکل 1.10الف: زرعی قرضے-واجب الادا اور اجرا

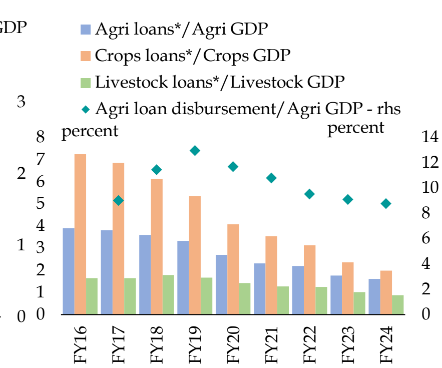

شکل 1.10ب: اشیاسازی اور ایس ایم ای کے قرضے

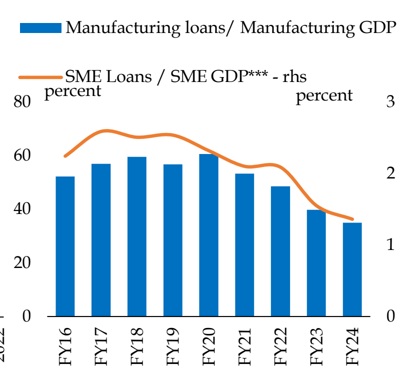

شکل 1.10ج: بینکوں کی طرف سے نجی شعبے کو قرضے

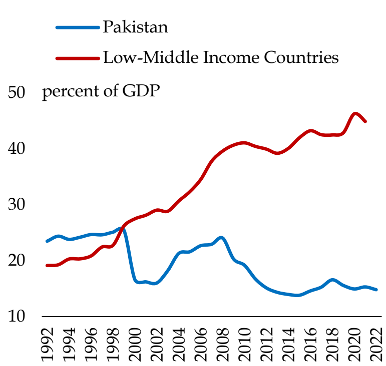

*outstanding loans based on ISIC-4 classification, **based on ISIC-4 classification, ***based on estimated SME contribution to GDP at 40 percent.

Source: State Staff Calculation

Source: SBP Staff Calculation

Source: World Development Indicators

پاکستان کی معیشت کی کیفیت اور مالی نظام

شکل 1.11: صارف اشاریہ قیمت قومی مہنگائی میں سال بسال رجحانات اور مہنگائی پر صارف اور کاروبار کی توقعات

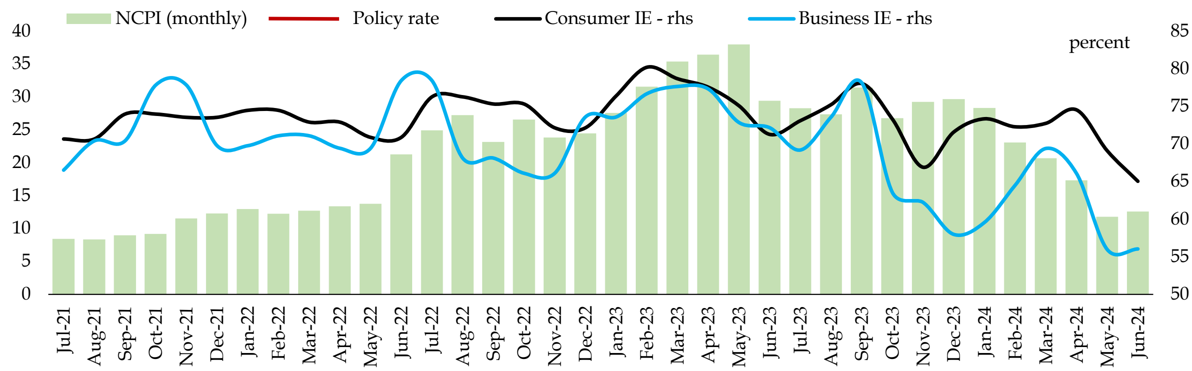

واجبات کے حوالے سے زیرِ گردش کرنسی میں معمولی تبدیلی آئی جبکہ ڈپازٹس میں تیزی سے اضافہ ہوا جس سے مالی سال 24ء میں کرنسی اور ڈپازٹ کا باہمی تناسب نمایاں بہتری سے تقریباً 34 فیصد ہو گیا جو گذشتہ سال 41 فیصد رہا تھا۔ یہ رجحان ڈپازٹس پر بلند شرح منافع کے علاوہ ادائیگیوں کی ڈیجیٹلائزیشن کے لیے اسٹیٹ بینک کی مسلسل کوششوں، بازارِ مبادلہ کی سٹہ بازانہ (speculative) سرگرمیوں کے خلاف کریک ڈاؤن؛ اور مہنگائی کی کسی حد تک بلند لیکن کم ہوتی ہوئی سطح کی بھی عکاسی کرتا ہے۔ زیرِ گردش کرنسی میں سست روی، خالص بیرونی اثاثوں میں اضافے، اور ڈپازٹ میں بڑے اضافے کے باوجود مالی سال 24ء میں بین البینک مارکیٹ میں سیالیت کا دباؤ بڑھتا رہا کیونکہ جدولی بینکوں سے حکومتی قرضے ان بینکوں کے ڈپازٹس میں اضافے کے مقابلے میں تیزی سے بڑھے۔ اس سے قطع نظر، اسٹیٹ بینک کی طرف سے بازارِ زر کے سودوں میں ادخالات کی تعداد اور ان کے اوسط حجم میں بالترتیب 6.2 فیصد اور 55 فیصد اضافے کے باعث مالی سال 24ء میں پالیسی شرح سے شبینہ ریپوریٹ میں اوسط انحراف گذشتہ سال کے مقابلے میں کم رہا۔

مہنگائی

مالی سال 24ء میں عمومی صارف اشاریہ قیمت قومی مہنگائی میں نمایاں کمی واقع ہوئی، زیادہ تیز رفتاری دوسری ششماہی میں آئی جس نے مالی سال 24ء کی پہلی ششماہی کی مہنگائی کے مستحکم رجحان کو بخوبی زائل کر دیا۔ جنوری 2024ء سے نظر آنے والی اس کمی کی وجہ زری سختی اور مالیاتی یکجائی کے اثرات کو قرار دیا جا سکتا ہے۔ دیگر وجوہات میں عمدہ زرعی پیداوار، حکومت کی انتظامی کوششیں، اور اجناس کی گرتی ہوئی عالمی قیمتیں شامل ہیں۔ اگرچہ غذائی مہنگائی مالی سال 24ء کی پہلی ہی سہ ماہی سے گرنے لگی تھی تاہم قوزی مہنگائی میں کمی آخری سہ ماہی میں زیادہ نمایاں تھی۔ دوسری جانب توانائی کی مہنگائی مالی سال 24ء کی دوسری سہ ماہی سے شہری علاقوں میں بڑھنے لگی جس کا صارف اشاریہ قیمت قومی مہنگائی کی باسکٹ میں حصہ 60 فیصد ہے۔

غذائی مہنگائی کو بہتر رسد، خام مال کی کم لاگت اور اجناس کی عالمی قیمتوں میں کمی سے فائدہ ہوا۔ گندم کی ریکارڈ پیداوار اور اس کی درآمدات کی وجہ سے گندم کی قیمتیں کم ہوئیں۔ اسی طرح دودھ کی قیمتیں، جو حالیہ دنوں میں مہنگائی کی بڑی وجوہات میں سے ایک رہی ہیں، مالی سال 24ء میں فیڈ کی قیمتیں گرنے کی وجہ سے کم ہوئی ہیں جبکہ بین الاقوامی منڈیوں میں پام آئل کے نرخ گرنے کی وجہ سے نباتی تیل کی قیمت میں کمی آئی ہے۔

شہری علاقوں میں توانائی کی مہنگائی گیس اور بجلی کی قیمتیں بڑھنے کے ساتھ ساتھ پٹرولیم کی ملکی مصنوعات پر پی ڈی ایل کی بلند شرحوں سے مالی سال 24ء میں بڑھ کر 63 فیصد ہو گئی جو گذشتہ سال 38.4 فیصد تھی۔ اس کے مقابلے میں دیہی علاقوں میں توانائی کی مہنگائی کم ہو گئی کیونکہ شہری باسکٹ کے برعکس توانائی کی دیہی باسکٹ میں گیس کے بجائے ٹھوس ایندھن کا بہت بڑا حصہ ہے اور بجلی کا حصہ کم ہے۔

شکل 1.12 الف: اوسط مہنگائی-شہری

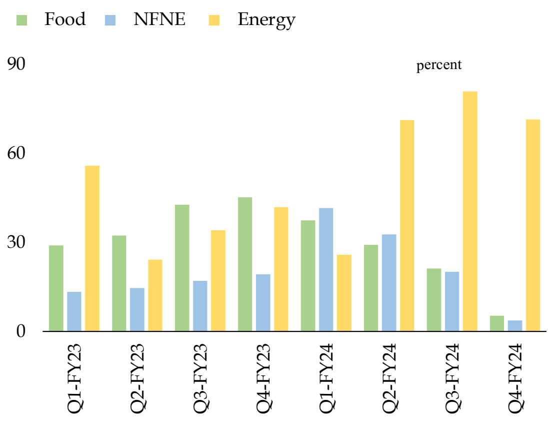

شکل 1.12 ب: اوسط مہنگائی- دیہی

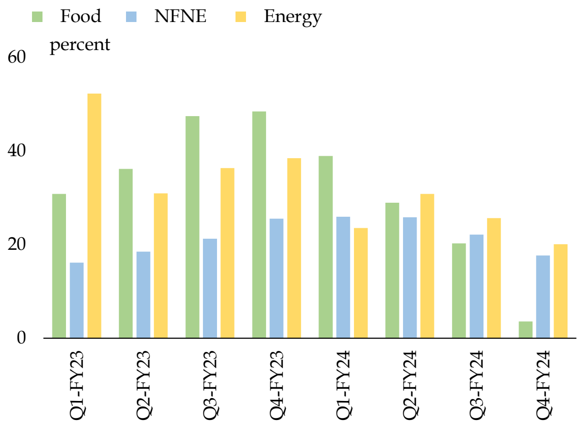

Source: State Bank of Pakistan

حکومت کے منصوبے کے تحت جنوری 2023ء سے گیس کی قیمتوں میں وقتاً فوقتاً اضافہ کیا جاتا رہا ہے تاکہ گیس کے چارجز کو لاگت کی وصولی کے ساتھ ہم آہنگ کیا جائے اور گیس کے گردشی قرض کے بہاؤ کو روکا جائے۔ اسی طرح، مالی سال 23ء سے بجلی کے نرخوں میں اضافہ ہو رہا ہے جس کی وجہ کیپیسٹی کی بلند ادائیگیاں ہیں کیونکہ آئی پی پیز کی استعداد کو کم استعمال کیا جا رہا ہے اور کم استعمال کا یہ سلسلہ بڑھتا جا رہا ہے۔ مالی سال 24ء کی پہلی ششماہی میں شرح مبادلہ میں کمی نے بھی بجلی کے نرخ بڑھانے میں حصہ ڈالا۔ یہ اضافہ دو وجوہات سے ہوا۔ ایک تو ملکی کرنسی کے لحاظ سے ایندھن کی زیادہ لاگت کی وجہ سے، اور دوسرے بجلی کے نرخوں کے تخمینے میں امریکی ڈالر-انڈیکس کے ضمانت شدہ منافع کے حصے کے طور پر۔ اگرچہ توانائی کی زرِ اعانت کو معقول بنانا مالیاتی دور اندیشی کے لیے اہم ہے، تاہم بجلی کی طلب ممکنہ طور پر کم کرنے کا چیلنج درپیش ہوتا ہے، جس کے نتیجے میں ٹیرف میں اضافہ ہوتا ہے کیونکہ ٹیرف کے مذکورہ بالا ڈھانچے کی منفرد نوعیت ایسی ہی ہے۔ لہٰذا، ٹیرف پر نظر ثانی کے علاوہ درمیانی مدت میں توانائی کی مہنگائی کو روکنے کے لیے ڈھانچہ جاتی، پالیسی اور ضوابطی اصلاحات کی بھی ضرورت ہے۔ اس میں پاور مارکیٹ کو کھولنے کے علاوہ واحد خریدار کے موجودہ ماڈل کی جگہ مسابقتی، متعدد خریداروں کے ماڈل کو متعارف کرا کے مسابقت اور کارکردگی کو فروغ دینا شامل ہے۔

توانائی کی بڑھتی ہوئی مہنگائی کے دورِ ثانی کے اثرات، روپے کی قدر میں کمی کا مالی سال 24ء کی تیسری سہ ماہی تک تاخیر سے اثر اور ٹیکس کی بلند شرحوں کے مشترکہ اثر نے قوزی مہنگائی کو پچھلے سال ہی جیسا برقرار رکھا۔ تاہم، زری سختی اور مالیاتی استحکام کے تاخیر سے پڑنے والے اثرات کے علاوہ، شرحِ مبادلہ میں بہتری، بیرونی کھاتوں میں مسلسل بہتری اور مہنگائی کے بارے میں کاروبار اور صارفین کی توقعات کے حالات میں مالی سال 24ء کے آخر تک قوزی مہنگائی نرم ہوئی (**شکل 1.11 اور 1.12 الف اور 1.12 ب**)۔

1.2 مالی نظام کی صورتِ حال

مالی شعبے نے مستحکم کارکردگی دکھائی، اور گرتی ہوئی لیکن بلند مہنگائی اور معتدل معاشی بحالی کے ماحول میں قرض اور مالی خدمات کی فراہمی جاری رکھی۔ مالی شعبے کے اثاثہ جات مالی سال 24ء کے اختتام تک 21.6 فیصد اضافے سے 65.2 ٹریلین روپے ہو گئے تاہم، مالی گہرائی، یعنی مالی شعبے کے اثاثوں اور جی ڈی پی کا باہمی تناسب گر کر 61.5 فیصد پر آ گیا جو مالی سال 23ء میں 64.0 فیصد تھا۔ یہ مسلسل دوسرا سال ہے کہ ملک کی مالی گہرائی میں کمی واقع ہوئی، کیونکہ بلند مہنگائی معیشت میں مالی وساطت کو عام طور پر روکتی ہے (**جدول 1.2**)۔[3]

[3] تجربی شواہد سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ مہنگائی مالی گہرائی میں رکاوٹ ڈالتی ہے۔ مثال کے طور پر دیکھیے
Khan M.S, Senhadji A.S, Smith B.D. Inflation and Financial Depth. *Macroeconomic Dynamics*. 2006;10(2):165-182. doi:10.1017/S1365100506050152

پاکستان کی معیشت کی کیفیت اور مالی نظام

مالی شعبے کے کلیدی اظہاریوں میں رجحانات

بینکوں کے کل اثاثوں میں، جو ملک کے مالی شعبے میں سب سے بڑا حصہ رکھتے ہیں، مالی سال 24ء کے دوران 26.7 فیصد اضافہ ہوا، جو مالی سال 23ء میں ہونے والے 17.0 فیصد اضافے سے زیادہ ہے (**جدول 1.2**)۔[4] سرکاری تمسکات میں سرمایہ کاری اہم محرک تھی، جو دراصل حکومت کی بڑھتی ہوئی مالکاری ضروریات کی عکاسی کرتی ہے۔ بجٹ میں بیرونی اور غیر بینک مالکاری کی قلت کے حالات میں حکومت کا ملکی بینکوں پر انحصار زیادہ رہا۔ یہ نجی شعبے کو قرضے کی فراہمی کو متاثر کر رہا ہے۔[5] تاہم، سال کے دوران کمزور اقتصادی سرگرمیوں اور سخت مالی حالات میں قرضوں میں طلب کے پہلو سے معمولی اضافہ درج کیا گیا۔

مالی سال 24ء کے دوران بینکوں کے اثاثہ جات میں ہونے والے اضافے کا تقریباً 91 فیصد ڈپازٹس اور قرض گیری سے آیا (**جدول 1.3**)۔ کاسبی اثاثے (earning assets) بڑھنے اور قرض گاری کی بلند شرحوں کی وجہ سے نفع یابی مستحکم رہی، اگرچہ ڈپازٹرز کو سود / مارک اپ ادائیگیوں اور ٹیکس چارجز میں بھی خاطر خواہ اضافہ ہوا۔ بینکوں کا بعد از ٹیکس منافع مالی سال 24ء میں 30.4 فیصد بڑھ کر 645.2 ارب روپے ہو گیا۔ چنانچہ سال کے دوران بینکوں کے منافع کے کلیدی اظہاریے بہتر ہوئے: مالی سال 24ء میں اثاثوں پر بعد از ٹیکس منافع گذشتہ سال کے 1.3 فیصد سے بڑھ کر 1.4 فیصد ہو گیا، جبکہ ایکویٹی پر منافع مالی سال 24ء میں 24.3 فیصد ہو گیا جو گذشتہ سال 23.5 فیصد تھا۔[6]

تاہم، حالیہ برسوں میں ٹیکس چارجز میں اضافہ ہوا ہے جو مالی اداروں کے قبل از ٹیکس منافع کا ایک اہم حصہ ہیں۔ خاص طور پر بینکوں کے معاملے میں، ٹیکس چارجز مالی سال 24ء میں ان کے قبل از ٹیکس منافع کا تقریباً 52 فیصد تھا (**شکل 1.13**). مالی استحکام کے نقطہ نظر سے، بینکوں کی غیر متوقع میکرو مالی دھچکوں کا مقابلہ کرنے کے لیے ضروری بفر بنانے کی صلاحیت پر بڑھتے ہوئے ٹیکسوں کے

جدول 1.2: مالی شعبے کے اثاثہ جات کے اجزائے ترکیبی

	جون22ء	جون23ء	جون24ء
اثاثے (ارب روپے)			
مائکروفنانس بینک	604	721	782
ترقیاتی مالی ادارے	807	3,224	2,460
غیر بینک مالی ادارے	2,171	2,922	3978
بیمہ*	2,380	2,740	3,194
محکمہ قومی بچت	3,630	3,248	3,140
بینک	34,861	40,797	51,687
مجموعہ	**44,450**	**53,651**	**65,242**
اثاثہ جات کی نمو (فیصد)			
مائکروفنانس بینک	17.6	19.3	8.6
ترقیاتی مالی ادارے	50.8	299.5	-23.7
غیر بینک مالی ادارے	18.1	34.6	36.2
بیمہ	11.8	15.1	16.6
مرکزی محکمہ قومی بچت	-7.9	-10.5	-3.3
بینک	23.7	17.0	26.7
مجموعی مالی شعبہ	**19.7**	**20.7**	**21.6**
مجموعی اثاثہ جات میں حصہ (فیصد)			
مائکروفنانس بینک	1.1	1.3	1.2
ترقیاتی مالی ادارے	1.5	6.0	3.8
غیر بینک مالی ادارے	4.0	5.4	6.1
بیمہ*	4.4	5.1	4.9
محکمہ قومی بچت	6.8	6.1	4.8
بینک	65.0	76.0	79.2
جی ڈی پی میں اثاثہ جات بطور فیصد*			
مائکروفنانس بینک	0.9	0.9	0.7
ترقیاتی مالی ادارے	1.2	3.8	2.3
غیر بینک مالی ادارے	3.3	3.5	3.8
بیمہ*	3.6	3.3	3.0
محکمہ قومی بچت	5.4	3.9	3.0
بینک	52.3	48.6	48.7
مجموعی اثاثے	**66.7**	**64.0**	**61.5**

*برائے مالی سال 24ء، بیمہ کے اعداد و شمار مارچ 2024ء تک کے ہیں

ماخذ: اسٹیٹ بینک، ایس ای سی پی، مرکزی محکمہ قومی بچت اور پاکستان دفتر شماریات

[4] مالی اداروں میں اسٹیٹ بینک کے زیرِ ضابطہ ادارے مالی شعبے کے 80 فیصد سے زائد اثاثوں کی نمائندگی کرتے ہیں۔ اس طرح ان اداروں کی مالی کارکردگی اور حیثیت مالی نظام اور بحیثیتِ مجموعی معیشت کے لیے اہم ہے۔ بینکاری شعبہ مالی شعبے میں کلیدی اہمیت رکھتا ہے کیونکہ مارکیٹ میں اپنے بڑے حصے کے ساتھ ساتھ یہ مالی وساطت اور ادائیگی کے نظام میں بھی اہم کردار ادا کرتا ہے۔

[5] مزید تفصیل کے لیے دیکھیے زری پالیسی بیان جولائی 2024ء: https://www.sbp.org.pk/press/2024/Pr-29-Jul-2024.pdf

[6] اثاثوں پر منافع اور ایکویٹی پر منافع جیسے تناسبات مالی سال (جولائی تا جون) کی بنیاد پر لگائے جاتے ہیں۔ اس کا تخمینہ عام طور پر تقویمی سال کی بنیاد پر لگایا جاتا ہے۔

جدول 1.3: بینکوں، ترقیاتی مالی اداروں اور مائکروفنانس بینکوں کے متغیرات کی بیلنس شیٹ

ارب روپے

	جون 22ء	جون 23ء	جون 24ء
بینک			
مجموعی اثاثے	34,861	40,797	51,687
سرمایہ کاری (خالص)	17,829	21,504	30,973
قرضے (خالص)	10,890	12,060	12,083
ڈپازٹس	23,730	26,785	32,538
ترقیاتی مالی ادارے			
مجموعی اثاثے	807	3,224	2,460
سرمایہ کاری (خالص)	584	2,944	2,134
قرضے (خالص)	160	188	191
ڈپازٹس	31	36	58
مائکروفنانس بینک			
مجموعی اثاثے	604	721	782
سرمایہ کاری (خالص)	133	157	164
قرضے (خالص)	310	360	376
ڈپازٹس	447	520	640

ماخذ: اسٹیٹ بینک (اداروں کے غیر آڈٹ شدہ سہ ماہی ریٹرن)

اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ پست معاشی نمو والے حالات میں خطرہ مول لینے اور قرض دیتے رہنے، اور کارکردگی بہتر بنانے کے لیے ٹیکنالوجی میں سرمایہ کاری جیسے سرمایہ جاتی اخراجات بھی متاثر ہوتے ہیں۔

بینکوں کے بالکل برعکس ترقیاتی مالی اداروں کے اثاثہ جات مالی سال 24ء کے اختتام تک 23.7 فیصد سکڑ کر 2,460 ارب روپے رہ گئے۔ اثاثوں میں کمی کی وجہ سرکاری تمسکات کے جزدان میں کمی تھی جس میں مالی سال 23ء کے دوران خاطر خواہ اضافہ ہوا تھا۔ چونکہ یہ سرمایہ کاری بنیادی طور پر قرضوں سے کی گئی تھی، لہٰذا کچھ ترقیاتی مالی اداروں کو کم تفاوت کا سامنا کرنا پڑا، خاص طور پر مالی سال 24ء کی آخری ششماہی میں، جب مہنگائی میں کمی اور زری پالیسی میں نرمی کی بڑھتی ہوئی توقعات کے پیش نظر مارکیٹ کی شرح سود میں کمی واقع ہوئی۔ یہ اثر سود کے زیادہ اخراجات میں بھی ظاہر ہوا جو مالی سال 24ء کی دوسری ششماہی میں سود کی آمدنی سے بھی بڑھ گئے اور پورے مالی سال کی ڈی ایف آئیز کی مجموعی آمدنی پر اثر انداز ہوئے۔ اس طرح ان اداروں کا بعد از ٹیکس منافع 37.0 فیصد گر کر 13.2 ارب روپے رہ گیا جو مالی سال 23ء میں 21 ارب روپے تھا۔ بہر حال، آمدنی میں بڑی مد غیر سودی آمدنی (بنیادی طور پر منافع منقسمہ کی آمدنی) سے ملی، اگرچہ سود کی خالص آمدنی نے بھی منافع میں حصہ ڈالا۔

شکل 1.13: ٹیکس چارجز اور بینکوں کے منافع قبل از ٹیکس کا تناسب

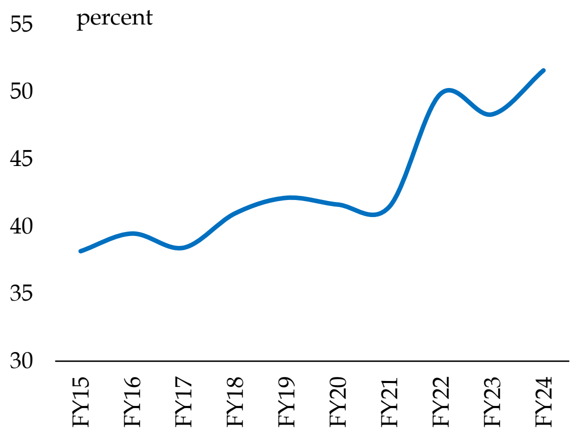

Source: SBP staff calculations

خرد مالکاری یا مائکرو فنانس بینکوں میں، مالی سال 24ء میں اثاثہ جات میں نمو کی رفتار گر کر 8.6 فیصد رہ گئی، مالی سال 23ء میں 19.3 فیصد نمو ہوئی تھی۔ قرضے اور سرمایہ کاری دونوں ہی سست رفتاری سے بڑھے جو کہ جدولی بینکوں اور ترقیاتی مالی اداروں کے مقابلے میں خرد مالکاری بینکوں کے لیے نسبتاً مشکل ماحول کا عکاس ہے۔ اس سے قطع نظر، قرضے خرد مالکاری بینکوں کی بیلنس شیٹ کا ایک بڑا حصہ رہے، جو مالی سال 24ء کے آخر میں اثاثہ جات کا تقریباً 48 فیصد بنے۔ اثاثہ جات کے اس مرکب سے خرد مالکاری بینکوں کے روایتی بزنس ماڈل کی عکاسی ہوتی ہے یعنی چھوٹے قرضے جاری کرنا اور کم آمدن گروپوں کو قرضوں تک رسائی فراہم کرنے میں اپنا اہم کردار ادا کرنا۔

خرد مالکاری بینکوں کو کووڈ عالمی وبا کے بعد سے تناؤ کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے، جو مالی سال 23ء میں تباہ کن سیلاب اور اس کے نتیجے میں آنے والے دشوار میکرو اکنامک ماحول سے مزید بڑھ گیا تھا۔ چونکہ خرد مالکاری بینکوں کے قرض لینے والوں میں دھچکے برداشت کرنے کی صلاحیت نسبتاً کم ہے، اس لیے ان بینکوں میں

پاکستان کی معیشت کی کیفیت اور مالی نظام

قرضوں کی واپسی کے بڑھتے ہوئے مسائل میں حالیہ بلند مہنگائی کے ماحول اور معاشی سست روی نے دیگر امور کے ساتھ ساتھ اہم کردار ادا کیا۔ اس طرح، خرد مالکاری بینکوں کے مجموعی نقصانات مالی سال 24ء میں بڑھ کر 18.0 ارب روپے ہوگئے جو مالی سال 23ء میں 13.5 ارب روپے تھے۔ آپریٹنگ اخراجات، جو آمدنی کے مقابلے میں پہلے ہی بلند سطح پر تھے، مزید بڑھے اور مالی سال 24ء میں نقصانات کو بڑھانے میں شریک رہے۔

غیر بینک مالی اداروں کے اثاثہ جات مالی سال 24 میں 36.2 فیصد بڑھ کر 3,978 ارب روپے تک پہنچ گئے۔ اثاثہ جات کے انتظامی زمرے[7] نے، جو غیر بینک مالی اداروں پر غلبہ رکھتا ہے، اثاثوں میں 41.5 فیصد اضافہ کیا۔ تاہم، قرض دینے والے زمرے[8] کے اثاثہ جات مالی سال 24ء میں 0.5 فیصد کم ہوگئے کیونکہ سود کی بلند شرحوں اور معاشی سرگرمیوں میں سست روی نے قرض کی طلب محدود کردی۔ اس کے نتیجے میں مالی سال 24ء کے آخر تک اثاثہ جات کے انتظامی زمرے کا حصہ مزید بڑھ کر 90.7 فیصد ہوگیا (جون 2023ء میں 87.3 فیصد تھا)، جبکہ قرض دینے والے زمرے کا حصہ جون 2024ء میں مزید گر کر 9.3 فیصد (جون 2023ء میں 12.7 فیصد) رہ گیا۔

اثاثہ جات کے انتظامی زمرے میں، میوچل فنڈز اور جزدان نے نمو کو زیادہ تحریک دی۔[9] اگرچہ میوچل فنڈز کی تمام اقسام میں نمو ہوئی، تاہم آمدنی اور منی مارکیٹ فنڈز میں توسیع نمایاں تھی (**شکل 1.14**)۔ اکتوبر 2023ء سے لے کر مالی سال 24ء کے آخر تک ایکویٹی فنڈز پر منافع تیزی سے بڑھا، تاہم سرمایہ کار نسبتاً کم خطرے والی رقوم اور انکم فنڈز کی طرف مائل رہے۔ سال کے دوران میوچل فنڈز کے اثاثوں میں ہونے والے کُل اضافے کا تقریباً 78 فیصد حصہ فنڈ کے ان دو زمروں نے ڈالا۔ تاہم، غیر بینک مالی اداروں کے قرض دینے والے زمرے کے اثاثہ جات معمولی سا سکڑ گئے کیونکہ سود کی بلند شرحوں اور پست معاشی سرگرمیوں کی وجہ سے قرضے کی طلب گر گئی تھی۔

شعبہ بیمہ بلند مہنگائی کے ماحول اور سخت میکرو مالی حالات میں لچکدار رہا۔ مالی سال 24ء کے پہلے 9 مہینوں میں اس شعبے کے اثاثہ جات 16.4 فیصد بڑھ کر 3,194 ارب روپے تک پہنچ گئے۔ پاکستان کے شعبۂ بیمہ پر بیمۂ زندگی کا زمرہ حاوی ہے جس کا مارچ 2024ء تک مارکیٹ شیئر 84.6 فیصد ہے، جبکہ غیر حیاتی بیمہ کا شعبہ 15.4 فیصد ہے۔ حیاتی اور غیر حیاتی بیمہ کے شعبوں میں بالترتیب 16.9 فیصد اور 13.8 فیصد نمو ہوئی۔ ابتدائی ڈیٹا سے معلوم ہوتا ہے کہ شعبہ بیمہ کے اثاثوں میں اضافے کے اہم ذرائع قرض اور ایکویٹی سرمایہ کاری ہیں۔

شکل 1.14: میوچل فنڈ کے اثاثہ جات کے اجزائے ترکیبی

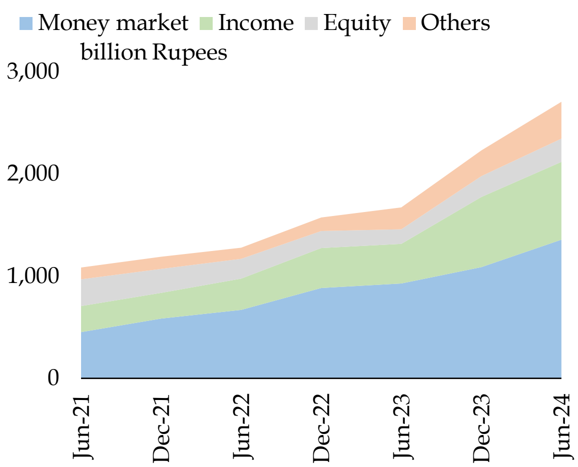

Source: Securities and Exchange Commission of Pakistan

اسٹیٹ بینک کے زیرِ ضابطہ اداروں کی جانب سے مالی وساطت میں رجحانات

ڈپازٹ کا اکٹھا ہونا اور بچت کا فروغ

اسٹیٹ بینک کے زیرِ ضابطہ اداروں یعنی بینکوں، خرد مالکاری بینکوں اور ترقیاتی مالی اداروں کا برانچ نیٹ ورک مالی سال 24ء میں 18,355 ہوگیا جبکہ مالی سال 23ء

[7] اثاثہ جات کے انتظامی زمرے میں یہ ادارے شامل ہیں: اثاثوں کی انتظامی کمپنیاں (اے ایم سی)، سرمایہ کاری کے مشیران، رئیل اسٹیٹ انویسٹمنٹ ٹرسٹس (آر ای آئی ٹی)، میوچل فنڈز، پنشن فنڈز، نجی ایکویٹی فنڈز، اور صوابدیدی / غیر صوابدیدی پورٹ فولیو۔

[8] قرض دینے والے غیر بینک مالی اداروں (جنہیں 'غیر اثاثوں کا انتظامی زمرہ' بھی کہا جاتا ہے) میں لیزنگ کمپنیاں، مضاربہ کمپنیاں، سرمایہ کاری کی فنانس کمپنیاں، مکاناتی مالکاری کمپنیاں، غیر بینک خرد مالکاری کمپنیاں، وغیرہ شامل ہیں۔

[9] غیر بینک مالی اداروں کے اثاثوں کا بالترتیب 68.1 فیصد اور 14.5 فیصد میوچل فنڈز اور پورٹ فولیو میں ہے۔

میں یہ 17,751 برانچیں تھیں۔ مالی سال 24ء کے دوران ان برانچوں کے ساتھ ساتھ بڑھتے ہوئے متبادل ترسیلی ذرائع (اے ڈی سی)[10] نے مالی اداروں کو مالی وساطتی کردار ادا کرنے میں مدد دی اور صارفین کی ایک بڑی تعداد کو سہولت فراہم کی۔ حالیہ بلند مہنگائی اور دشوار ماحول کے باوجود بینکاری شعبے کے برانچ نیٹ ورک میں توسیع حوصلہ افزا ہے، اور امید ہے کہ معیشت میں بینکاری کے ساتھ ساتھ مالی شمولیت کی رسائی بڑھانے میں مدد ملے گی۔ ان اقدامات اور متبادل ترسیلی ذرائع کے استعمال کی وجہ سے ان زیرِ ضابطہ اداروں کے مجموعی کھاتوں میں توسیع میں دہرے ہندسوں کی نمو برقرار رہی جو مالی سال 24ء میں 18.0 فیصد بڑھ کر 215 ملین اکاؤنٹس تک پہنچ گئے۔[11] یہ تیز رفتار نمو ملک میں مالی شمولیت بڑھانے کے لیے ساز گار ہے (**تفصیلات کے لیے باب 4**)۔

بینکوں، خرد مالکاری بینکوں اور ترقیاتی مالی اداروں کی طرف سے جمع کیے گئے ڈپازٹس مالی سال 24ء میں 21.6 فیصد اضافے سے 33,236 ارب روپے تک پہنچ گئے۔ بنیادی طور پر بینکاری شعبے نے مجموعی مالی شعبے میں اپنے حصے کے مطابق ڈپازٹ جمع کرنے کی کوششوں کی۔ چنانچہ مالی سال 24ء میں اس کے ڈپازٹس 21.5 فیصد اضافے سے 32,538 ارب روپے تک جا پہنچے۔ بلند شرح سود کے ماحول میں ڈپازٹس میں بڑا اضافہ بچت اور معینہ زمروں میں ہوا۔[12] بچت کھاتوں کا بڑھتا ہوا رجحان نقد رقم کی ترجیح کو کم کرنے اور معیشت میں بچت کی شرح کو بہتر بنانے کے لیے اچھا شگون ہے، کیونکہ علاقائی ملکوں کے مقابلے میں پاکستان میں بچت کی شرح بہت کم ہے۔ بچت کے ڈپازٹس میں اضافے کی عکاسی کرتے ہوئے بینکوں کے ڈپازٹس پر زیادہ مارک اپ/سود کی ادائیگی کے اخراجات مالی سال 24ء میں بڑھ کر 3,236 ارب روپے ہو گئے جو مالی سال 23ء میں 2,011 ارب روپے تھے۔[13]

معیشت کی قرضہ ضروریات کی تکمیل

حقیقی جی ڈی پی کی نمو مالی سال 23ء میں سکڑنے کے بعد مالی سال 24ء میں معتدل طور پر بحال ہوئی، مہنگائی کا دباؤ کم ہوا،[14] خاص طور پر مالی سال 24ء کی دوسری ششماہی میں۔ اس طرح زری پالیسی کمیٹی کو جون 2024ء میں اپنا پالیسی ریٹ 150 بی پی ایس کم کرنے کی گنجائش ملی۔ تاہم سال کے دوران میکرو مالی حالات بدستور سخت رہے۔

مالی سال 24ء میں اسٹیٹ بینک کے زیرِ ضابطہ اداروں کے مجموعی قرضوں میں واجبی نمو 0.3 فیصد رہی اور واجب الادا قرضے مالی سال کے آخر تک 12,650 ارب روپے پر رہے۔[15] اس سے قطع نظر، سرمایہ کاری، خاص طور پر سرکاری تمسکات میں 35.2 فیصد بڑھ کر 33,271 ارب روپے تک پہنچ گئی۔ مالی سال 22ء کے بعد یہ مسلسل دوسرا سال ہے جب سرمایہ کاری میں نمایاں اضافہ دیکھا گیا۔ سرمایہ کاری میں مضبوط نمو جزوی طور پر یہ عکاسی کرتی ہے کہ نجی شعبے کی طرف سے قرضے کی طلب کمزور ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی کہ حکومت مالیاتی خسارہ پورا کرنے کے لیے بینکوں پر زیادہ انحصار کر رہی ہے کیونکہ بیرونی قرضہ تخمینے سے کم مل رہا تھا اور غیر بینک قرضے میں کمی ہو گئی تھی۔ سرکاری تمسکات میں خاطر خواہ سرمایہ کاری کے ساتھ بینکوں کا سرکاری شعبے میں انکشاف (قرضہ جمع سرمایہ کاری) جون 2024ء کے آخر تک بڑھ کر ان کے اثاثہ جات کے 63.9 فیصد کے مساوی ہو گیا، جو جون 2023ء میں 58.8 فیصد تھا۔ صورتِ حال کا تقاضہ ہے کہ حکومت خسارے کو پورا کرنے کے لیے بینکوں پر اپنا انحصار کم کرنے کے لیے سنجیدہ اقدامات کرے تاکہ نجی شعبے کو قرضہ دینے کی گنجائش پیدا ہو۔

بینک قرض فراہم کرنے والے بڑے ادارے ہیں۔ مالی سال 24ء کے دوران اسٹیٹ بینک کے زیرِ ضابطہ اداروں کی طرف سے جاری کردہ مجموعی قرضوں میں

[10] متبادل ترسیلی ذرائع میں متعدد شامل ہیں جیسے اے ٹی ایم، انٹرنیٹ بینکاری، ایجنٹ/مرچنٹ بینکاری، موبائل بینکاری، ای-والٹ، کال سنٹر

[11] https://www.sbp.org.pk/publications/Quarterly/Jun-2024.htm

[12] بچت ڈپازٹس اور معینہ ڈپازٹس کا حصہ جو مالی سال 23ء میں 52.3 فیصد تھا، مالی سال 24ء میں بڑھ کر 53.4 فیصد ہو گیا، جبکہ جاری حسابات کا حصہ 40.5 فیصد سے گر کر 38.7 فیصد رہ گیا۔

[13] پاکستان میں مالی شعبے کی تشکیل کی صورتِ حال اور ہمسر ملکوں کے ساتھ اس کے موازنے کے بارے میں تفصیل جاننے کے لیے دیکھیے گورنر کی سالانہ رپورٹ برائے 22-2021ء کا باب 1: https://www.sbp.org.pk/reports/annual/Gov-AR/pdf/2022/Dec/Gov-AR.pdf

[14] صارف اشاریہ قیمت اوسط مہنگائی مالی سال 24ء میں گر کر 23.4 فیصد رہ گئی جو مالی سال 23ء میں 29.2 فیصد تھی۔

[15] بینکوں، ترقیاتی مالی اداروں اور خرد مالکاری بینکوں کے مجموعی قرضے مالی سال 23ء میں 11.0 فیصد اور مالی سال 22ء میں 23.8 فیصد بڑھے۔

ہونے والے اضافے میں بینکوں کا حصہ تقریباً 56 فیصد ہے۔ مالی سال 24ء میں بینکوں کے مجموعی قرضوں میں صرف 226 ارب روپے اضافہ ہوا، جبکہ مالی سال 23ء میں 1,310 ارب روپے اضافہ ہوا تھا،[16] یعنی حالیہ اضافہ بہت کم ہے۔ گذشتہ سال تقریباً 90 فیصد اضافہ سرکاری شعبے کے اداروں کی وجہ سے ہوا اور نجی شعبے کو قرضے بہت کم ملے[17] تاہم، مالی سال 24ء کے دوران نجی شعبے کے قرضوں میں کچھ بحالی ہوئی، جن میں گذشتہ سال کے 118 ارب روپے اضافے کے مقابلے میں 369 ارب روپے اضافہ ہوا۔ بہر حال، قرضے کا استعمال چند ہی شعبوں تک محدود رہا جیسے چینی، زرعی کاروبار، کیمیکل اور فارما اور ٹیکسٹائل۔

دوسری طرف، سرکاری شعبے کے اداروں نے مالی سال 24ء کے دوران قرضے کی خالص ادائیگی کی، جس میں زیادہ تر اجناسی مالکاری کی سرگرمیاں (بنیادی طور پر گندم) تھیں۔ مالی سال 23ء کی چوتھی سہ ماہی کے دوران اجناس خریدنے والے اداروں نے اپنے قرضوں میں تقریباً 361 ارب روپے اضافہ کیا، جو گذشتہ تین سال کی چوتھی سہ ماہیوں کے اوسط قرضے سے کافی زیادہ تھا (اجناسی مالکاری موسمی طور پر چوتھی سہ ماہی میں بڑھتی ہے)۔ تاہم مالی سال 24ء کے دوران خوراک کے صوبائی محکموں نے وفاقی حکومت سے اپنی کچھ ملتوی رقوم (زرِاعانت) حاصل کیں، چنانچہ وہ مالی سال 24ء کی پہلی ششماہی کے دوران قرضے کی نسبتاً زیادہ خالص واپسی کر سکے۔[18] اس خالص واپسی نے مالی سال 24ء کی دوسری ششماہی میں اجناسی مالکاری میں ہونے والے اضافے کو بخوبی زائل کر دیا۔

بلند مہنگائی کے دور میں قرضے کے اجرا میں سست روی اور بلند نامیہ جی ڈی پی کے ساتھ نجی شعبے کے قرضے اور جی ڈی پی کا باہمی تناسب مالی سال 24ء میں مزید گر کر 9.0 فیصد رہ گیا جو مالی سال 23ء میں 10.9 فیصد اور مالی سال 22ء میں 13.4 فیصد رہا تھا۔ قرضوں اور ڈپازٹس کا تناسب (بینکوں، خرد مالکاری بینکوں اور ترقیاتی مالی اداروں کا) بھی مالی سال 24ء میں گر کر 38.1 فیصد رہ گیا جو مالی سال 23ء میں 46.1 فیصد تھا۔

اگرچہ قرضے کا استعمال پست رہا تاہم بینکوں اور خرد مالکاری بینکوں کے قرض گیروں کی مجموعی تعداد مالی سال 24ء میں 13.1 فیصد بڑھ کر 10.8 ملین ہو گئی۔ قرض دہندگان کی تعداد میں سب سے بڑا اضافہ خرد مالکاری بینکوں میں ہوا جو چھوٹے قرضوں کے اجرا میں ٹیکنالوجی کے استعمال کا فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

حال ہی میں چند خرد مالکاری بینکوں نے موبائل ایپ کے ذریعے اہل قرض گیروں کو قلیل مدت کے چھوٹے چھوٹے قرضوں کی پیشکش شروع کی ہے۔ خرد مالکاری بینکوں میں سے ایک نے ڈجیٹل بینک لائسنسنگ فریم ورک کے تحت اصولی منظوری بھی حاصل کر لی ہے تاکہ ڈجیٹل مالی خدمات کا آغاز کرنے کے لیے خود کو عملی طور پر تیار کر سکے۔[19] ٹیکنالوجی کا استعمال بڑھا کر خرد مالکاری بینکوں نے ڈجیٹل طریقوں سے چھوٹے قرضے جاری کرنے کو ہدف بنایا ہے، جس سے قرض گیروں کی تعداد میں نمایاں اضافہ ہوا ہے۔ اس پیشرفت سے قرض لینے والوں کی مجموعی تعداد (بینکوں اور خرد مالکاری بینکوں کے) میں خرد مالکاری بینکوں کا حصہ مالی سال 24ء کے آخر تک تقریباً 65 فیصد بڑھ گیا جو مالی سال 23ء میں 58.6 فیصد تھا۔ اگرچہ مطلق معنوں میں مالیت کے لحاظ سے قرضوں کا بڑا حصہ بینکوں کی طرف سے جاری کیا جاتا ہے، تاہم چھوٹے قرض گیروں کی بڑی تعداد کی ضروریات کو بدستور مائکرو فنانس بینک ہی پورا کرتے ہیں۔ چھوٹے حجم کے قرضوں کا تیزی سے رسوخ کم آمدنی والے افراد کی قرضوں تک رسائی بہتر بنانے میں مدد کر سکتا ہے، اس طرح اسٹیٹ بینک کے وژن 2028ء میں بیان کردہ مالی شمولیت کے اہداف کے حصول میں معاون بن سکتا ہے۔

[16] بینکوں کے ملکی آپریشنز کے واجب الادا قرضے۔

[17] اختتام جون 2024ء تک بینکوں کے مجموعی قرضوں میں ملکی سرکاری شعبے کے قرضوں کا حصہ 28.1 فیصد اور ملکی نجی شعبے کے قرضوں کا حصہ 71.9 فیصد ہے۔

[18] تفصیلات کے لیے دیکھیے باب 3، پاکستان کی معیشت کی کیفیت، ششماہی رپورٹ 2023-2024ء

[19] تفصیلات کے لیے دیکھیے اسٹیٹ بینک کی پریس ریلیز: https://www.sbp.org.pk/press/2023/Pr-20-Sep-2023.pdf

کاروباری اداروں اور گھرانوں کو شریعت سے ہم آہنگ مالی خدمات پیش کرنے والے اسلامی بینکاری اداروں نے مالی سال 24ء کے دوران اچھی کارکردگی دکھائی۔ تاہم، روایتی بینکاری اداروں کے مقابلے میں اسلامی بینکاری اداروں کے اثاثوں میں مالی سال 24ء کے دوران سست نمو ہوئی۔ اس کی وجہ روایتی بینکوں کے اثاثوں میں بہت زیادہ اضافہ ہے جس کا سبب سرمایہ کاری میں خاص طور پر سرکاری تمسکات میں سرمایہ کاری میں معقول اضافہ ہے تاہم، اسلامی بینکاری اداروں کے ڈپازٹس میں اضافہ نہ صرف گذشتہ سال سے زیادہ رہا بلکہ یہ اضافہ روایتی بینکوں سے بھی بڑھ گیا (**جدول 1.4**)۔ یہ پیش رفت بینکاری شعبے میں اسلامی بینکاری اداروں کے تناسب میں بھی ظاہر ہوتی ہے۔ بینکاری شعبے کے مجموعی ڈپازٹس میں روایتی بینکوں کے ڈپازٹس بطور اثاثہ جات مالی سال 23ء میں 19.9 فیصد تھے جو مالی سال 24ء میں مزید گر کر 18.7 فیصد رہ گئے، جبکہ ڈپازٹس میں اسلامی بینکاری اداروں کا جو تناسب مالی سال 23ء میں 21.9 فیصد تھا وہ مالی سال 24ء میں بڑھ کر 22.6 فیصد ہو گیا۔

چھ مکمل اسلامی بینکوں اور 16 روایتی بینکوں کی اسلامی بینکاری شاخوں کے ساتھ اسلامی بینکاری خدمات پیش کرنے والے اداروں کی مجموعی تعداد 22 پر برقرار رہی تاہم، اسلامی بینکاری اداروں کا برانچ نیٹ ورک جون 2024ء کے آخر تک بڑھ کر 5,196 ہو گیا جو جون 2023ء میں 4,534 تھا۔ یہ تیز رفتار نمو ملک بھر میں اسلامی بینکاری برانچیں بڑھانے پر اسٹیٹ بینک کی توجہ کی عکاسی کرتی ہے۔ اس سے نہ صرف شریعت سے ہم آہنگ بینکاری مصنوعات اور خدمات کے وسیع امکانات کو بروئے کار لانے میں مدد ملے گی بلکہ مجموعی طور پر بینکاری شعبے میں اسلامی بینکاری اداروں کا حصہ بڑھانے میں بھی مدد ملے گی۔

اسلامی بینکاری اداروں کے لیے ایک سازگار ماحول میں ترقی کرنے کے وسیع امکانات موجود ہیں جو اسٹیٹ بینک کی مسلسل کوششوں کا نتیجہ ہے۔ وفاقی شریعت عدالت کے ربا سے متعلق فیصلے میں ایک واضح سمت دی گئی ہے، جس کے لیے اسٹیٹ بینک حکومت اور دیگر فریقوں کے ساتھ اشتراک کر رہا ہے اور اس فیصلے پر عمل درآمد کے لیے سرگرم عمل ہے۔ اس سلسلے میں روایتی بینکاری کو

جدول 1.4: اسلامی بینکاری کی کارکردگی

	اسلامی بینکاری ادارے		روایتی بینک	
	م س 23ء	م س 24ء	م س 23ء	م س 24ء
ارب روپے				
مجموعی اثاثے	8,118	9,689	32,679	41,998
سرمایہ کاری (خالص)	3,472	4,489	18,032	26,484
قرضے (خالص)	3,324	3,449	8,736	8,634
ڈپازٹس	5,870	7,363	20,915	25,175
نمو (فیصد)				
مجموعی اثاثے	19.7	19.4	16.4	28.5
سرمایہ کاری (خالص)	30.0	29.3	19.0	46.9
قرضے (خالص)	12.3	3.8	10.2	-1.2
ڈپازٹس	20.9	25.4	10.8	20.4
مجموعی اثاثوں میں حصہ (فیصد)				
سرمایہ کاری (خالص)	42.8	46.3	55.2	63.1
قرضے (خالص)	40.9	35.6	26.7	20.6
ڈپازٹس میں قرضوں کا تناسب	56.6	46.8	41.8	34.3

ماخذ: اسٹیٹ بینک

اسلامی بینکاری میں منتقل کرنے کی اعلیٰ سطح کی کمیٹی (Committee for Transformation of Conventional Banking into Islamic) کی رہنمائی میں ایک کثیر جہتی طرز فکر اپنایا گیا ہے۔ اس میں موجودہ ملکی قوانین کا جائزہ اور بین الاقوامی بہترین طریقوں سے موازنہ، موجودہ ضوابطی فریم ورک کا جائزہ، اسلامی بینکاری اور مالیات پر آگاہی سیشن، اور متعلقہ فریقوں کی استعداد کار میں اضافہ شامل ہے۔[20]

شعبہ بینکاری کے ملکی قرضہ جزدان کی تشکیل سے پتہ چلتا ہے کہ کارپوریٹ شعبہ مالی سال 24ء میں قرضوں میں تقریباً 66 فیصد حصے کے ساتھ حاوی ہے، جبکہ ایس ایم ایز کا حصہ 3.7 فیصد اور زرعی شعبے کا 4.1 فیصد یعنی بہت کم ہے۔ ان ترجیحی شعبوں کو قرضے کئی ساختی مسائل کی وجہ سے کم ہیں، جیسے بچت کی پست شرح اور قرض کے قابل رقوم کا محدود مجموعہ؛ کمزور اور ناکافی رہن؛ بے ضابطہ معیشت؛ اور غیر ترقی یافتہ کریڈٹ رپورٹنگ سسٹم۔

[20] تفصیلات کے لیے دیکھیے باکس 3.2: بینکاری کے شعبے کو اسلامی طریقے میں ڈھالنے کے لیے اسٹیٹ بینک کی حکمت عملی - اہم مسائل اور مواقع، www.sbp.org.pk/FSR/2022/Box-3.2.pdf

اس کے باوجود، ان شعبوں کو قرضے کی فراہمی اسٹیٹ بینک کی اہم ترجیح رہی ہے۔ اس مقصد کے لیے اسٹیٹ بینک نے وقت کے ساتھ ساتھ مختلف اقدامات کیے ہیں۔ پالیسی کے سلسلے میں ایس ایم ایز، صارفین، مکانات اور زرعی شعبے کو قرضے دینے کے لیے الگ الگ محتاطیہ ضوابط مقرر کیے گئے ہیں۔ ان ضوابط میں ان شعبوں کی منفرد حرکیات کو مدنظر رکھا گیا ہے اور تناسب کے اصول کے تحت ایسے محتاطیہ معیارات مقرر ہیں جو بڑی کارپوریٹ فرموں کو قرضے دینے کے ضوابط کی نسبت نرم ہیں۔ بہرحال، کارپوریٹ شعبہ بینکوں کے مجموعی قرضوں کا بڑا حصہ استعمال کرتا ہے اور حکومت کے بعد بینک قرضے کے دوسرے سب سے بڑے صارف کے طور پر موجود ہے۔

یہ اسٹیٹ بینک کی پالیسی ترجیح رہی ہے کہ بڑی کارپوریٹ فرموں اور حکومت کی قرضے کی ضروریات کیپٹل مارکیٹ سے پوری کی جائیں۔ اس کے لیے اسٹیٹ بینک کا پالیسی فریم ورک کئی ترغیبات فراہم کرتا ہے۔ مثال کے طور پر، محتاطیہ ضوابط بینکوں پر انکشاف کی ایک محتاط حد مقرر کرتے ہیں جس کے تحت وہ واحد اور بطور گروپ قرض گیروں کو قرض دیتے ہیں۔ یہ محتاطیہ ضوابط بڑے قرض گیروں کی مجموعی رقم پر ایک حد لگا کر بینکوں کے جزدان میں تنوع اور وسعت کو بھی یقینی بناتے ہیں۔ مزید برآں، بڑے کارپوریٹ قرض گیروں کے کارپوریٹ نظم ونسق کے معیارات کو بہتر بنانے اور انہیں کیپٹل مارکیٹ کی فنڈنگ استعمال کرنے کے لیے تیار کرنے کی خاطر ان قرض گیروں تے تقاضہ کیا جاتا ہے کہ آڈٹ شدہ مالی حسابات تیار کریں اور جمع کروائیں، جب کہ خطرے پر مبنی سرمائے کے ضوابط بڑے قرض گیروں کو ترغیب دیتے ہیں کہ وہ کریڈٹ درجہ بندی کرنے والے اداروں سے اپنی درجہ بندی کروائیں۔ اس کے علاوہ، اسٹیٹ بینک کیپٹل مارکیٹ تشکیل دینے اور ترجیحی شعبوں کو قرضے کی طلب اور رسد میں حائل رکاوٹیں دور کرنے کے لیے متعلقہ فریقوں کے ساتھ تعاون کرتا ہے۔

مالی منڈیاں

مالی سال 23ء کے مقابلے مالی سال 24ء کے دوران ملکی مالی منڈیاں نسبتاً پرسکون رہیں۔ مالی سال 24ء کے دوران میکرو معاشی حالات میں بہتری آنا شروع ہوئی تو ملکی مالی منڈیوں میں تناؤ کم ہونے لگا (**شکل 1.15**)۔ بنیادی طور پر بازارِ مبادلہ نے مالی منڈیوں میں مالی سال 24ء کے دوران اتار چڑھاؤ کم کرنے میں اہم کردار ادا کیا، کیونکہ پاکستانی روپیہ مستحکم رہا، اور اس کی قدر جو ڈالر کے مقابلے مالی سال 23ء میں 28.4 فیصد اور مالی سال 22ء میں 23.1 فیصد گری تھی، مالی سال 24ء میں 2.7 فیصد بڑھ گئی (**جدول 1.5**)۔

بازارِ مبادلہ میں استحکام متعدد عوامل کی وجہ سے آیا۔ سب سے پہلے، کرنٹ اکاؤنٹ خسارہ مالی سال 23ء کے 3.3 ارب امریکی ڈالر سے (جو مالی سال 22ء میں 17.5 ارب امریکی ڈالر تھا) مالی سال 24ء میں مزید گر کر 0.7 ارب امریکی ڈالر رہ گیا۔ زیادہ برآمدات کے ساتھ ساتھ کارکنوں کی ترسیلات میں اضافہ اور درآمدات میں کمی نے کرنٹ اکاؤنٹ کی رقم کو بہتر بنانے میں مدد کی۔[21] دوسرا، خالص مالی رقوم کی بحالی نے اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ ذخائر بڑھانے میں مدد

شکل 1.15: مالی منڈیوں میں تناؤ کے اشاریے کے رجحانات

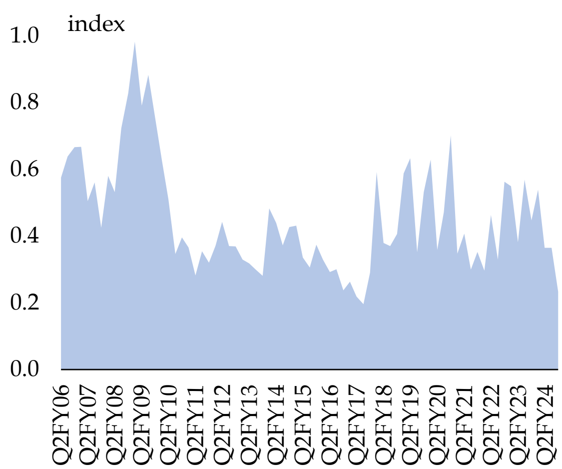

Source: SBP staff calculations

[21] برآمدات مالی سال 23ء کی 27.9 ارب ڈالر سے بڑھ کر مالی سال 24ء میں 31.1 ارب ڈالر ہو گئیں۔ نیز کارکنوں کی ترسیلات گذشتہ سال کی 27.3 ارب ڈالر کے مقابلے میں مالی سال 24ء میں 30.3 ارب ڈالر ہو گئیں۔ ماخذ: اسٹیٹ بینک

جدول 1.5: مالی منڈیوں کے اہم متغیرات میں ردوبدل

		م س22ء	م س23ء	م س24ء
پاکستانی روپیہ بمقابلہ امریکی ڈالر	سطح (مدت کے اختتام پر)	204.8	286.0	278.3
	کمی (-) / اضافہ (+) (فیصد)	-23.1	-28.4	2.7
	تغیر پذیری*	0.37	0.96	0.28
بہ وزن اوسط شبینہ ریپو ریٹ	سطح (مدت کے اختتام پر)	13.8	22.5	20.5
	فرق (بی پی ایس)	631	869	-198
	تغیر پذیری*	0.04	0.03	0.02
کے ایس ای-100 اشاریہ	سطح (مدت کے اختتام پر)	41,541	41,453	78,445
	سال بسال فرق (فیصد)	-12.3	-0.2	89.2
	تغیر پذیری*	0.94	0.88	1.07

* تغیر پذیری کی پیمائش کے لیے قوت نمائی (Exponential) بہ وزن حرکت پذیر اوسط (ای ڈبلیو ایم اے) کا طریقہ استعمال کیا جاتا ہے

ماخذ: اسٹیٹ بینک، پاکستان اسٹاک ایکسچینج اور اسٹیٹ بینک کے اسٹاف کے تخمینے

کی۔[22] تیسرا، بازارِ مبادلہ میں انتظامی اور ضوابطی اقدامات[23] کے ساتھ ساتھ جون 2023ء میں آئی ایم ایف کے ایس بی اے پروگرام سے بازارِ مبادلہ کے احساسات مثبت طور پر متاثر ہوئے۔ اس پیش رفت کی مدد سے اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ ذخائر جو مالی سال 23ء کے آخر میں 4.4 ارب امریکی ڈالر تھے، دگنے سے زیادہ ہو کر جون 2024ء کے آخر تک 9.4 ارب امریکی ڈالر تک پہنچ گئے۔[24] مزید برآں، اسٹیٹ بینک نے جون 2024ء کے آخر تک اپنی فارورڈ پوزیشن کو 1.1 ارب امریکی ڈالر کم کرکے منفی 3.4 ارب امریکی ڈالر کر دیا۔

مالی سال 24ء کے دوران شبینہ ریپو ریٹ میں اوسط اتار چڑھاؤ کم رہا، اور پالیسی ریٹ 22.0 فیصد پر برقرار رہا، یہاں تک کہ زری پالیسی کمیٹی نے جون 2024ء میں اسے 150 بی پی ایس کم کرنے کا فیصلہ کیا، جبکہ مالی سال 23ء میں یہ مجموعی طور پر 825 بی پی ایس بڑھایا گیا۔ نجی شعبے کے قرضوں میں کمزور نمو اور ڈپازٹس میں صحت مندانہ رجحان کے باوجود مالی سال 24ء کے دوران اسٹیٹ بینک کے بازارِ زر کے ادخالات کا اوسط حجم نمایاں طور پر بڑھ گیا،[25] کیونکہ حکومت کی قرض لینے کی ضروریات بینکوں کے ڈپازٹ میں اضافے سے بھی بڑھ گئیں۔[26]

کے ایس ای-100 اشاریے میں نمایاں بحالی آئی اور یہ جون 2024ء کے آخر تک بڑھ کر 78,445 ہو گیا، جس سے مالی سال 24ء کے دوران 89.2 فیصد اضافہ ہوا، جبکہ مالی سال 23ء میں 0.21 فیصد کمی واقع ہوئی تھی۔ معاشی سرگرمیوں میں معتدل بحالی، مہنگائی کے دباؤ میں نرمی، شرح مبادلہ میں استحکام، سیاسی غیر یقینی صورت حال میں کمی اور آئی ایم ایف پروگرام پر پیش رفت نے سرمایہ کاروں کا اعتماد بحال کیا۔ مجموعی طور پر مالی منڈیاں آسانی سے کام کرتی رہیں اور مالی اداروں نے مارکیٹ کے حالات میں اتار چڑھاؤ پر معقول لچک کا مظاہرہ کیا۔

ادائیگی کا نظام اور مالی منڈیوں کا انفراسٹرکچر

ادائیگی کے نظام اور متعلقہ ادارے معیشت اور مالی منڈیوں کے وظائف کے لیے بنیادی طور پر ادائیگیوں اور تمسکات کے تصفیہ اور کلیئرنگ کی سہولت دے کر نظامی لحاظ سے ضروری خدمات فراہم کر رہے ہیں۔[27] مالی نظام کی کارکردگی اور استحکام کے ساتھ ساتھ زری پالیسی کی مؤثر ترسیل کے لیے بھی مالی منڈیوں کے انفراسٹرکچر کا فعال رہنا بہت اہم ہے۔

---

[22] ادائیگیوں کے توازن میں مالی کھاتے میں مالی سال 24ء کے دوران 4654 ملین ڈالر کی خالص آمد ہوئی جبکہ مالی سال 23ء میں 468 ملین ڈالر کا خالص اخراج ہوا تھا۔

[23] انتظامی اقدامات سے مراد ہے قانون نافذ کرنے والے اداروں کی کارروائیاں، جبکہ ضوابطی اقدامات سے مراد مبادلہ کمپنیوں میں اسٹیٹ بینک کی طرف سے لائی گئی اصلاحات ہیں۔

[24] ملکی زرِمبادلہ ذخائر پورے مالی سال 24ء میں 52.8 فیصد اضافے سے 14.0 ارب ڈالر تک پہنچ گئے۔

[25] مالی سال 24ء میں بازارِ زر کے سودوں میں اوسط ادخالات 974.7 ارب روپے کے ہوئے جو مالی سال 23ء کے 346.1 ارب روپے سے زائد ہیں۔ نیز، اسٹیٹ بینک نے 188 ادخالات کیے جو مالی سال 23ء میں 177 تھے۔

[26] بینکوں سے حکومت کی قرض گیری کا حجم اختتام جون 2024ء تک 25.2 ٹریلین روپے تک جا پہنچا جبکہ جون 2023ء میں یہ 17.0 ٹریلین روپے تھا۔

[27] مالی منڈیوں کا انفراسٹرکچر (ایف ایم آئی) شریک اداروں کے درمیان ایک کثیر الجہتی نظام ہے جو ادائیگیوں، تمسکات، ماخوذیات (derivatives)، یا دیگر مالی لین دین کی کلیئرنگ، تصفیے، یا ریکارڈنگ کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ پاکستان میں یہ انفراسٹرکچر اِن پر مشتمل ہے: (i) بڑی مالیت کی ادائیگی کا نظام یعنی پاکستان ریئل ٹائم انٹربینک سیٹلمنٹ میکانزم (پرزم)؛ (ii) خردہ مالیت کی ادائیگی کا نظام یا فوری ادائیگی کا نظام یعنی 'راست'؛ (iii) ایک بین البینک سوئچ جو مختلف بینکاری سہولتیں فراہم کرتا ہے یعنی ون لنک؛ (iv) کاغذ پر مبنی آلات کے لیے ایک کلیئرنگ ہاؤس یعنی نیشنل انسٹی ٹیوشنل فیسی لٹیشن ٹیکنالوجیز (نفٹ)؛ (v) نیشنل کلیئرنگ کمپنی آف پاکستان لمیٹڈ، کارپوریٹ سیکورٹیز سیٹلمنٹ کمپنی؛ اور (vi) کارپوریٹ سیکورٹیز ڈپازٹری، یعنی سینٹرل ڈپازٹری کمپنی (سی ڈی سی)۔

شکل1.16 الف: خردہ بینکاری لین دین کے اجزائے ترکیبی: مالیت

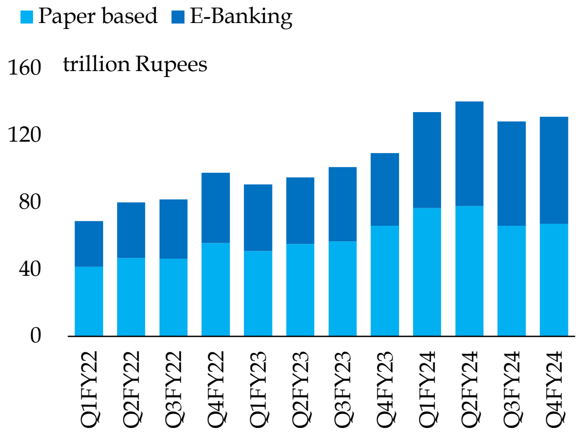

شکل1.16ب: خردہ بینکاری لین دین کے اجزائے ترکیبی: حجم

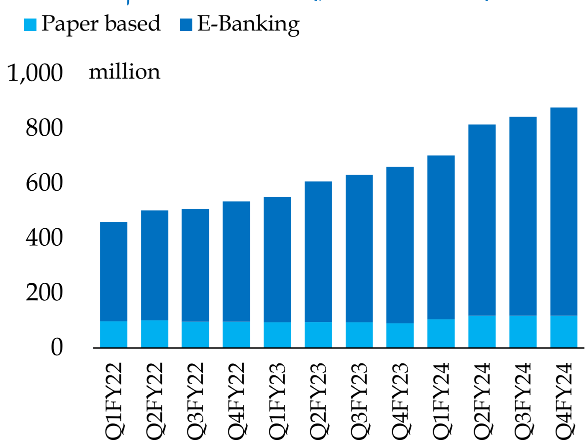

Source: State Bank of Pakistan

مالی منڈیوں کے انفراسٹرکچر نے مالی خدمات کی فراہمی کسی بڑی رکاوٹ کے بغیر جاری رکھی اور مالی سال 24ء کے دوران سرگرمیوں میں اضافہ دکھایا۔ مثال کے طور پر، بین البینک میں بڑی مالیت کی ادائیگیوں اور تصفیے کے نظام 'پرزم' نے مالی سال 24ء میں 5.8 ملین ٹرانزیکشن پر کام کیا، جو گذشتہ سال کی اسی مدت سے 18.8 فیصد زیادہ ہے۔ مالیت کے لحاظ سے 'پرزم' نے مالی سال 24ء میں 1,043 ٹریلین روپے کا لین دین سنبھالا، جو گذشتہ سال سے 62.9 فیصد زیادہ ہے۔ نمو بنیادی طور پر سرکاری تمسکات کے ذریعے ہوئی، جو کہ ٹریژری میں بینکوں کی بڑھتی ہوئی سرمایہ کاری اور ان تمسکات کو استعمال کرنے والے بازارِ زر کے ادخالات کی زیادہ مقدار کو ظاہر کرتی ہے۔

اسی طرح خردہ مالیت کی ادائیگیوں میں بھی مالی سال 24ء میں حجم اور مالیت کے لحاظ سے بالترتیب 32.1 فیصد اور 34.7 فیصد کی زبردست نمو ہوئی۔ مجموعی خردہ ادائیگیوں میں کاغذ پر مبنی لین دین کا حصہ مسلسل روبہ زوال ہے، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ صارفین ادائیگی کے ڈجیٹل طریقوں کو پہلے سے زیادہ ترجیح دے رہے ہیں (**شکل 1.16 الف اور 1.16ب**)۔ مزید برآں، ای بینکنگ ٹرانزیکشن نے اضافے کا سفر جاری رکھا، مالی سال 24ء کے دوران حجم اور مالیت کے لحاظ سے بالترتیب 33.8 فیصد اور 46.9 فیصد نمو ہوئی۔ حجم میں اضافہ بنیادی طور پر موبائل بینکنگ اور اے ٹی ایم کی وجہ سے ہوا، جس کے بعد پوائنٹ آف سیل اور انٹرنیٹ بینکنگ ٹرانزیکشن نے حجم بڑھانے میں اپنا حصہ ڈالا۔ تاہم مالیت کے لحاظ سے بروقت آن لائن بینکاری نے موبائل بینکاری لین دین پر غلبہ حاصل کیا، جو اس بات کی عکاسی ہے کہ ای بینکنگ طریقوں سے نسبتاً بڑے حجم کے لین دین ہو رہے ہیں (**جدول 1.6**)۔

جدول1.6: ای-بینکاری لین دین کے ذرائع

لین دین کا حجم ملین میں، مالیت ارب روپے

	م س23ء		م س24ء	
	حجم	مالیت	حجم	مالیت
بروقت آن لائن برانچیں	200	113,942	192	159,314
اے ٹی ایم	810	12,154	932	15,018
پی او ایس	201	1,074	271	1,502
انٹرنیٹ بینکاری	172	16,343	223	23,518
موبائل فون بینکاری	661	23,793	1,123	46,344
کال سنٹر / آئی وی آر بینکاری	0	8	0	8
ای-کامرس	35	127	40	194
مجموعہ	**2,079**	**167,440**	**2,781**	**245,900**

ماخذ: اسٹیٹ بینک

یہ بات قابل ذکر ہے کہ 'پرزم' نے بروقت مجموعی تصفیے کا طریقہ کار اپنا کر دن کے اختتام پر تصفیے کا طریقہ ختم کر دیا ہے چنانچہ بڑی مالیت کی ادائیگیوں سے وابستہ نظامی خطرہ کم ہو گیا ہے۔ ڈیلیوری بمقابلہ ادائیگی (ڈی وی پی) یا ادائیگی بمقابلہ ادائیگی (پی وی پی) کے ذریعے سیکیورٹی تصفیہ یہ یقینی بناتا ہے کہ سیکیورٹیز کو

ادائیگی کے بعد ہی منتقل کیا جائے، اس طرح فریقِ ثانی کے خطرے کو مزید کم کیا جائے۔ شرکت کنندگان کی کارکردگی بڑھانے کے لیے 'پرزم' قطار کا طریقہ اور ترجیحی سہولت بھی فراہم کرتا ہے۔ یہ بات اسٹیٹ بینک کے کاروباری تسلسل کے منصوبے کا حصہ ہے کہ زیرِ جائزہ عرصے کے دوران کسی آفت کی صورت میں ریکوری سائٹس کے ساتھ نظام بلا کسی رکاوٹ کے دستیاب رہا۔ نیز، 'پرزم' کے عملی قواعد بین الاقوامی معیارات کے ساتھ ہم آہنگ ہیں، اور ان میں مضبوط حفاظتی اقدامات شامل ہیں جن میں ملٹی لیول نیٹ ورک انکرپشن اور فائر وال قابلِ ذکر ہیں جو سائبر سکیورٹی جیسے ابھرتے ہوئے خطرات سے بڑی مالیت کی ادائیگیوں کی حفاظت کرتے ہیں۔

خردہ لین دین کے لیے اسٹیٹ بینک کے فوری ادائیگی کے نظام 'راست' کے ذریعے ہونے والے لین دین میں حجم اور مالیت دونوں لحاظ سے غیر معمولی اضافہ دیکھا گیا(**شکل 1.17**)۔ 'راست' کے ذریعے پراسیس کی گئی ٹرانزیکشن کی تعداد مالی سال 24ء میں بڑھ کر 496 ملین ہوگئی جو گزشتہ سال 147 ملین تھی۔ حجم میں اتنی بڑی نمو کا محرک فرد سے فرد (پی ٹو پی) ماڈیول تھا جو فروری 2022ء میں شروع ہوا تھا۔ مالی سال 24ء میں مالیت کے لحاظ سے لین دین تین گنا سے زیادہ بڑھ کر 11,558 ارب روپے ہوگیا، جبکہ گزشتہ سال کی اسی مدت میں 3,074 ارب روپے تھا۔

ڈجیٹل ادائیگیوں اور مالی منڈیوں میں مسلسل بہتری آرہی ہے۔ اس میں اسٹیٹ بینک کی طرف سے 'راست' میں فرد سے دکاندار (پی ٹو ایم) ماڈیول کا آغاز شامل ہے، جو کاروباری اداروں کو کیو آر کوڈز، 'راست' آئی ڈی، بینک اکاؤنٹ نمبر، اور

شکل 1.17: 'راست' لین دین میں رجحانات

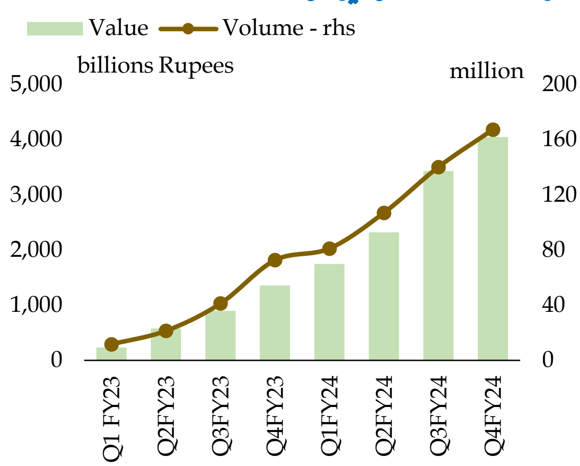

Source: State Bank of Pakistan

ادائیگی کے لیے درخواست جیسے اختیارات استعمال کرتے ہوئے ادائیگیاں وصول کرنے کی سہولت دیتا ہے، اس طرح صارفین کے ادائیگی کے اختیارات میں اضافہ ہوتا ہے اور ڈجیٹل ادائیگیوں کو فروغ ملتا ہے۔[28] توقع ہے کہ اس اقدام سے کاروباری اداروں کے لیے لین دین انجام دینے میں مزید اضافی سہولتیں پیدا ہوں گی (**تفصیلات باب 4 میں**)۔

ایک اور اہم پیش رفت 'راست' کو 'بُونا' (Buna) کے ساتھ مربوط کرنے کے لیے مفاہمت کی یادداشت پر دستخط تھے۔ 'بُونا' سرحد پار ادائیگی کا عرب مانیٹری فنڈ کا ملکیتی نظام ہے۔[29] یہ بیرونِ ملک سے فوری، محفوظ اور کم لاگت ادائیگیوں کا نظام ہے جو عرب خطے اور پاکستان کے درمیان لین دین، خاص طور پر کارکنوں کی ترسیلاتِ زر کی سہولت کے لیے راہ ہموار کرے گا (**تفصیلات باب 4 میں**)۔

[28] پی ایس پی اینڈ او ڈی سرکلر نمبر 04 برائے 2023ء یہاں دستیاب ہے: https://www.sbp.org.pk/psd/2023/C4.htm

[29] 'بُونا' سرحد پار ادائیگی کا نظام ہے جسے عرب ریجنل پیمنٹس کلیئرنگ اینڈ سیٹلمنٹ آرگنائزیشن (اے آر پی سی ایس او) چلاتی ہے اور اس کی ملکیت عرب مانیٹری فنڈ کے پاس ہے۔ مزید تفصیل کے لیے اسٹیٹ بینک کی پریس ریلیز: https://www.sbp.org.pk/press/2023/Pr-03-Nov-2023.pdf

2 قیمتوں کا استحکام اور زری پالیسی کا طرزِ عمل

2.1 مہنگائی کی پیش گوئیاں اور نتائج

اوسط قومی صارف اشاریہ قیمت (این سی پی آئی) مہنگائی مالی سال 24ء میں 23.0 سے 25.0 فیصد کم ہو کر 23.4 فیصد رہ گئی، جو اسٹیٹ بینک کے نظر ثانی شدہ تخمینے کی حد کی نچلی سطح کے قریب ہے اور گزشتہ سال کے 29.2 فیصد کے مقابلے میں نمایاں طور پر کم ہے۔ ماہانہ رجحان سے معلوم ہوتا ہے کہ سال بھر مہنگائی میں کمی کی رفتار برقرار رہی ماسوائے ستمبر، نومبر اور دسمبر 2023ء اور جون 2024ء کے، جب توانائی کے نرخوں میں ایڈجسٹمنٹ کی وجہ سے مہنگائی میں معمولی اضافہ ہوا۔ تاہم سال گزرنے کے ساتھ ساتھ مہنگائی میں کمی کی رفتار میں تیزی آئی اور جون 2024ء میں سال بہ سال مہنگائی کی شرح کم ہو کر 12.6 فیصد رہ گئی جو جون 2023ء میں 29.4 فیصد تھی۔

فصلوں کی پیداوار میں اضافے اور حکومت کی انتظامی کوششوں کے سبب غذائی رسد کی صورتِ حال بہتر ہوئی جس کی وجہ سے مالی سال 24ء کے دوران غذائی مہنگائی میں نمایاں کمی واقع ہوئی۔ دوسری جانب توانائی کے شعبے کے گردشی قرضوں پر قابو پانے کے لیے بجلی اور گیس کے نرخوں میں ردوبدل کی وجہ سے توانائی سے وابستہ مہنگائی دو دہائیوں کی بلند ترین سطح پر پہنچ گئی (**شکل 2.1**)۔ قوزی گرانی پچھلے سال کی سطح پر تقریباً برقرار رہی، کیونکہ مالی سال 24ء کی دوسری ششماہی میں مہنگائی میں آنے والی بتدریج کمی نے پہلی ششماہی میں مہنگائی کی بلند سطح کی تلافی کی (**جدول 2.1**)۔

مالی سال 24ء کی پہلی ششماہی کے دوران توانائی کی قیمتوں میں اضافے، اہم غذائی اجناس کی مصنوعی قلت اور روپے کی قدر میں کمی جس نے اجناس کی عالمی قیمتوں میں کمی سے حاصل ہونے والے فوائد کو کم کیا، نے مہنگائی کو 26.8 سے 31.4 فیصد کی بلند حد میں برقرار رکھا۔ تاہم حکومت کی جانب سے گندم کی درآمد کی اجازت دینے کے فیصلے کے ساتھ ساتھ ملکی زرعی پیداوار میں اضافے سے سال کی دوسری ششماہی کے دوران غذائی اجناس کی رسد کی صورتِ حال بہتر ہوئی۔ مجموعی طور پر مالی سال 24ء میں اوسط قومی صارف اشاریہ قیمت مہنگائی میں سے خوراک کی قیمتوں پر دباؤ تقریباً 6.0 فیصدی درجے کم ہوا۔ اس کے علاوہ مسلسل سخت زری پالیسی موقف اور تخمینہ شدہ مالیاتی یکجائی نے ملکی طلب کو قابو میں رکھا (**شکل 2.2**)، اجناس کی عالمی قیمتوں میں کمی اور ستمبر 2023ء سے شرح مبادلہ میں اضافے نے مالی سال 24ء کی دوسری ششماہی کے دوران مہنگائی کے دباؤ کو مزید کم کیا (**شکل 2.3**)۔

شکل 2.1: ماضی میں مہنگائی کے رجحانات

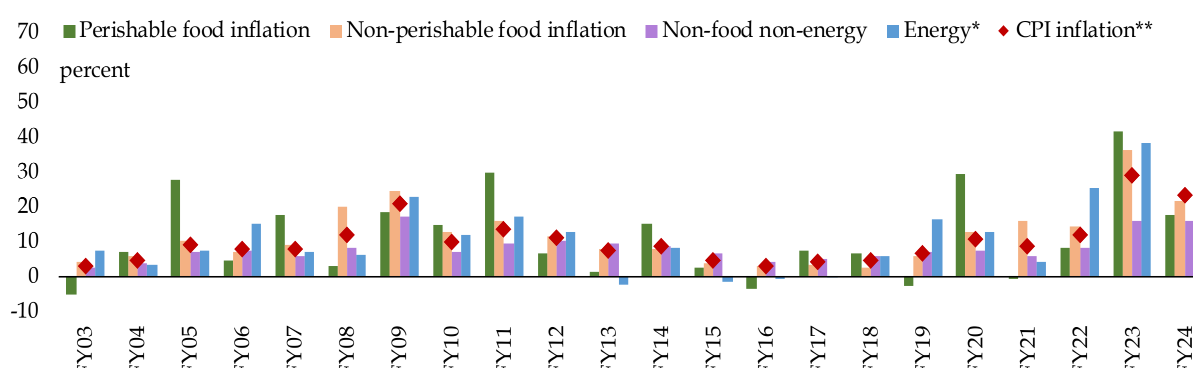

Note: The base year for inflation indices is as follows: FY00 for FY02-09 NCPI; FY08 for FY09-17; and FY16 for FY7-23. *includes firewood, kerosene oil, bulbs, match box. **inflation indices for urban areas are used from FY17 onwards.

Source: Pakistan Bureau of Statistics

جدول 2.1: اوسط مہنگائی

فیصد

	مالی سال20ء	مالی سال21ء	مالی سال22ء	مالی سال23ء	مالی سال24ء
قومی صارف اشاریہ قیمت مہنگائی	10.8	8.9	12.1	29.2	23.4
شہری مہنگائی	10.2	8.1	11.8	26.8	24.1
غیر غذائی غیر توانائی	7.5	6.0	8.1	16.2	16.1
غذا	13.6	12.4	13.4	37.6	22.1
توانائی	12.7	4.1	25.3	38.4	62.6
دیہی مہنگائی	11.6	10.0	12.6	32.6	22.4
غیر غذائی غیر توانائی	8.7	7.6	9.0	20.6	22.7
غذا	15.9	13.1	13.0	41.1	21.6
توانائی	6.2	6.6	24.8	39.1	24.9

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

سال گزرنے کے ساتھ ساتھ، توانائی کے نرخوں میں اضافہ مہنگائی کے نتائج اور اس کے منظر نامے کو تشکیل دینے والا اہم عنصر بن گیا۔ درست زاویے سے دیکھا جائے تو، شہری مہنگائی میں توانائی گروپ کا حصہ مالی سال 24ء کی پہلی سہ ماہی کے تقریباً 10 فیصد سے بڑھ کر مالی سال 24ء کی چوتھی سہ ماہی میں تقریباً 50 فیصد ہو گیا **(شکل 2.4 الف اور 2.4 ب)**۔[1]

اس سے بنیادی طور پر توانائی کے شعبے میں دیرینہ نقائص کے اثرات کی عکاسی ہوتی ہے۔ خاص طور پر توانائی کی غیر ہدفی زرِ اعانت اور نرخوں کے ردوبدل میں طویل تاخیر نے ملک میں توانائی کی طلب بڑھادی، جسے بنیادی طور پر ناپائیدار مالیاتی سبسڈیز کے ذریعے سہارا دیا گیا۔ ساتھ ہی محدود مالیاتی گنجائش کی وجہ سے حکومتوں کی جانب سے زرِ اعانت کی بروقت تقسیم میں رکاوٹ پیدا ہوئی۔ اس کے ساتھ ساتھ ترسیل و تقسیم کے بڑھتے ہوئے نقصانات کی وجہ سے گردشی قرضوں کا حجم بڑھتا چلا گیا جو 2024ء کے اوائل میں تقریباً 4.7 ٹریلین روپے یعنی جی ڈی پی کے 4.5 فیصد تک پہنچ گیا۔[2]

اس عدم توازن کو دور کرنے کے لیے حکومت نے مالی سال 19ء سے بجلی کے نرخوں میں ردوبدل کا آغاز کیا تاکہ بجلی کے نرخ کو لاگت کی وصولی کی سطح پر لایا جاسکے اور گردشی قرضوں میں اضافے کو کم کیا جاسکے۔[3] جنوری 2023ء سے گھریلو اور صنعتی صارفین دونوں کے لیے گیس کی قیمتوں میں ردوبدل شروع کرکے ان کوششوں کا دائرہ وسیع کیا گیا۔ ان اقدامات کو جاری رکھتے ہوئے حکومت نے نومبر 2023ء اور فروری 2024ء کے دوران تحفظ شدہ اور غیر تحفظ شدہ گھریلو صارفین، غیر گھریلو شعبوں بشمول کمرشل اور کیپٹو صارفین اور سی این جی اسٹیشنز کے لیے گیس کی قیمتوں میں خاطر خواہ اضافہ کیا جس نے مالی سال 24ء کے دوران توانائی گروپ میں مہنگائی کے دباؤ کو نمایاں طور پر بڑھادیا۔[4]

[1] اسی طرح قومی صارف اشاریہ قیمت مہنگائی میں ہاؤسنگ، پانی، بجلی، گیس اور دیگر ایندھن کا حصہ مالی سال 24ء کی پہلی سہ ماہی کے 10 فیصد سے بڑھ کر مالی سال 24ء کی چوتھی سہ ماہی میں تقریباً 50 فیصد ہوگیا۔ تاہم، مالی سال 24ء میں دیہی توانائی کی مہنگائی میں 24.9 فیصد کمی واقع ہوئی، جو مالی سال 23ء میں 39.1 فیصد تھی۔ اس کی بنیادی وجہ دیہی باسکٹ میں گیس چارجز کی عدم موجودگی ہے۔

[2] آئی ایم ایف (2024ء)۔ دوسرا اور آخری جائزہ اسٹینڈ بائے انتظامات کے تحت مئی 2024ء میں شائع ہوا۔

[3] آئی ایم ایف (2019ء)۔ توسیعی فنڈ سہولت کے تحت توسیعی انتظامات کی درخواست کے تحت اسٹاف رپورٹ، جولائی 2019ء میں شائع ہوئی

[4] گیس کی سرکاری قیمتوں میں اضافہ مالی سال 23ء میں شروع ہوا۔ اس کے بعد نومبر 2023ء اور فروری 2024ء میں کی جانے والی ترامیم نے مالی سال 24ء میں گیس کی قیمتوں کو بلند سطح پر برقرار رکھا۔ ماخذ: اوگرا

شکل 2.2 : بلند تعدد اظہاریوں میں رجحانات

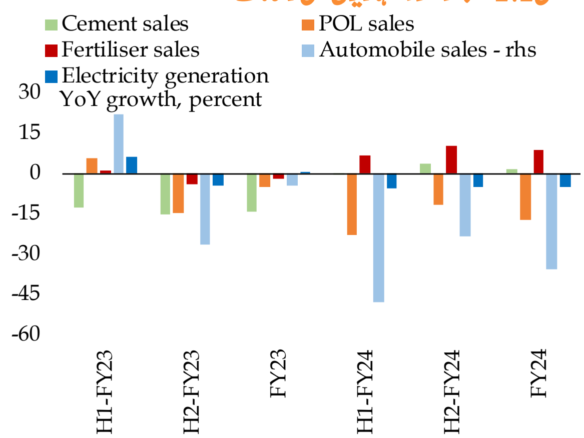

Sources: APCMA, OCAC, NFDC, PAMA, and NEPRA

توانائی کی بڑھتی ہوئی قیمتوں کے اثرات نے بنیادی خدمات کی قیمتوں اور مہنگائی کی توقعات کے ساتھ بنیادی مہنگائی کے دباؤ میں بھی اضافہ کیا۔ توانائی کی قیمتوں میں بار بار ردوبدل، ٹیکس شرحوں، لیویز اور اجرتوں میں اضافے اور روپے کی قدر میں کمی کے دور ثانی کے مشترکہ اثرات نے مالی سال 24ء کی پہلی ششماہی کے دوران قوزی گرانی کو بلند سطح پر برقرار رکھا۔ تاہم مالی سال 2024ء کی دوسری ششماہی کے دوران مالیاتی یکجائی اور شرح مبادلہ میں اضافے کے ساتھ ساتھ سخت زری موقف کے اثرات نے قوزی گرانی میں اعتدال پیدا کیا۔ اس کے باوجود یہ مالی سال 24ء کے اختتام پر عمومی مہنگائی سے زیادہ رہی۔

یہ رجحانات بہت سی ترقی یافتہ اور ابھرتی ہوئی اور ترقی پذیر معیشتوں کے تجربات سے زیادہ مختلف نہیں تھے۔ سال کے دوران، ترقی یافتہ معیشتوں، ابھرتی ہوئی اور ترقی پذیر معیشتوں نے قیمتوں کے دھچکوں، طلب میں کمی اور رسد میں رکاوٹ جیسے مسائل کے اثرات کم ہونے کی وجہ سے مہنگائی کو عالمی وبا سے پہلے کی سطح پر تقریباً واپس آتے دیکھا (**شکل 2.5 الف اور 2.5 ب**)۔ قیمتوں میں کمی کے رجحانات کے ردعمل کے طور پر ابھرتی ہوئی اور ترقی پذیر معیشتوں میں بہت سے مرکزی بینکوں نے مالی سال 24ء کے دوران زری نرمی کو اپنایا۔ تاہم، مہنگائی کم ہو کر طے شدہ ہدف کے قریب آنے کی رفتار میں توقع کے برعکس سست روی کی وجہ سے ترقی یافتہ معیشتوں میں مرکزی بینکوں نے سال کے دوران سخت زری موقف برقرار رکھا (**شکل 2.6**)۔

مہنگائی کی بلند سطح کے پیش نظر اسٹیٹ بینک نے بھی محتاط رویہ اختیار کرتے ہوئے مالی سال 24ء کے اختتام تک پالیسی ریٹ برقرار رکھا۔ مالی سال 24ء کی دوسری ششماہی میں عمومی مہنگائی میں تقریباً مسلسل کمی دیکھی گئی، مہنگائی کے دباؤ اور توقعات میں کمی آئی۔ اس کے ساتھ ساتھ بیرونی کھاتے میں بہتری نے زری پالیسی کمیٹی کے لیے پالیسی ریٹ 150 بیسز پوائنٹس کم کرکے 20.5 فیصد پر لانے کی گنجائش پیدا کی، جو سخت زری پالیسی موقف میں بتدریج نرمی کو ظاہر کرتا ہے۔

توانائی کی مہنگائی، اجناس کی عالمی قیمتوں اور بیرونی کھاتوں کی بہتری نے مالی سال 24ء کے دوران مہنگائی کے نتائج پر اثر ڈالا

جب معیشت مالی سال 24ء میں داخل ہوئی تو متعدد مثبت پیش رفتوں نے مہنگائی کے منظر نامے کو بہتر بنایا۔ خاص طور پر جون 2023ء میں آئی ایم ایف کے ساتھ 3.0 بلین ڈالر کے اسٹینڈ بائے ایگریمنٹ (ایس بی اے) نے دیگر بیرونی قرض دہندگان اور سرمایہ کاروں کی جانب سے رقوم کی آمد کی راہ ہموار کی جس سے بیرونی کھاتے کو درپیش قریب مدتی چیلنجز میں کمی آئی۔ اسی طرح عالمی سطح پر اجناس کی قیمتوں میں کمی اور غیر یقینی صورتِ حال میں کمی نے بھی مہنگائی کے منظر نامے پر مثبت اثر ڈالا۔

شکل 2.3: اجناس کی عالمی قیمتیں اور پاکستانی روپیہ

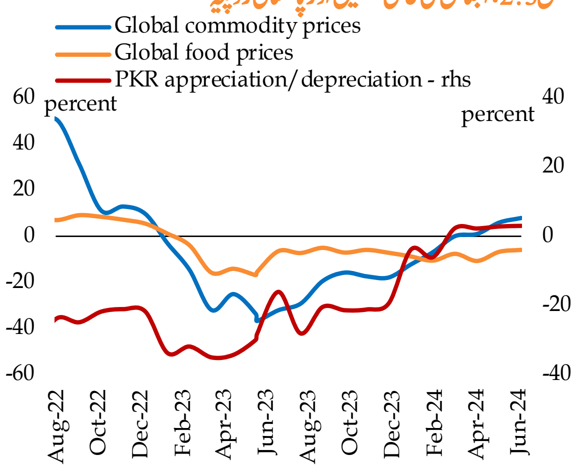

Source: World Bank and State Bank of Pakistan

شکل 2.4الف: صارف اشاریہ قیمت مہنگائی کے اجزائے ترکیبی (شہری)

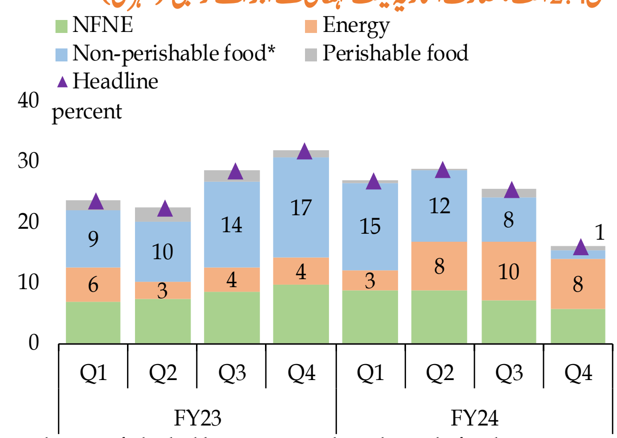

شکل 2.4ب: صارف اشاریہ قیمت مہنگائی کے اجزائے ترکیبی (دیہی)

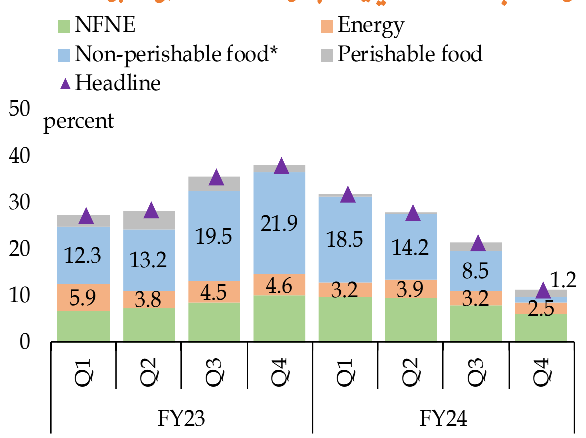

*inclusive of alcohol beverages and readymade food

Sources: Pakistan Bureau of Statistics and SBP calculations

اس کے علاوہ، 2021ء کے بعد سے مسلسل زری سختی اور مالی سال 24ء میں تخمینہ شدہ مالیاتی یکجائی کے مؤخر اثرات سے ملکی طلب قابو میں رہنے کی توقع تھی۔ ان رجحانات کی توثیق کرتے ہوئے، مئی 2023 کے دوران کئی سال کی بلند ترین سطح کو چھونے کے بعد جون 2023ء میں مہنگائی میں دس فیصدی درجوں کی گراوٹ درج کی گئی۔ ان پیش رفتوں کی بنیاد پر، جولائی 2023ء کے اپنے اجلاس میں، زری پالیسی کمیٹی نے توقع ظاہر کی تھی کہ مالی سال 24ء کے دوران مہنگائی عمومی طور پر نیچے کی طرف جائے گی اور مالی سال 23ء کے 29.2 فیصد سے کم ہو کر 20.0 سے 22.0 فیصد کی حد میں آجائے گی۔ یہ پیش گوئی موسمیاتی تبدیلی کے منفی اثرات، گیس کی قیمتوں میں ردوبدل اور کسی بھی غیر موافق بیرونی صورتِ حال سے پیدا ہونے والے خطرات سے مشروط تھی۔

مزید برآں، زری پالیسی کمیٹی نے توقع ظاہر کی کہ مالی سال 24ء میں حقیقی جی ڈی پی نمو 2.0 سے 3.0 فیصد کی حد میں زراعت پر مبنی معمولی بحالی کا مشاہدہ کرے گی **(جدول 2.2)**۔ جون 2023ء سے درآمدی پابندیوں میں نرمی کے ساتھ ساتھ کاروباری احساسات میں بہتری سے معاشی سرگرمیوں میں معتدل بحالی کی توقع تھی۔ لیکن ساتھ ہی مسلسل سکڑاؤ کی پالیسیوں سے نمو کو محدود رکھے جانے کا بھی امکان تھا۔ نتیجتاً، معاشی سرگرمیوں میں محدود پیمانے پر توسیع کے ساتھ، مالی سال 24ء کے دوران کرنٹ اکاؤنٹ خسارہ جی ڈی پی کے 0.5 سے 1.5 فیصد کے درمیان رہنے کی توقع تھی۔

مزید برآں، حکومت نے مالی سال 24ء کے بجٹ میں نمایاں مالیاتی یکجائی کی منصوبہ بندی کی، جس کا ہدف مالی سال 23ء میں جی ڈی پی کے 1.0 فیصد خسارے کے مقابلے میں جی ڈی پی کا 0.4 فیصد بنیادی سرپلس حاصل کرنا تھا۔ بالآخر، مالی سال 24ء کی پہلی ششماہی کے دوران مندی کا رجحان برقرار رکھنے کے بعد دوسری ششماہی میں اجناس کی عالمی قیمتوں میں قدرے بہتری کی توقع پیدا ہوگئی تھی۔

تاہم، سال گزرنے کے ساتھ ساتھ توانائی کے نرخوں میں بار بار اور توقع سے زیادہ ردوبدل نے مہنگائی میں کمی کی اُس رفتار کو متاثر کیا۔ علاوہ ازیں، اجناس کی عالمی قیمتوں میں کمی جو کہ مالی سال 24ء کی پہلی ششماہی میں دیکھی گئی تھی، توانائی کی مہنگائی میں کمی کا سبب نہیں بن سکی کیوں کہ گردشی قرضوں پر قابو پانے کے لیے توانائی کی قیمتوں میں ردوبدل کا سلسلہ جاری رہا۔ ان رجحانات اور ابھرتے ہوئے خطرات کا جائزہ لیتے ہوئے، زری پالیسی کمیٹی نے جنوری 2024ء میں اپنے اجلاس میں مالی سال 24ء کے لیے مہنگائی کی پیش گوئی کی حد بڑھا کر 23.0 تا 25.0 فیصد کر دی۔

جدول 2.2: اسٹیٹ بینک کی کلی معاشی پیش گوئیاں* برائے مالی سال 24ء

فیصد

	جولائی–23ء	ستمبر–23ء	اکتوبر–23ء	دسمبر–23ء	جنوری–24ء	مارچ–24ء	اپریل–24ء	جون–24ء
نمو								
حقیقی جی ڈی پی	2.0 – 3.0	2.0 – 3.0	2.0 – 3.0	2.0 – 3.0	2.0 – 3.0	2.0 – 3.0	2.0 – 3.0	2.0 – 3.0
جی ڈی پی کا فیصد								
جاری کھاتے کا خسارہ	0.5 - 1.5	0.5 - 1.5	0.5 - 1.5	0.5 - 1.5	0.5 - 1.5	0.5 - 1.5	0.0 - 1.0	0.0 - 1.0
مالیاتی خسارہ	7.0 – 8.0	7.0 – 8.0	7.0 – 8.0	7.0 – 8.0	7.0 – 8.0	7.0 – 8.0	7.0 – 8.0	7.0 – 8.0

* زری پالیسی کمیٹی کے اجلاسوں کے وقت

ماخذ: اسٹیٹ بینک آف پاکستان کے تخمینے، پاکستان دفتر شماریات، وزارت خزانہ، بلوم برگ

2.2 زری پالیسی موقف

زری پالیسی کمیٹی نے اعداد و شمار پر مبنی نقطۂ نظر اپناتے ہوئے اہم معاشی اظہاریوں کے حوالے سے موصول ہونے والی معلومات کا باریک بینی سے مشاہدہ جاری رکھا اور مہنگائی کے منظر نامے اور اس کی توقعات پر ان کے اثرات کا جائزہ لیا۔ اس کے مطابق زری پالیسی کمیٹی نے سخت زری موقف برقرار رکھا اور مالی سال 24ء کے دوران ہونے والے اپنے تمام اجلاسوں میں پالیسی ریٹ 22 فیصد پر برقرار رکھا، ماسوائے جون 2024ء کے اجلاس کے جب پالیسی ریٹ میں 150 بیسز پوائنٹس کٹوتی کی گئی تھی۔ کمیٹی نے کہا کہ یہ پالیسی موقف 12 ماہ کی مستقبل بین بنیاد پر حقیقی شرح سود کو مثبت سطح پر برقرار رکھنے کے لیے مناسب ہے جو مہنگائی کو 5.0 سے 7.0 فیصد کے وسط مدتی ہدف تک لانے کے لیے ضروری تھا۔

اجناس کی عالمی قیمتوں میں اتار چڑھاؤ کے ساتھ قوزی گرانی میں مسلسل اضافے کی وجہ سے زری پالیسی کمیٹی نے جولائی، ستمبر اور اکتوبر 2023ء کے اجلاسوں میں پالیسی ریٹ 22 فیصد پر برقرار رکھا۔

مالی سال 24ء کے ابتدائی مہینوں میں معاشی رجحانات زیادہ تر زری پالیسی کمیٹی کی توقعات کے مطابق تھے۔ غذائی اجناس کی رسد میں بہتری کی عکاسی کرتے ہوئے جون تا اکتوبر 2023ء کے دوران عمومی مہنگائی میں مسلسل کمی دیکھی گئی جبکہ جنوری تا مئی 2023ء کے عرصے کے دوران اس میں زبردست اضافہ دیکھنے میں آیا تھا۔[5] اس کمی کے رجحان کے باوجود، مہنگائی اب بھی گذشتہ پانچ برسوں میں دیکھی جانے والی اوسط سے کافی زیادہ تھی اور یہ مالی سال 2009ء میں 20.8 فیصد کی پچھلی بلند ترین سطح سے بھی زیادہ تھی۔[6]

مزید برآں، قوزی گرانی بلند سطح پر رہی، جس نے خوراک اور توانائی کی قیمتوں پر ابتدائی دھچکوں کے دوسرے مرحلے کے اثرات کی نشاندہی کی۔ یہ گھرانوں اور کاروباری اداروں کی زوال پذیر لیکن اب بھی بلند مہنگائی کی توقعات میں بھی دیکھا جاسکتا تھا(**شکل 2.7**)۔ زری پالیسی کمیٹی نے مالی سال 24ء کے دوران متوقع مہنگائی کی سمت پر مالیاتی پالیسی کے اقدامات اور عالمی پیش رفتوں کے اثرات کا جائزہ لیا۔ مالی سال 24ء کے بجٹ کی منظوری کے وقت اضافی ٹیکس اقدامات اور بجلی کے نرخوں میں اضافے کے اعلان نے مہنگائی میں اضافے کے خطرات کو جنم دیا۔ اس کے علاوہ مشرق وسطیٰ میں بڑھتی ہوئی جغرافیائی وسیاسی کشیدگی نے تیل کی قیمتوں میں اتار چڑھاؤ کو جنم دیا، جس سے ممکنہ طور پر اجناس کی عالمی قیمتوں میں اضافہ ہوسکتا تھا۔

[5] تاہم ستمبر 2023ء میں عمومی مہنگائی میں اضافہ ہوا جس کی وجہ ستمبر 2022ء میں اساسی اثرات تھے کیونکہ حکومت نے سیلاب کے دوران توانائی کی قیمتوں میں ریلیف فراہم کیا تھا۔

[6] **شکل (20.8)** مالی سال 2003ء تا مالی سال 24ء کے لیے سالانہ قومی صارف اشاریہ قیمت مہنگائی کے اسٹیٹ بینک اسٹاف کے اعداد و شمار پر مبنی ہے۔ ان تخمینوں میں مالی سال 2000ء کے مہنگائی کے اشاریے کو بنیادی سال کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔

شکل 2.5الف: قوزی گرانی* کے رجحانات

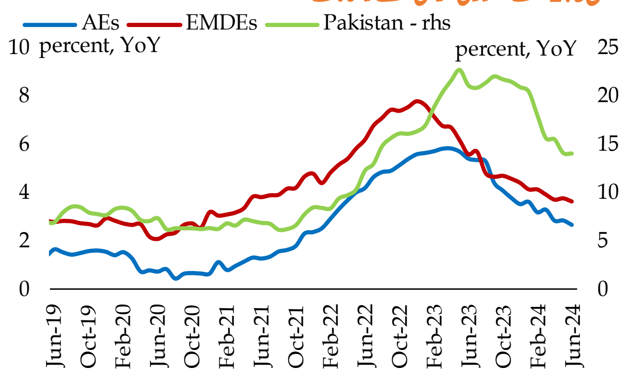

شکل 2.5ب: عمومی گرانی* کے رجحانات

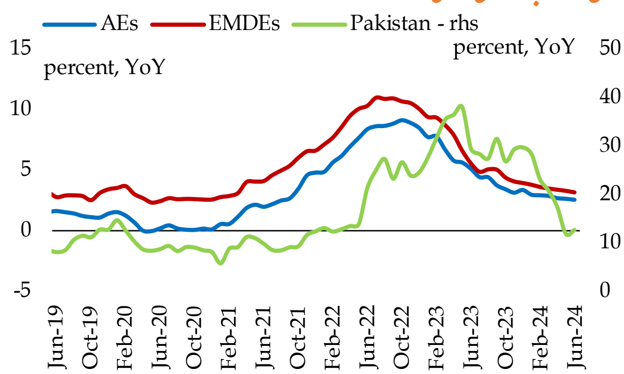

Note: The sample comprises 30 AEs and 43 EMDEs
*median inflation.
Source: Haver Analytics and PBS

زری پالیسی کمیٹی نے ستمبر 2021ء کے بعد سے مجموعی زری سختی کے مؤخر اثرات، تخمینہ شدہ مالیاتی یکجائی، مالی سال 24ء میں متوقع معتدل معاشی نمو اور گذشتہ سال سے سود مند اساسی اثر کے تناظر میں مذکورہ پیش رفتوں کے اثرات کا جائزہ لیا۔ توقع کے مطابق، حقیقی جی ڈی پی نے مالی سال 24ء کی پہلی سہ ماہی میں زراعت پر مبنی 2.1 فیصد کی معمولی بحالی حاصل کی، جبکہ گذشتہ سال کے اسی عرصے میں اس میں 0.1 فیصد اضافہ ہوا تھا، اس کے علاوہ مالی سال 24ء کے پہلے تین مہینوں میں بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں بہتری سست روی کا شکار رہی۔[7]

جون 2023ء میں معاشی سرگرمیوں میں معتدل اضافے اور ترجیحی درآمدی ہدایات کی دستبرداری کے مشترکہ اثرات کے سبب جولائی تا نومبر 2023ء کے دوران کرنٹ اکاؤنٹ بیلنس معمولی خسارے میں تبدیل ہوگیا، جو مالی سال 23ء کے آخری چار ماہ میں فاضل ریکارڈ کیا گیا تھا۔ اسی دوران تخمینہ شدہ یکجائی کے مطابق مالی سال 24ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران مالیاتی اظہاریوں میں بہتری آئی۔

ان رجحانات اور فصلوں کی پیداوار میں اضافے نے غذائی اجناس کی مصنوعی قلت کو دور کرنے اور بازارِ مبادلہ میں قیاس آرائیوں کو روکنے کے حکومت کی انتظامی کوششوں کے ساتھ مل کر مالی سال 24ء میں مہنگائی کے منظر نامے پر مثبت اثر ڈالا۔ ان پیش رفتوں اور اب بھی مضبوط بنیادی مہنگائی کے دباؤ کا جائزہ لیتے ہوئے، زری پالیسی کمیٹی نے جولائی، ستمبر اور اکتوبر 2023ء کے دوران اپنے اجلاسوں میں پالیسی ریٹ کو 22 فیصد پر برقرار رکھنے کا فیصلہ کیا۔ زری پالیسی کمیٹی نے نوٹ کیا کہ یہ سخت موقف مالی سال 24ء کے دوران، خاص طور پر سال کی دوسری ششماہی سے مہنگائی کو متوقع کمی کی راہ پر گامزن رکھنے اور مالی سال 25ء کے اختتام تک 5.0-7.0 فیصد کے وسط مدتی ہدف کو حاصل کرنے کے لیے معقول تھا۔

[7] ستمبر 2024ء میں جاری تازہ ترین نظرثانی شدہ تخمینوں کے مطابق مالی سال 24ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران حقیقی جی ڈی پی میں 2.7 فیصد اضافہ ہوا جبکہ مالی سال 23ء کی پہلی سہ ماہی میں 1.5 فیصد اضافہ ہوا تھا۔

شکل 2.6: ترقی یافتہ اور ابھرتی ہوئی اور ترقی پذیر معیشتوں میں مرکزی بینک کا ردِ عمل

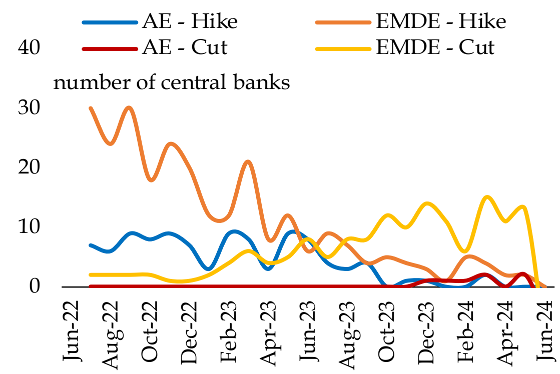

Note: The sample comprises 30 AEs and 43 EMDEs.
Source: Haver Analytics

چونکہ توانائی کی قیمتوں میں بار بار اور غیر متوقع ردوبدل نے مہنگائی میں کمی کی رفتار کو متاثر کیا، زری پالیسی کمیٹی نے دسمبر 2023ء سے اپریل 2024ء تک اپنے تمام اجلاسوں میں پالیسی ریٹ 22 فیصد پر برقرار رکھا[8]

گیس نرخوں میں توقع سے زیادہ اضافے نے نومبر 2023 کے دوران عمومی گرانی کو 29.2 فیصد تک پہنچا دیا، جو اکتوبر 2023ء میں 26.8 فیصد تھی۔ توانائی کی قیمتوں کو کم سے کم لاگت کی وصولی کی سطح پر لا کر توانائی کے شعبے میں گردشی قرضوں کے جمع ہونے کی رفتار کم کرنے کے لیے حکومتوں نے مالی سال 19 ءسے توانائی کے شعبے میں قیمتوں میں ردوبدل کا آغاز کیا۔ ان کوششوں کو جاری رکھتے ہوئے، حکام نے گیس ٹیرف میں نمایاں اضافہ متعارف کرایا، جس نے نومبر 2023ء کے بعد سے مہنگائی میں کمی کی رفتار کو سست کر دیا (شکل 2.8) اور قریب مدتی مہنگائی کے منظر نامے پر بھی بہت زیادہ اثر انداز ہوا۔

مہنگائی پر براہ راست اثر انداز ہونے کے ساتھ ساتھ توانائی کے نرخوں میں اضافے کا اثر بلند پیداواری لاگت کے ساتھ ساتھ مہنگائی کی توقعات میں اضافے کے ذریعے قوزی گرانی پر بھی ہوا۔ خاص طور پر دسمبر 2023ء سے مارچ 2024ء کے دوران کاروباری اداروں کی مہنگائی کی توقعات میں مسلسل اضافہ دیکھا گیا جبکہ صارفین کی توقعات بھی اس عرصے کے دوران بلند سطح پر برقرار رہیں۔[9] زری پالیسی کمیٹی نے کہا کہ توانائی کی قیمتوں میں بڑے پیمانے پر ردوبدل نے سکڑتی ہوئی زری اور مالیاتی پالیسیوں، اجناس کی عالمی قیمتوں میں کمی اور بہتر زرعی پیداوار کے مہنگائی پر سودمند اثرات کو جزوی طور پر زائل کر دیا۔

زری پالیسی کمیٹی کی توقعات کے مطابق، قومی آمدنی کے کھاتوں کے سہ ماہی اعداد و شمار نے معاشی سرگرمیوں میں معتدل اضافے کا تسلسل ظاہر کیا، جس میں مالی سال 24ء کی پہلی ششماہی کے دوران حقیقی جی ڈی پی نمو میں 1.7 فیصد اضافہ ہوا۔[10] یہ بنیادی طور پر زراعت پر مبنی نمو تھی، جبکہ صنعتی شعبے نے گذشتہ سال کے اسی عرصے کے مقابلے میں کم سکڑاؤ ظاہر کیا اور کم ملکی طلب اور بلند عملی لاگت کی وجہ سے خدمات کے شعبے میں نموست رہی۔

شکل 2.7: مہنگائی کی توقعات

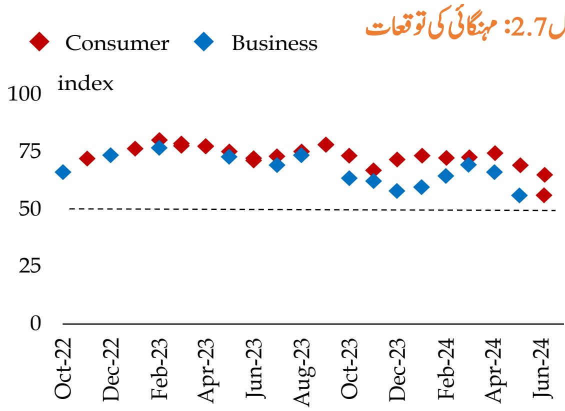

Note: values exceeding 50 indicate that high inflation views outnumber low inflation views.
Source: State Bank of Pakistan

8 زری پالیسی کمیٹی نے اس مدت کے دوران آئندہ مہینوں میں چار اجلاس طلب کیے: دسمبر 2023ء، جنوری، مارچ اور اپریل 2024ء۔

9 کاروباری توقعات کا اشاریہ دسمبر 2023ء سے مارچ 2024ء تک تقریباً 60 رہا۔ اسی طرح صارف اشاریہ قیمت دسمبر 2023ء سے اپریل 2024ء تک 70 سے اوپر رہا۔

10 ستمبر 2024ء میں جاری نظر ثانی شدہ تخمینوں کے مطابق مالی سال 24ء کی پہلی ششماہی میں حقیقی جی ڈی پی میں 2.3 فیصد اضافہ ہوا۔

مسلسل سکڑتی ہوئی پالیسیوں، اجناس کی عالمی قیمتوں میں کمی اور بہتر زرعی پیداوار کے سبب جولائی سے مارچ 2024ء کے دوران جاری کھاتوں کا خسارہ 85.1 فیصد کم ہو کر 603 ملین ڈالر رہ گیا جو گذشتہ سال کے اسی عرصے میں 4.1 ارب ڈالر تھا۔ جاری کھاتوں کے خسارے میں اس بڑے اور توقع سے زیادہ سکڑاؤ نے بیرونی ذرائع سے رقوم کی آمد میں کمی کے باوجود مبادلہ بفرز کو مستحکم کرنے میں معاونت کی۔ ان موافق پیش رفتوں کے سبب روپے کی قدر جو اگست 2021ء سے مسلسل زوال پذیر تھی، مارچ تا جون 2024ء کے دوران اس میں 2.3 فیصد اضافہ ہوا جس نے مہنگائی کے منظرنامے پر مثبت اثر ڈالا۔

شکل 2.8: شہری مہنگائی کے اجزائے ترکیبی

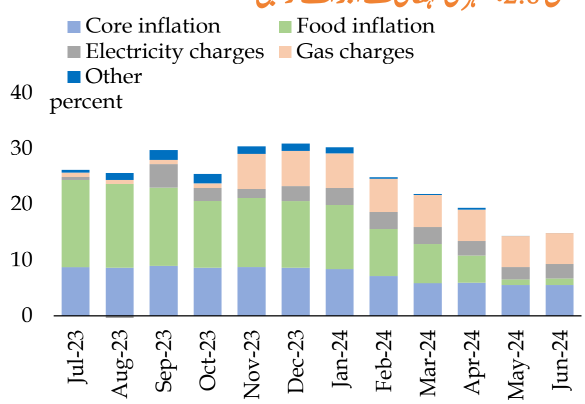

Note: Gas charges are not a part of rural CPI basket.
Sources: Pakistan Bureau of Statistics and SBP calculations

ان پیش رفتوں کے ساتھ ساتھ بحیرہ احمر میں جغرافیائی وسیاسی کشیدگی کی وجہ سے اجناس کی عالمی قیمتوں کو لاحق خطرات اور مالی سال 25ء کے بجٹ میں مالیاتی اقدامات کو مدنظر رکھتے ہوئے زری پالیسی کمیٹی نے محتاط انداز اپنانے اور پالیسی ریٹ کو 22 فیصد پر برقرار رکھنے کا فیصلہ کیا تاکہ ستمبر 2025ء تک مہنگائی کو وسط مدتی ہدف میں لایا جاسکے۔ یہ فیصلہ کرتے ہوئے کمیٹی نے عالمی مہنگائی کے منظر نامے میں بڑھتی ہوئی غیر یقینی صورتِ حال کے پیشِ نظر بڑی ترقی یافتہ معیشتوں اور ابھرتی ہوئی اور ترقی پذیر معیشتوں میں مرکزی بینکوں کی جانب سے اپنائے گئے محتاط زری پالیسی موقف کو بھی مدنظر رکھا۔

مزید برآں، مہنگائی میں توانائی گروپ کے واضح کردار کے پیش نظر، زری پالیسی کمیٹی نے توانائی کے شعبے میں ساختی رکاوٹوں کو دور کرنے کے لیے تیز رفتار اصلاحات متعارف کرانے کی ضرورت پر زور دیا۔ کمیٹی نے مالیاتی اصلاحات کی اہمیت پر بھی زور دیا اور کہا کہ قیمتوں میں استحکام حاصل کرنے کے لیے ٹیکس کی بنیاد وسیع کرنا اور سرکاری شعبے کے کاروباری اداروں کے نقصانات کم کرنا انتہائی ضروری ہے۔

مئی 2024ء میں مہنگائی کے توقع سے بہتر اعدادوشمار اور بنیادی مہنگائی میں کمی کی وجہ سے زری پالیسی کمیٹی نے جون 2024ء میں پالیسی ریٹ 150 بیسز پوائنٹس کم کرکے 20.5 فیصد کردیا

جنوری 2024ء کے بعد سے گراوٹ کا رجحان جاری رکھتے ہوئے قومی صارف اشاریہ قیمت مہنگائی میں مئی 2024ء میں 5.6 فیصدی درجوں کی زبردست گراوٹ دیکھی گئی جو اپریل 2024ء کی 17.3 فیصد سے 30 ماہ کی کم ترین سطح 11.8 فیصد پر آگئی۔ کھانے پینے کی اشیاء کی قیمتوں میں نمایاں کمی کے علاوہ بنیادی مہنگائی میں کمی بھی اس کی اہم وجہ تھی۔

قوزی گرانی بلند سطح پر رہنے کے بعد مالی سال 24ء کی تقریباً پوری دوسری ششماہی کے دوران بتدریج کم ہوتی نظر آئی۔ اجناس کی قیمتوں کے دھچکوں کے دوسرے مرحلے کے ختم ہوتے اثرات نے کاروباری اداروں اور گھرانوں کی مہنگائی کی توقعات کو کچھ حد تک کم کیا، جس کا نتیجہ اس مدت کے دوران کم آمدنی والے کارکنوں کی اجرتوں میں پست اضافے کی صورت میں نکلا (**شکل 2.9**)۔[11] اس کے علاوہ، پاکستانی روپیہ مستحکم ہونے کی وجہ سے لاگتی دباؤ میں کمی اور مقامی طلب میں پالیسی کی وجہ سے آنے والی سُست روی نے پیداواری لاگت میں اضافے کو روکنے میں معاونت کی اور قوزی گرانی کو کم کرنے میں بھی کردار ادا کیا۔

[11] کم اجرتوں میں ذاتی بناؤ سنگھار کی خدمات، میکانیکی سروسز، گھریلو ملازم، کچرا جمع کرنے، صفائی اور دھلائی، تعمیراتی اجرت کی شرح اور سلائی کی اجرت شامل ہیں۔ ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

اس موقع پر معاشی رجحانات کافی حد تک زری پالیسی کمیٹی کی توقعات کے مطابق تھے۔ پاکستان دفتر شماریات کے جاری کردہ عبوری تخمینوں کے مطابق، مالی سال 24ء میں حقیقی جی ڈی پی میں 2.4 فیصد کا معتدل اضافہ دیکھا گیا جبکہ مالی سال 23ء میں اس میں 0.2 فیصد کمی آئی تھی۔[12] یہ بنیادی طور پر زراعت پر مبنی اضافہ تھا، جبکہ سکڑاؤ کی پالیسیوں کے اثرات کے سبب صنعت اور خدمات کے شعبے کی کارکردگی سست رہی۔ زرعی پیداوار میں اضافے کا فائدہ یہ ہوا کہ کرنٹ اکاؤنٹ فروری تا اپریل 2024ء کے دوران فاضل رہا حالانکہ جولائی تا جنوری 2024ء کے دوران کرنٹ اکاؤنٹ میں 1.2 ارب ڈالر کا خسارہ ریکارڈ کیا گیا تھا۔ مزید برآں، مالی اظہاریوں نے بھی جی ڈی پی کے 0.9 فیصد کے بلند بنیادی فاضل کے ساتھ استحکام کے تسلسل کو ظاہر کیا جس میں گذشتہ سال کے اسی عرصے میں 1.0 فیصد کا خسارہ تھا۔

شکل 2.9: کم اجرتوں کے رجحانات

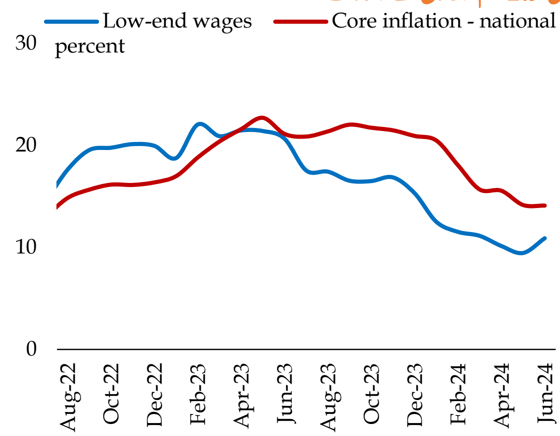

Source: Pakistan Bureau of Statistics

مالی سال 24ء میں رقوم کی فراہمی میں اضافہ گو کہ مالی سال 23ء کے 14.2 فیصد اضافے کے مقابلے میں 16.1 فیصد تک پہنچ گیا، تاہم یہ نامیہ جی ڈی پی نمو کے مقابلے میں نمایاں طور پر کم تھا۔ خالص بیرونی اثاثوں میں نمایاں اضافے، بیرونی کھاتوں میں بہتری اور کمرشل بینکوں سے حکومت کی میزانی قرض گیری میں اضافے کی وجہ سے بنیادی طور پر اس اضافے کو تقویت ملی۔ مزید برآں، معاشی سرگرمیوں میں معمولی بحالی اور پیداواری لاگت میں اضافے کی عکاسی کرتے ہوئے، نجی شعبے کے قرضوں میں بھی گذشتہ سال کے مقابلے میں مالی سال 24ء میں اضافہ ریکارڈ کیا گیا۔ تاہم، زیرِ گردش کرنسی تقریباً پچھلے سال کی سطح پر برقرار رہی، جبکہ بینک ڈپازٹس میں قابل ذکر اضافہ دیکھا گیا۔ یہ رجحانات مالی سال 24ء میں اپنائے جانے والے سخت زری پالیسی کے موقف سے مطابقت رکھتے تھے۔

ان سازگار معاشی پیش رفتوں، جنوری سے مئی 2024ء کے دوران مہنگائی میں مسلسل کمی اور قوزی گرانی میں کمی کا جائزہ لیتے ہوئے زری پالیسی کمیٹی نے پالیسی ریٹ 150 بیسز پوائنٹس کم کرکے 20.5 فیصد کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس کے باوجود، قیمتوں میں استحکام کے حصول کی خاطر زری پالیسی کی تکمیل کے لیے مالیاتی اصلاحات کے علاوہ زری پالیسی کمیٹی نے بیرونی مالکاری کی ضروریات کو پورا کرنے اور بیرونی جھٹکوں کے منفی اثرات سے بچنے کے لیے بیرونی ذرائع سے رقوم کی آمد کو بروقت متحرک کرنے اور زرمبادلہ ذخائر کو مزید مستحکم کرنے کی ضرورت پر بھی زور دیا۔

2.3 زری پالیسی کا نفاذ

اسٹیٹ بینک بازارِ زر میں روزانہ کی بنیاد پر سیالیت کا انتظام کرتا ہے جس کا مقصد شبینہ نرخوں کو مستحکم اور پالیسی (ہدفی) ریٹ کے مطابق رکھنا ہے۔ مالی سال 24ء میں اسٹیٹ بینک کی کارروائیوں نے شبینہ نرخوں کو پالیسی ریٹ سے ہم آہنگ رکھنے میں مدد دی، ماسوائے مالی سال 24ء کی پہلی سہ ماہی کے جب شبینہ نرخ پالیسی ریٹ سے اوسطاً 47 بیسز پوائنٹس نیچے چلا گیا، جبکہ گذشتہ سال کے اسی عرصے میں یہ شرح 12 بیسز پوائنٹس تھی۔ تاہم، اس کے بعد کی تین سہ ماہیوں میں، شبینہ نرخ 5 بیسز پوائنٹس کے اوسط انحراف کے ساتھ پالیسی ریٹ کے نسبتاً قریب چلا گیا، جب کہ پچھلے سال کے اسی عرصے میں یہ اوسطاً پالیسی ریٹ سے 11 بیسز پوائنٹس کم رہا تھا (**شکل 2.10**)۔

[12] ستمبر 2024ء میں جاری نظر ثانی شدہ تخمینوں کے مطابق مالی سال 24ء میں حقیقی جی ڈی پی میں 2.5 فیصد اضافہ ہوا۔

کمرشل بینکوں سے حکومت کی میزانی قرض گیری کی ضروریات میں نمایاں اضافے نے گذشتہ سال کے مقابلے میں مارکیٹ کی سیالیت کی صورتِ حال کو دباؤ میں رکھا۔ بازارِ زر کے سودوں کا اوسط بقایا اسٹاک مالی سال 24ء میں بڑھ کر 9433.3 ارب روپے ہو گیا جو مالی سال 23ء میں 5829.2 ارب روپے تھا(**شکل 2.11**)۔ ایسا سال کے دوران ڈپازٹس کے مجتمع ہونے میں نمایاں اضافے، منافع بخش شرح سود اور کم معاشی غیر یقینی صورتِ حال کے باوجود تھا، جو گذشتہ سال کے مقابلے میں زیرِ گردش کرنسی میں سست اضافے کی بھی وجہ بنا۔ مزید برآں، سرکاری شعبے کے کاروباری اداروں اور نجی شعبے کے قرضوں میں سست اضافے اور اجناسی مالکاری میں رقوم کی خالص واپسی نے بھی بین البینک بازار میں سیالیت کی صورتِ حال کو کسی حد تک بہتر کیا۔ تاہم توقع سے کم بیرونی مالکاری اور غیر بینک مالکاری میں رقوم کی واپسی نے حکومت کے خسارے کو پورا کرنے کے لیے کمرشل بینکوں پر بڑھتے ہوئے انحصار کی نشاندہی کی۔

شکل 2.10: شبینہ شرح کا پالیسی شرح سے اوسط انحراف

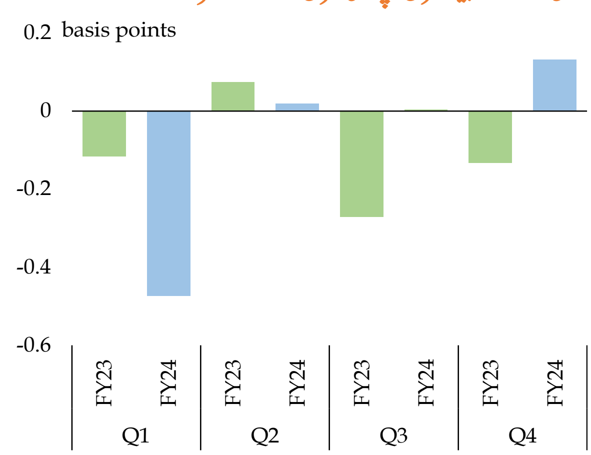

Source: State Bank of Pakistan

مارکیٹ کی بڑھتی ہوئی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے اسٹیٹ بینک نے ماسوائے پہلی سہ ماہی کے، مالی سال 24ء کے دوران بازارِ زر کے قلیل مدتی سودوں (30 دن سے کم) کے ذریعے سیالیت کا انتظام کیا۔ یہ مالی سال 23ء کے برعکس تھا، جب مہنگائی کے بڑھتے ہوئے دباؤ کی وجہ سے پالیسی ریٹ میں اضافے کی مارکیٹ کی توقع کی وجہ سے سیالیت کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے بازارِ زر کے طویل مدتی سودوں کو استعمال کیا گیا تھا۔ مالی سال 24ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران پالیسی ریٹ کے بارے میں مارکیٹ کی توقعات برقرار رہیں جس کی وجہ سے مارکیٹ کی دلچسپی طویل مدتی بازارِ زر کے سودوں میں رہی۔[13] تاہم، نظام میں ضرورت سے زیادہ سیالیت موجود ہونے کی وجہ سے مالی سال 24ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران گذشتہ سال کی اسی مدت کے مقابلے میں شبینہ شرح، پالیسی ریٹ سے کئی موقعوں پر کم رہی۔[14]

بہر حال، مالی سال 24ء کی اگلی تین سہ ماہیوں میں، مہنگائی کے دباؤ میں کچھ اعتدال کی وجہ سے زری پالیسی موقف کے بارے میں مارکیٹ کے احساسات میں تبدیلی آئی۔ لہٰذا، اسٹیٹ بینک نے اس عرصے کے دوران قلیل مدتی بازارِ زر کے سودوں کے ذریعے سیالیت فراہم کی جس سے پالیسی ریٹ کے ساتھ شبینہ شرح کی مطابقت بہتر ہوئی۔

[13] مالی سال 2024ء کی پہلی سہ ماہی میں اسٹیٹ بینک نے بازارِ زر کے سودوں سے بین البینک بازار میں 12 ٹریلین روپے کا ادخال کیا، جن میں سے تین چوتھائی کی عرصیت 60 دن یا اس سے زائد کی طویل مدت (70 اور 77 دن) تھی۔

[14] مالی سال 24ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران شبینہ شرح 48 دن پالیسی ریٹ سے نیچے رہی جبکہ گذشتہ سال کی اسی مدت میں یہ 30 دن نیچے رہی تھی۔

شکل 2.11: بین البینک سیالیت کے اظہاریے

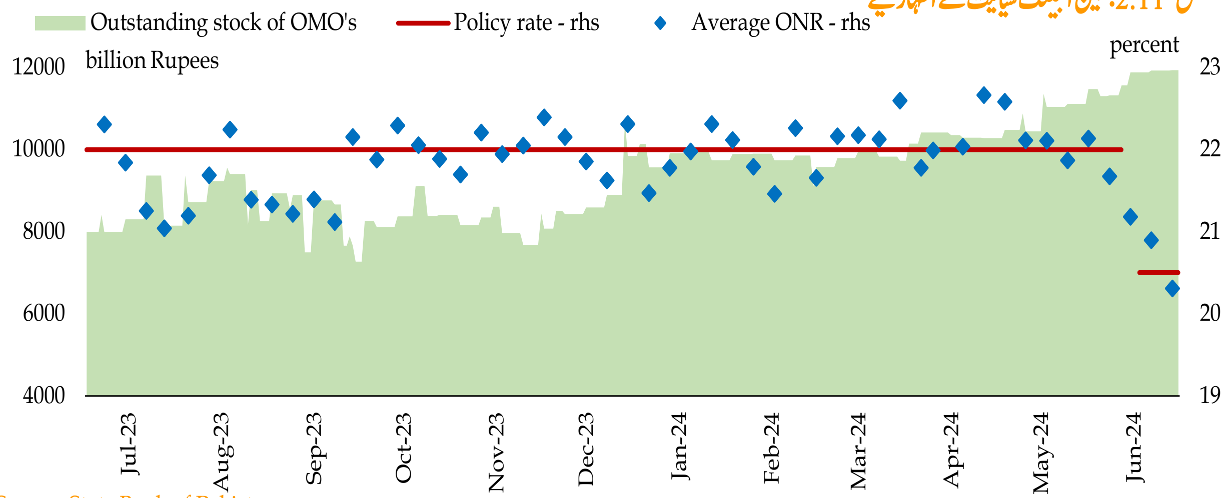

Source: State Bank of Pakistan

اسی طرح، مالی سال 24ء میں اسلامی بینکاری اداروں کی سیالیت کی ضروریات بازارِ زر کے قلیل مدتی سودوں کے ذریعے پوری کی گئیں جبکہ مالی سال 23ء میں ایسا بازارِ زر کے طویل مدتی سودوں کے ذریعے کیا گیا تھا۔ مجموعی طور پر 73 ادخال کیے گئے اور مالی سال 24ء میں مارکیٹ میں داخل کی جانے والی کُل رقم بڑھ کر 7.5 ٹریلین ہوگئی جو مالی سال 23ء میں 4.1 ٹریلین روپے تھی۔ مجموعی طور پر اسٹیٹ بینک کا زری پالیسی کے ترسیلی میکنزم کو مضبوط بنانے کا مقصد شبینہ شرح کو پالیسی ریٹ سے زیادہ قریب رکھ کر حاصل کیا گیا۔

3 مالی استحکام

مالی سال 24ء کے دوران کُلّی معاشی ماحول بہتر ہو گیا جبکہ مالی سال 23ء میں یہ دشوار رہا تھا۔ مالی سال 23ء میں معمولی تخفیف کے بعد مالی سال 24ء میں حقیقی جی ڈی پی میں 2.45 فیصد نمو ہوئی۔ مئی 2023ء کے دوران مہنگائی 38.0 فیصد کی بلند ترین سطح پر تھی جو سخت زری پالیسی موقف کے سبب جون 2024ء تک کم ہو کر 12.6 فیصد رہ گئی جبکہ جاری کھاتے کا خسارہ کم ہو گیا۔ اگرچہ اسٹیٹ بینک نے مالی سال 24ء کے اختتام پر پالیسی ریٹ میں 150 بی پی ایس کی کمی کی تھی، لیکن کُلّی مالی حالات پورے مالی سال کے دوران مجموعی طور پر سخت رہے۔ تاہم، پاکستان کے مالی شعبے نے اپنی اصابت بر قرار رکھی اور اپنی ذمہ داریاں پوری کیں، نیز فرمز، گھرانوں اور حکومت کو قرضے اور بلا تعطل مالی خدمات فراہم کرتا رہا۔

بینکاری شعبے کے استحکام کا نقشہ (بی ایس ایس ایم)،[1] جو مالی استحکام کے کلیدی اظہاریوں کے رجحانات پر مختلف پہلوؤں سے نظر رکھتا ہے، ظاہر کرتا ہے کہ کفایتِ سرمایہ، معیارِ اثاثہ، سیالیت اور ڈپازٹس کے اظہاریوں میں بہتری دیکھنے میں آئی ہے۔ یہ حوصلہ افزا ہے کیونکہ اس شعبے کی کارکردگی اور مضبوطی پورے مالی نظام کے استحکام کے لیے انتہائی اہم ہے۔[2] تاہم، اس شعبے کی آمدنی میں کچھ کمی دکھائی دی (**شکل 3.1**)۔ تاہم، آمدنی میں معمولی کمی نے فوری طور پر استحکام کے حوالے سے خدشات پیدا نہیں کیے، کیونکہ مالی سال 24ء کے دوران اس شعبے کی نفع آوری اور ادائیگیٔ قرض کی صلاحیت مستحکم رہی۔

معیارِ اثاثہ اور خطرہ قرض

مالی سال 24ء کے دوران اثاثوں کے معیار کے اظہاریوں میں مجموعی بنیادوں پر بہتری آئی۔ بینکاری شعبے اور ترقیاتی مالی اداروں کے ضمن میں غیر فعال قرضوں (غیر فعال قرضوں) اور مجموعی قرضوں کے تناسب میں گذشتہ برس کی سطح سے معمولی طور پر اضافہ ہوا۔ تاہم، آئی ایف آر ایس-9 کے نفاذ کے سبب غیر فعال قرضوں پر تموین میں بھی کافی اضافہ ہوا، جس کے تحت فعال قرضوں پر بھی مستقبل میں ہونے والے کسی ممکنہ نقصان کے لیے الاؤنسز کی فراہمی ضروری ہے۔ چنانچہ، بینکوں اور ترقیاتی مالی اداروں کے غیر فعال قرضوں کے لیے تموین کی کوریج میں سال کے دوران مزید بہتری آئی، اور عمومی تموین کی شکل میں دستیاب اضافی حفاظتی بفر زنے بھی قرضوں کے جزدان میں ڈیفالٹس کے خلاف مزید تحفظ فراہم کیا۔

گذشتہ چند برسوں کے دوران مشکل آپریٹنگ ماحول کے باوجود بینکاری شعبے میں

شکل 3.1: بینکاری شعبے کے استحکام کا نقشہ

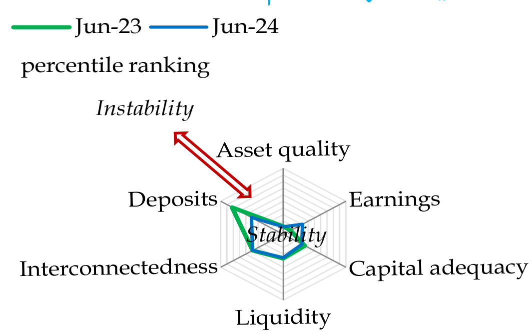

Source: State Bank of Pakistan

قرضے کے متعدی اثر میں اضافہ نسبتاً قابو میں رہا ہے۔ بینک انتظام خطر کے طریقوں پر عمل پیرا رہے ہیں جو خاص طور پر بڑے قرضوں کے ضمن میں قرضے کی ادائیگی کی بہتر ساکھ رکھنے والے قرض گیروں کو ہدف بناتے ہیں۔ مثال کے طور پر جون 2024ء کے آخر تک بینکاری شعبے کے ملکی قرضوں کے جزدان کا ایک بڑا حصہ (تقریباً 66 فیصد) کارپوریٹ قرضوں پر مشتمل ہے۔ اس جزدان میں زیادہ تر درجہ بند قرض گیروں کو قرض دیا گیا ہے جو بہتر کریڈٹ ہسٹری،

[1] بی ایس ایس ایم موجودہ دور کے مالی اصابت کے اظہاریوں کی ان کی تاریخی سطح کے لحاظ سے درجہ بندی کرتا ہے۔ یہ مختلف اظہاریوں کی فیصدی درجہ بندی (1 تا 10 کے پیمانے) پر مبنی ہے جو کہ کسی بھی اظہاریے کا خلاصہ اسکور اور اس کی ایک خاص سمت کی طرف رخ کو ظاہر کرتا ہے مثلاً اثاثوں کا معیار۔ خلاصہ اعداد و شمار پر 10 کے قریب درجہ بندی خطرات میں اضافے کی نشاندہی کرتی ہے لیکن ضروری نہیں کہ استحکام سے متعلق فوری تشویش ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ خلاصہ اعداد و شمار تاریخی سلسلے کی فیصدی درجہ بندی پر مبنی ہیں اور سہ ماہی کے لیے حقیقی اظہاریے اب بھی اطمینان بخش حالت میں یا کم سے کم ضوابطی تقاضے سے اوپر ہو سکتے ہیں۔ بی ایس ایس ایم کا طریقہ کارڈیٹلز، پی۔، میک کوگرین، آر۔، میاجیما، کے۔، اورپگ، جے۔ (2010) پر مبنی ہے۔ ''کیا آپ عالمی مالی استحکام کو نقش بند کر سکتے ہیں؟'' آئی ایم ایف ورکنگ پیپرز، 1-42

[2] ملکی مالی نظام میں بینکاری شعبے کے حصے اور کردار کے لیے **باب 1** ملاحظہ فرمائیے۔

مضبوط مالی صحت اور معاشی دھچکوں کے لیے لچک کے حامل ہیں، اس طرح بینکاری شعبے کے خطرہ قرض کے خاکے پر مثبت اثر پڑا ہے۔ جنوری 2024ء سے آئی ایف آر ایس 9 کے نفاذ سے توقع ہے کہ بینکوں میں خطرہ قرض کے جائزے کے طریقوں کو مزید تقویت ملے گی۔

لہٰذا، خالص بنیاد پر، بینکوں اور ترقیاتی مالی اداروں کو اپنی ادائیگی قرض کی صلاحیت کے حوالے سے ان کے نادہندہ قرض جزدان سے منسلک بقایا خطرہ قرض نسبتاً کم ہے (**جدول 3.1**)۔ دباؤ کی جانچ کی تازہ ترین مشق (حساسیت کا تجزیہ) کے نتائج سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ بینکاری شعبے میں خطرہ قرض کے عوامل کے فرضی شدید دھچکوں کے لیے مناسب لچک موجود ہے۔

مالی سال 24ء کے دوران بینکاری شعبے اور ترقیاتی مالی اداروں کے مقابلے میں خرد مالکاری بینکوں کے مجموعی قرضوں اور غیر فعال قرضوں کا تناسب قدرے ابتر ہوگیا۔ غیر فعال قرضوں میں اضافہ بنیادی طور پر گلہ بانی کے جزدان اور اس کے بعد زراعت کی وجہ سے ہوا جو اس شعبے کے چند خرد مالکاری بینکوں پر مرتکز تھا۔ ایسا لگتا ہے کہ 2023ء میں سیلاب کے تاخیری اثرات اور بڑھتی ہوئی مہنگائی نے اس زمرے کے قرض گیروں کی ادائیگیٔ قرض کی صلاحیت کو نقصان پہنچایا ہے، جو معاشی دھچکوں سے نمٹنے کی پست صلاحیت رکھتے تھے۔

پسماندہ اور کم آمدنی والے زمروں (چھوٹے قرض گیروں) تک مالی خدمات کی رسائی کو بڑھانے میں خرد مالکاری بینکوں کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اسٹیٹ بینک نے ان اداروں کی مزید نگرانی جاری رکھی۔ سال کے دوران، کچھ اداروں نے اپنی سرمائے کی پوزیشن کو بہتر بنانے کے لیے ایکویٹی کا ادخال کیا ہے (**شکل 3.2**)۔

خرد مالکاری بینکوں کو گذشتہ چند برسوں سے مشکل صورتِ حال کا سامنا رہا ہے۔ تاہم، مالی شعبے کے مجموعی اثاثوں میں ان کا حصہ بہت کم ہے اس لیے خرد مالکاری بینک نظام کے مجموعی استحکام کے لیے نسبتاً برائے نام خطرات پیدا کرتے ہیں۔

جدول 3.1: بینکوں، ترقیاتی مالی اداروں اور مائیکرو فنانس بینکوں کے کلیدی مالی اصابت کے اظہاریے*

تفصیل	جون22ء	جون23ء	جون24ء
اثاثوں کے معیار کے اظہاریے			
این پی ایلز تا مجموعی قرضہ			
بینک	7.5	7.4	7.6
ترقیاتی مالی ادارے	8.6	7.2	7.4
مائیکرو فنانس بینک	6.5	7.8	10.5
این پی ایلز کی تموین#			
بینک	91.6	94.4	105.3
ترقیاتی مالی ادارے	86.1	107.3	107.9
مائیکرو فنانس بینک	73.4	89.5	96.4
خالص این پی ایلز تا خالص قرضے			
بینک	83.5	83.6	85.5
ترقیاتی مالی ادارے	78.4	84.4	87.4
مائیکرو فنانس بینک	35.0	62.0	73.2
خالص این پی ایلز تا سرمایہ			
بینک	3.8	2.4	-1.9
ترقیاتی مالی ادارے	1.5	-0.7	-0.8
مائیکرو فنانس بینک	11.0	9.1	7.2
ادائیگی قرض کی صلاحیت کے اظہاریے			
^موزوں سرمایہ تا آر ڈبلیو اے			
بینک	16.1	17.8	20.0
ترقیاتی مالی ادارے	36.4	36.0	48.9
مائیکرو فنانس بینک	14.9	9.3	5.7
سطح اول سرمایہ تا مجموعی آر ڈبلیو اے			
بینک	13.4	14.8	16.2
ترقیاتی مالی ادارے	35.7	35.2	47.2
مائیکرو فنانس بینک	11.4	6.3	3.0
آمدنیوں کے اظہاریے			
اثاثوں پر منافع (قبل از ٹیکس)* **			
بینک	0.9	1.3	1.4
ترقیاتی مالی ادارے	1.8	1.3	0.5
مائیکرو فنانس بینک	-2.1	-2.0	-2.4
ایکویٹی پر منافع (قبل از ٹیکس)* **			
بینک	13.9	23.5	24.3
ترقیاتی مالی ادارے	7.8	14.4	8.8
مائیکرو فنانس بینک	-21.4	-30.3	-51.6
سیالیت کے اظہاریے			
سیال اثاثے / مجموعی اثاثے			
بینک	58.5	59.9	66.8
ترقیاتی مالی ادارے	66.4	89.2	85.5
مائیکرو فنانس بینک	27.8	28.5	29.0
سیال اثاثے / مجموعی ڈپازٹس			
بینک	86.0	91.2	106.1
ترقیاتی مالی ادارے	1,745.8	8,098.2	3,618.3
مائیکرو فنانس بینک	37.6	39.6	35.5
سیال اثاثے / قلیل مدتی واجبات			
بینک	105.2	107.9	111.5
ترقیاتی مالی ادارے	99.1	97.2	94.8
مائیکرو فنانس بینک	35.3	38.8	40.1

* آخر جون-2024ء پر مالی شعبے کے کل اثاثوں میں حصہ: بینک=79.2 فیصد، ڈی ایف آئی=3.8 فیصد اور ایم ایف بی=1.2 فیصد^ شرحِ کفایتِ سرمایہ کی شرائط=برائے بینک/ڈی ایف آئیز=11.5 فیصد؛ برائے مائیکرو فنانس بینک=15 فیصد، # "این پی ایلز پر تموین میں IFRS-9 کے تحت تموین سمیت خصوصی اور عمومی تموین شامل ہیں، *** اثاثوں پر منافع اور ایکویٹی پر منافع کا حساب مالی سال کی بنیاد پر لگایا جاتا ہے

ماخذ: اسٹیٹ بینک آف پاکستان

مارکیٹ کا خطرہ

بینکوں کے لیے مارکیٹ کا خطرہ، جو مالی شعبے کے ایک بڑے حصے پر محیط ہے، مجموعی مالی شعبے کے استحکام کے نقطہ نظر سے نسبتاً زیادہ اہم ہے۔ مارکیٹ کے خطرے میں، بلحاظ شرح حساس اثاثوں کے بلند تناسب کے باعث شرحِ سود کا خطرہ بینکوں کے لیے خاص طور پر اہم ہے۔ مثال کے طور پر جون 2024ء کے اختتام تک سرکاری تمسکات میں سرمایہ کاری بینکاری شعبے کے کل اثاثوں کا 56.9 فیصد تھی جبکہ جون 2023ء میں یہ 49.6 فیصد تھی۔ ان میں سے تقریباً 90 فیصد سرکاری تمسکات دستیاب برائے فروخت (اے ایف ایس) اور محفوظ برائے تجارت (ایچ ایف ٹی) زمروں میں رکھی گئی تھیں، جنھیں شرح سود میں کسی بھی تبدیلی کے لیے باقاعدگی سے مارکیٹ میں نشان زد کیا جاتا ہے تاکہ ان کی مناسب مالیت کی عکاسی ہو سکے۔ آخر جون 2023ء کے مقابلے میں مالی سال 24ء کے اختتام پر، خطِ یافت کا رخ نیچے ہو گیا، کیونکہ مارکیٹ نے پالیسی ریٹ کے بارے میں اپنے توقعات میں کم ہوتی ہوئی مہنگائی کو شامل کیا تھا (**شکل 3.3**)۔ خطِ یافت میں کمی کے نتیجے میں محفوظ برائے تجارت تمسکات پر باز قدر پیمائی فوائد حاصل ہوئے؛[3] چنانچہ، دستیاب برائے فروخت تمسکات پر جمع شدہ باز قدر پیمائی خسارہ بھی کم ہو گیا۔[4] اس کے باوجود ستمبر 2021ء سے شروع ہونے والے شرح سود میں اضافے کے دور کو بینکوں نے بالعموم بغیر کسی بڑی مشکل کے کامیابی سے گزار لیا۔

اپنے معینہ آمدنی والی تمسکات پر شرح سود کے اثرات کو دیکھتے ہوئے بینکوں نے مجموعی سرکاری تمسکات میں رواں شرح وثیقوں کا حصہ بڑھا دیا۔ دستیاب برائے فروخت اور محفوظ برائے تجارت زمروں میں رواں شرح آلات کا حصہ بینکوں کے دستیاب برائے فروخت اور محفوظ برائے تجارت جزدان کا تقریباً 55 فیصد تھا، جو بینکوں کے حکومتی تمسکات کے جُزدان کے لیے شرح سود میں تبدیلیوں کے حوالے سے ان کی حساسیت میں کمی کے لیے خوش آئند ہے۔

شکل 3.2: بینکوں اور ایم ایف بیز کے قرض گیروں کی ہیئتِ ترکیبی

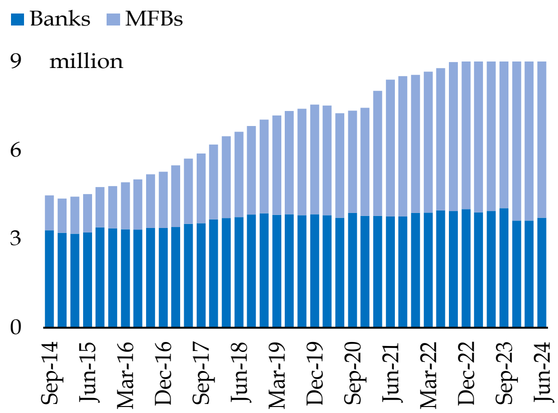

Source: State Bank of Pakistan

مارکیٹ کے دیگر دو بڑے خطرے کے عوامل یعنی کرنسی اور ایکویٹی کی قیمت میں تبدیلیاں بینکوں کی مالی صحت پر کوئی خاص اثر نہیں ڈالتی ہیں۔ بینکاری شعبہ زرِ مبادلہ کے وسیع انکشاف کا حامل نہیں ہے، جس سے انھیں شرحِ مبادلہ کے اتار چڑھاؤ کے اثرات کو محدود رکھنے میں مدد ملتی ہے۔[5] ایکویٹی مارکیٹ میں مالی سال 24ء کے دوران 89.2 فیصد کی نمایاں نمو دکھائی دی، جبکہ مالی سال 22ء اور مالی سال 23ء میں اس کی کارکردگی سست رہی تھی، جس کے نتیجے میں سال کے دوران محولہ حصص میں بھی اضافہ ہوا۔ ایکویٹی مارکیٹ میں اتار چڑھاؤ نے ایکویٹیز میں محدود انکشاف کی وجہ سے بینکوں کی ادائیگیِ قرض کی صلاحیت کے لیے زیادہ خطرہ پیدا نہیں کیا۔ بینکاری شعبے کی زرِ مبادلہ اور ایکویٹی کی قیمت کی تغیر پذیری کے حوالے سے محدود حساسیت کی جزوی وجہ اسٹیٹ بینک کا محتاطیہ ضوابطی نظام ہے، جو مارکیٹ کے ان زمروں میں بینکوں کے انکشاف پر قدامت

[3] مالی سال 24ء میں بینکاری شعبے نے سرکاری تمسکات کی فروخت سے 30.2 ارب روپے کا نفع حاصل کیا، جبکہ مالی سال 23ء میں 1.0 ارب روپے کا نقصان ہوا تھا۔

[4] جون 2024ء کے اختتام پر اے ایف ایس حکومتی تمسکات پر باز قدر پیمائی خسارہ گھٹ کر تقریباً 40.6 ارب روپے (حکومتی تمسکات کی کل مالیت کا 0.1 فیصد) رہ گیا جو جون 2023ء کے اختتام پر 372.8 ارب روپے (حکومتی تمسکات کی کل مالیت کا 1.8 فیصد) تھا۔

[5] مثال کے طور پر، جون 2024ء میں بینکاری شعبے کی ایکویٹی میں سرمایہ کاری اور سرمائے کا تناسب 5.6 فیصد ہے (جون 2023ء میں 6.8 فیصد)

پسند حدود کا تعین کرتا ہے۔[6] زرِ مبادلہ اور ایکویٹی کی قیمتوں کے دھچکوں کے لیے لچک کی عکاسی دباؤ کی جانچ کی تازہ ترین مشق کے نتائج میں بھی ہوئی، جس سے پتہ چلتا ہے کہ بینکاری شعبہ مارکیٹ کے خطرے کے مختلف عوامل سے متعلق فرضی شدید دھچکوں کا بالعموم مقابلہ کر سکتا ہے (**شکل 3.4**)۔

شکل 3.3: مالی سال 23ء اور مالی 24ء کے اختتام پر خطِ یافت

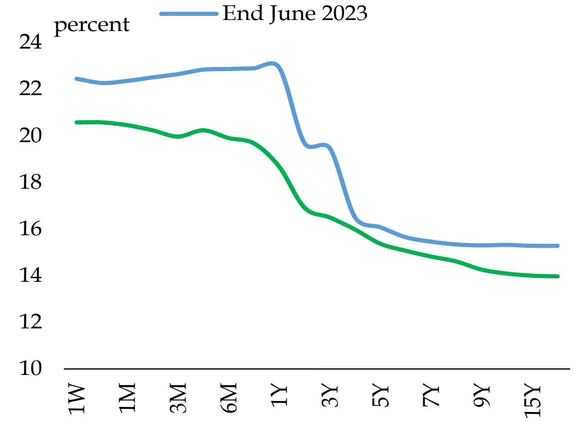

Source: Mutual Fund Association of Pakistan

ترقیاتی مالی اداروں کے ضمن میں جون 2024ء کے اختتام تک سرمایہ کاریاں اثاثہ جاتی اساس کے تقریباً 86 فیصد پر مشتمل تھیں۔ سرمایہ کاریوں میں بنیادی طور پر سرکاری تمسکات کا حصہ (97.6 فیصد) تھا، جہاں بینکوں کی طرح، مالی سال 24ء کے دوران رواں شرح تمسکات کا حصہ بڑھ گیا۔ جون 2024ء کے اختتام تک ترقیاتی مالی اداروں کے حکومتی تمسکات کے مجموعی دستیاب برائے فروخت اور محفوظ برائے تجارت جزدان میں رواں شرح سرکاری تمسکات کا حصہ تقریباً 59 فیصد تھا۔ فلوٹرز دستیاب برائے فروخت اور محفوظ برائے تجارت جزدان کے بہ وزن دورانیوں کو کم کرنے میں مدد کرتے ہیں، جس سے شرح سود میں تبدیلی کے لیے اس کی حساسیت کم ہو جاتی ہے۔ ترقیاتی مالی اداروں کے لیے دباؤ کی جانچ کے نتائج سے پتہ چلتا ہے کہ یہ ادارے خطِ یافت (شرح سود) میں تیز اضافے اور ایکویٹی کی قیمتوں میں 36.1 فیصد تک کی شدید کمی دونوں کے لیے لچک دار ہیں۔

دوسری جانب خردہ کاری بینکوں کو اپنے کاروباری ماڈل کے پیشِ نظر مارکیٹ کے خطرات کا سامنا کم ہے: جون 2024ء کے اختتام پر ان کے کل اثاثوں میں سرمایہ کاری کا حصہ صرف 21.0 فیصد تھا۔ لہٰذا، مارکیٹ کے خطرے کے لیے ان کی حساسیت نسبتاً کم ہے۔

آمدنی

نفع آوری مالی استحکام کی ایک لازمی جہت ہے، جو غیر متوقع دھچکوں کے خلاف بفرز تیار کرنے، کاروبار میں توسیع کے لیے ترغیبات دینے اور سرمایہ جاتی اخراجات کو پورا کرنے کے لیے اہم ہے۔

بینکاری شعبے کی آمدنی بالخصوص دھچکوں کے خلاف لچک پیدا کرنے کے لیے اہم ہے، کیونکہ مالی نظام میں اس کا بڑا حصہ اور اہم کردار ہے۔ مالی سال 24ء میں اس شعبے کا بعد از ٹیکس منافع 30.4 فیصد نمو سے 645.2 ارب روپے تک پہنچ گیا۔ تاہم منافع میں اضافے کی رفتار گھٹ گئی کیونکہ مالی سال 23ء میں یہ 84.9 فیصد تھی، جس کی وجہ یہ تھی کہ سودی آمدنی کے مقابلے میں ڈپازٹس اور قرض گیری پر سودی اخراجات زیادہ تھے، جس کی بنیادی وجہ ایڈوانسز کا پست پھیلاؤ تھا۔ غیر سودی آمدنی سے کچھ مدد ملی، جس میں بلند فیس اور زرِ مبادلہ آمدنی کے علاوہ، سرکاری تمسکات پر تجارتی فوائد نے نمایاں کردار ادا کیا۔[7]

دوسری جانب مالی سال 24ء میں بھی آپریشنل اخراجات میں اضافہ برقرار رہا۔[8] یہ تیز اضافہ برانچوں میں اضافے اور مہنگائی کے اثرات (جیسے یوٹیلیٹیز کی بلند لاگت اور آپریٹنگ اخراجات) کی عکاسی کرتا ہے۔ مزید برآں، مالی سال 24ء کے دوران بلند ٹیکس چارجز (قبل از ٹیکس نفع کے لحاظ سے) نے بھی بعد از ٹیکس آمدنی کو کم کر دیا۔ یہ بات قابل غور ہے کہ مالی سال 24ء میں ٹیکس چارجز بطور

[6] بینک اور ترقیاتی مالی ادارے، جو بطور ڈپازٹس/ سی او آئیز عوام سے رقوم جمع کر رہے ہیں، کے لیے مجموعی ایکویٹی سرمایہ کاری کی حد ان کی متعلقہ ایکویٹی کا 30 فیصد ہے۔ تفصیلات کے لیے دیکھیے: https://www.sbp.org.pk/publications/prudential/PRs-IPF-June-24.pdf

[7] مالی سال 24ء میں بینکاری شعبے نے سرکاری تمسکات کی فروخت سے 30.2 ارب روپے کا نفع حاصل کیا، جبکہ مالی سال 23ء میں 1.0 ارب روپے کا نقصان ہوا تھا۔

[8] مالی سال 24ء میں آپریٹنگ اخراجات میں 31.5 فیصد اور مالی سال 23ء میں 30.2 فیصد اضافہ ہوا۔

شکل 3.4: منتخب سنگل فیکٹر حساسیت کے دھچکوں کے نتائج*

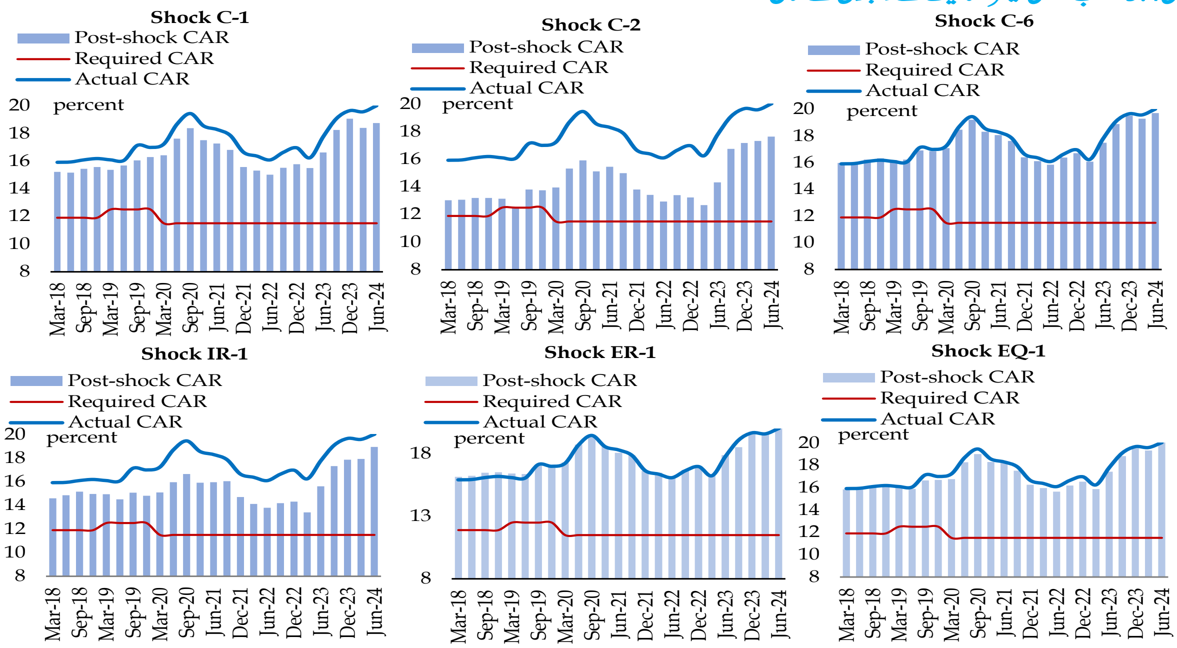

Shock C-1: 10% of performing loans become non-performing, 50% of substandard loans downgrade to doubtful, 50% of doubtful to loss.
Shock C-2: Default of top 3 private sector borrowers/Groups (fund based) exposures.
Shock C-6: Increase in NPLs to Loan Ratio equivalent to the historical maximum quarterly increase in the ratio of individual banks.
Shock IR-1: Parallel upward shift in the yield curve - increase in interest rates by 300 basis points on all the maturities.
Shock ER-1: Depreciation of Pak Rupee by 30%.
Shock EQ-1: Fall in general equity prices equivalent to maximum decline in KSE-100 index.
*these selected shocks are part of a set of single factor sensitivity analysis that SBP conducts and publishes regularly
Source: State Bank of Pakistan

فیصد قبل از ٹیکس نفع بڑھ کر 51.6 فیصد ہو گئے جو مالی سال 23ء میں 48.3 فیصد تھے۔[9] نفع آوری کے اظہاریے، جیسے بعد از ٹیکس ایکویٹی پر منافع (آر او ای) مالی سال 24ء میں بڑھ کر 24.3 فیصد (مالی سال 23ء میں 23.5 فیصد) اور بعد از ٹیکس اثاثوں پر منافع (آر او اے) مالی سال 24ء میں بڑھ کر 1.4 فیصد (مالی سال 23ء میں 1.3 فیصد) ہو گیا۔[10]

مالی سال 24ء کے دوران ترقیاتی مالی اداروں کا بعد از ٹیکس منافع کم ہو کر 13.2 ارب روپے رہ گیا جو مالی سال 23ء میں 21 ارب روپے تھا۔ اس کی وجہ خالص سودی آمدنی میں کمی تھی جو مالی سال 23 کے 20.2 ارب روپے کے مقابلے میں مالی سال 24ء میں گھٹ کر 11.4 ارب روپے رہ گئی۔ چند ترقیاتی مالی اداروں نے، جن کا مارکیٹ شیئر تقریباً 60 فیصد ہے، فنڈنگ پر بلند سودی اخراجات کیں جو مالی سال 24ء کی آخری دو سہ ماہیوں کے دوران پست یافتوں کے سبب سودی آمدنی سے تجاوز کر گئیں، جس کی وجہ سے اس شعبے کی خالص سودی آمدنی میں کمی واقع ہوئی۔ تاہم، بلند منافعِ منقسمہ نے ترقیاتی مالی اداروں کی آمدنی کو سہارا دیا جو مالی سال 24ء میں ان کے معاونین کی بہتر کارکردگی کی نشاندہی کرتا ہے۔ بعد از ٹیکس منافع میں کمی کے نتیجے میں مالی سال 24ء کے دوران بعد از ٹیکس اثاثوں پر منافع کم ہو کر 0.5 فیصد رہ گیا جو مالی سال 23ء میں 1.3 فیصد تھا۔ اسی طرح ترقیاتی مالی اداروں کا بعد از ٹیکس ایکویٹی پر منافع مالی سال 24ء میں تیزی سے کم ہو کر 8.8 فیصد رہ گیا جو مالی سال 23ء میں 14.4 فیصد تھا۔

[9] بڑھتے ہوئے ٹیکس چارجز اس شعبے کی غیر متوقع کلی معاشی دھچکوں کے خلاف بفر بنانے کی صلاحیت اور مجموعی مالی شعبے کی لچک کو کم کرتے ہیں، جس کا ایک اہم حصہ بینکاری شعبہ ہے۔

[10] اثاثوں پر منافع اور ایکویٹی پر منافع کا تخمینہ مالی سال (جولائی تا جون) کی بنیاد پر لگایا جاتا ہے۔ عموماً ان تناسبات کا حساب کیلنڈر سال کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔

خرد مالکاری بینکوں کے ضمن میں، مالی سال 24ء مسلسل پانچواں سال تھا، جب اس شعبے کو مجموعی طور پر (قبل از ٹیکس) خساروں کا سامنا کرنا پڑا۔ یہ خسارے دو اہم عوامل کی وجہ سے ہوئے، یعنی بڑھتے ہوئے غیر فعال قرضے، جس کی وجہ سے تموینی اخراجات کی ضرورت تھی، نیز ان کی آمدنی کے مقابلے میں آپریشنز کی بلند لاگت۔[11] اس کی وجہ یہ ہے کہ خرد مالکاری بینک اور ان کے قرض گیر کُلّی معاشی دھچکوں (مثال کے طور پر کووڈ19، 2022ء کے سیلاب، دشوار کُلّی معاشی حالات اور بلند مہنگائی) کے لیے کم لچک رکھتے ہیں۔ ان دھچکوں کے مسلسل وقوع پذیر ہونے سے قرض گیروں کی ادائیگی کی صلاحیت کمزور ہوگئی ہے۔ مالی سال 24ء میں خرد مالکاری بینکوں کا بعد از ٹیکس خسارہ بڑھ کر 18.0 ارب روپے تک پہنچ گیا جو مالی سال 23ء میں 13.5 ارب روپے تھا۔ مزید برآں، مالی سال 24ء کے دوران لاگت اور آمدنی کا تناسب کم ہو کر 101.6 فیصد ہوگیا جو مالی سال 23ء میں 95.4 فیصد تھا۔[12] خساروں نے خرد مالکاری بینکوں کی ایکویٹی کو کم کردیا ہے۔ خرد مالکاری بینکوں کے منافع کے اظہاریے، جیسے اثاثوں پر منافع اور ایکویٹی پر منافع، مالی سال 24ء میں منفی رہے اور مزید ابتر ہوگئے (**جدول 3.1**)۔

سیالیت

گذشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں جون 2024ء کے دوران بینکوں کے سیالیت سے متعلق مالی استحکام کے اظہاریوں (ایف ایس آئی) میں بہتری دکھائی دی۔ مالی سال 24ء کے اختتام تک سیال اثاثوں نے مجموعی ڈپازٹس کو مکمل طور پر اور قلیل مدتی واجبات کو کافی سے زیادہ حد تک پورا کیا۔ یہ بہتری بینکوں کی جانب سے سیال سرکاری تمسکات میں بڑھتی ہوئی سرمایہ کاری کی عکاسی کرتی ہے۔ ٹریژری آلات کے لیے معقول طور پر تیار ثانوی بازار موجود ہے جو بینکوں کو ان کی سیالیت کی ضروریات کا انتظام کرنے میں مدد کرتا ہے۔

قلیل مدتی واجبات کو پورا کرنے کے لحاظ سے مالی سال 23ء کے مقابلے میں مالی سال 24ء کے دوران ترقیاتی مالی اداروں کے سیالیت کے اظہاریوں میں تنزلی آئی۔ اس کی وجہ سرکاری تمسکات میں سرمایہ کاری میں کمی تھی۔ تاہم سرمایہ کاری میں کمی سے ترقیاتی مالی اداروں کو مالی سال 24ء کے دوران قلیل مدتی قرضوں کو کم کرنے میں مدد ملی۔ یہ مالی سال 23ء کے رجحان کے برخلاف تھا جب قرض گیری میں نمایاں اضافہ ہوگیا تھا۔

مالی سال 24ء کے دوران خرد مالکاری بینکوں کی سیالیت کا تناسب اگرچہ بہتر ہوگیا، تاہم یہ بینکاری شعبے اور ترقیاتی مالی اداروں کے مقابلے میں اب بھی کم ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ خرد مالکاری بینکوں کے کاروباری ماڈل کا جھکاؤ ایڈوانسز کی جانب ہے، اور جون 2024ء کے اختتام تک سرمایہ کاری بیلنس شیٹ کا تقریباً پانچواں حصہ تھی۔ جو سیالیت کے نسبتاً کم تناسب پر منتج ہوا۔ تاہم، چونکہ مالی شعبے میں ان کا حصہ بہت کم ہے، اس لیے خرد مالکاری بینکوں کا مجموعی مالی شعبے کے لیے سیالیت کے خطرات پیدا کرنے کا برائے نام امکان ہے۔

بازل تھری کے سیالیت کے معیاری تناسب - سیالیت کی کوریج کا تناسب (ایل سی آر) اور خالص مستحکم فنڈنگ کا تناسب (این ایس ایف آر) جو مالی اداروں کے مجموعی خاکہ سیالیت کے مختلف پہلوؤں کا جامع احاطہ کرتے ہیں اور بینکوں اور ترقیاتی مالی اداروں کے لیے اسٹیٹ بینک کی جانب سے مقرر کیے گئے ہیں، سے ظاہر ہوتا ہے کہ بینکاری شعبہ اور ترقیاتی مالی ادارے مجوزہ نشانیوں کی تعمیل کرتے ہیں۔ بینکاری شعبے کا ایل سی آر تناسب جون 2024ء میں 234.0 فیصد رہا (جون 2023ء میں 244.2 فیصد)، جو 100 فیصد کے ضوابطی تقاضے سے کہیں زیادہ ہے۔ اسی طرح این ایس ایف آر بھی جون 2024ء میں 192.0 فیصد (جون 2023 میں 206.4 فیصد) کی مناسب سطح پر رہا، جو تسلی بخش خاکہ سیالیت کی نشاندہی کرتا ہے۔[13]

[11] چھوٹے قرضوں کا حجم اور متنوع قرض گیروں کی وجہ سے فی قرض گیر بلند لاگت ہوتی ہے۔

[12] عموماً ان تناسبات کا حساب مالی سال کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔

[13] ایل سی آر اور این ایف ایس آر تناسبات کے بارے میں مزید تفصیلات کے لیے براہِ مہربانی گورنر رپورٹ مالی سال 23ء کا باب 3 اس لنک پر ملاحظہ کیجیے: https://www.sbp.org.pk/reports/annual/Gov-AR/pdf/2023/Dec/Gov-AR.pdf

تاہم، مناسب خاکہ سیالیت کے باوجود، مالی سال 24ء میں مارکیٹ کی سیالیت کی صورتِ حال گذشتہ برس کے مقابلے میں سخت رہی۔ لہٰذا، بازارِ زر کی شرح کو پالیسی ریٹ کے قریب رکھنے کے لیے اسٹیٹ بینک کو مارکیٹ میں سیالیت کا ادخال کرنا پڑا، جس کی عکاسی روایتی اور شریعت سے ہم آہنگ دونوں طریقوں کے لیے او ایم او انجیکشنز کے اوسط سے قدرے زائد حجم سے بھی ہوتی ہے۔[14] تاہم، مالی اداروں نے بھی کم از کم سطح کی سہولت کا استعمال کیا، خاص طور پر مالی سال 24ء کی پہلی ششماہی کے دوران، جو بعض مواقع پر فاضل سیالیت کی عکاسی کرتا ہے۔ بینکوں نے قلیل مدتی فنڈز رکھنے کو ترجیح دی جو شرح سود کے حوالے سے ان کی توقعات سے ہم آہنگ تھا۔[15] بازارِ زر کے سودے اور قائمہ سہولتیں شبینہ شرح کو اسٹیٹ بینک کی پالیسی ریٹ کے قریب رکھنے کے لیے اہم ہیں، جو زری پالیسی کی موثر ترسیل اور قیمتوں کے استحکام کے حصول کے لیے ناگزیر ہے۔

سیالیت کے فرضی دھچکوں کے دباؤ کی جانچ کی مشق (حساسیت کے تجزیے) سے پتہ چلتا ہے کہ زیادہ تر بینک پانچویں دن کے بعد بھی صارفین کے ڈپازٹس کے 10 فیصد تک کے اخراج کو برداشت کر سکتے ہیں۔ تاہم، 50 فیصد تک تھوک ڈپازٹس اور غیر محفوظ قرض گیری کی واپسی کے شدید فرضی دھچکے میں، کچھ غیر نظامی بینکوں (جن کا مارکیٹ شیئر کم ہے) کو تین دن کے بعد سیالیت کی رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔[16]

ادائیگیٔ قرض کی صلاحیت اور کفایتِ سرمایہ

مالی سال 24ء میں بینکاری کے شعبے کے ادائیگیٔ قرض کے اظہاریوں میں مزید بہتری آئی۔ شرحِ کفایتِ سرمایہ (سی اے آر) جیسے ادائیگیٔ قرض کے عمومی اظہاریے جون 2023ء کے 17.8 فیصد سے بڑھ کر جون 2024ء کے آخر تک 20.0 فیصد ہو گئے، جو سرمائے کے کم از کم ضوابطی تقاضے 11.5 فیصد سے کہیں زیادہ تھا۔ یہ بہتری بنیادی طور پر مالی سال 24ء کے دوران بلند آمدنی کی وجہ سے آئی، جس نے درجہ-1 سرمائے میں اضافہ کیا، اور دستیاب برائے فروخت تمسکات پر نظرِ ثانی کے فوائد نے درجہ-2 کے سرمائے کو بہتر بنایا۔ ترقیاتی مالی اداروں کا ادائیگیٔ قرض کا جزدان بھی مضبوط رہا کیونکہ ان کی مجموعی شرحِ کفایتِ سرمایہ جون 2024ء کے آخر تک 48.9 فیصد تک پہنچ گئی جو مالی سال 23ء کے اختتام پر تقریباً 36 فیصد تھی، جو کم از کم ضوابطی تقاضے سے کہیں زیادہ ہے۔ بنیادی عوامل کے علاوہ، جیسے دستیاب برائے فروخت تمسکات پر نو قیمت بندی کے فوائد، ایک نئے ترقیاتی مالی ادارے (جو پست بہ وزن خطرہ اثاثوں کا حامل ہے) کے اضافے نے بھی ترقیاتی مالی اداروں کے شعبے کی شرحِ کفایتِ سرمایہ کو بڑھا دیا۔

گذشتہ چند برسوں کے دوران، بینکاری شعبے کی حکومتی تمسکات میں سرمایہ کاری میں نمایاں اضافہ ہوا ہے، جس میں خطرہ قرض کے لیے کسی کیپٹل چارج (صفر بہ وزن خطرہ ٹریژریز پر مشتمل) کی ضرورت نہیں ہوتی، اور مارکیٹ کے خطرے کے ضمن میں نسبتاً کم کیپٹل چارج کی ضرورت ہوتی ہے۔ بینکوں کو آپریٹنگ ماحول میں حد سے زیادہ لیوراج سے روکنے کے لیے بازل III کے معیار کے مطابق بینکوں کے لیے کم از کم 3.0 فیصد لیوراج تناسب کی شرط بھی عائد کی گئی ہے۔ یہ تناسب شرحِ کفایتِ سرمایہ کے تقاضے کے لیے خطرے پر مبنی نہ ہونے والے 'بیک اسٹاپ'[17] کے طور پر کام کرتا ہے، تاکہ خطرے کے وزن کا حساب لگانے میں کسی بھی مسائل کو حل کیا جا سکے اور حد سے زیادہ لیوراج کے مسائل کو حل کیا جا سکے۔[18] اس حوالے سے پاکستان کے بینکاری شعبے کا لیوراج تناسب 4.0 فیصد اور ترقیاتی مالی اداروں کا 5.5 فیصد کم از کم شرط سے زیادہ رہا۔

[14] مالی سال 24ء کے دوران روایتی بینکاری طریقوں میں او ایم او ادخالات کا اوسط حجم بڑھ کر 1528 ارب روپے ہو گیا جبکہ مالی سال 23ء میں یہ 534 ارب روپے تھا، جبکہ شریعت سے ہم آہنگ طریقے میں یہ مالی سال 24ء کے دوران بڑھ کر 103 ارب روپے ہو گیا، جبکہ مالی سال 23ء میں یہ 58 ارب روپے تھا۔

[15] مزید تفصیلات کے لیے مالی استحکام کا جائزہ (2023ء) کا باب 3 'شعبہ بینکاری' اس لنک پر ملاحظہ کیجیے: https://www.sbp.org.pk/FSR/2023/FSR%202023.pdf

[16] تفصیلی نتائج اس لنک پر ملاحظہ کیجیے: https://www.sbp.org.pk/ecodata/fsi/qc/2024/Mar.pdf

[17] بازل III لیوراج تناسب کا مقصد بینکاری شعبے میں لیوراج کے جمع ہونے کو روکنا ہے اور موجودہ بہ وزن خطرہ سرمائے کے تقاضوں (آر ڈبلیو آرز) کے لیے ایک سادہ، بہ وزن بے خطر اقدام کے طور پر backstop کی فراہمی ہے۔ اس تناظر میں اسے اکثر بہ وزن بے خطر backstop اقدام کہا جاتا ہے۔

[18] تفصیلات اس لنک پر ملاحظہ کیجیے: https://www.bis.org/publ/bcbs270.htm

خرد مالکاری بینکوں کے معاملے میں مجموعی شرحِ کفایتِ سرمایہ میں جون 2022ء سے مسلسل کمی آئی ہے اور انفرادی بنیادوں پر اداروں پر لاگو 15.0 فیصد کی کم از کم ضوابطی شرط سے کم ہو گیا ہے۔ جون 2024ء میں اس شعبے کی مجموعی شرحِ کفایتِ سرمایہ کا تناسب کم ہو کر 5.7 فیصد رہ گیا جو گذشتہ سال کی اسی مدت میں 9.3 فیصد تھا۔ تاہم، خرد مالکاری بینکوں میں، تقریباً 53 فیصد کے مجموعی مارکیٹ شیئر کے حامل اداروں نے کم از کم ضوابطی سرمائے کی شرط کی تعمیل کی۔ شرحِ کفایتِ سرمایہ کی عدم تعمیل کرنے والے خرد مالکاری بینکوں کے علاوہ، اس شعبے کی مجموعی شرحِ کفایتِ سرمایہ جون 2024ء کے آخر میں 21.3 فیصد تک بڑھ گئی ہے۔

اگرچہ مالی شعبے کی مجموعی اثاثہ جاتی اساس میں خرد مالکاری بینکوں کا حصہ کم ہے، تاہم یہ ادارے مالی شمولیت اور معاشرے کے پسماندہ زمروں کو مالی خدمات کی فراہمی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اس شعبے کو مالی سال 20ء کے بعد سے دشوار آپریٹنگ ماحول کا سامنا ہے۔ مختلف دھچکوں کی شدت (کووڈ 19 وبائی مرض اور اس کے نتیجے میں دشوار آپریٹنگ ماحول اور نقل و حرکت کی پابندیاں، 2022ء میں شدید سیلاب، اور طویل عرصے تک دباؤ کا شکار مجموعی مالی حالات) نے خرد مالکاری بینکوں کے قرض گیروں کی ادائیگیِ قرض کی صلاحیت کو کمزور کر دیا، جو بیرونی دھچکوں کے خلاف دھچکے جذب کرنے کی بالعموم نسبتاً محدود صلاحیت کے حامل ہوتے ہیں۔ اس پس منظر میں چند خرد مالکاری بینکوں کے اثاثوں کے معیار میں کمی متوقع تھی۔ اسٹیٹ بینک نے نہ صرف اس شعبے کو ضروری معاونت فراہم کی ہے بلکہ ادائیگیِ قرض کی صورتِ حال کو بہتر بنانے کے لیے نگرانی میں اضافہ بھی جاری رکھا ہے۔ اسٹیٹ بینک متعلقہ خرد مالکاری بینکوں کی انتظامیہ اور اسپانسرز کے ساتھ بھی فعال طور پر منسلک ہے تاکہ کم از کم ضوابطی تقاضوں کی تعمیل کو یقینی بنایا جاسکے۔

مالی سال 24ء کے دوران کُلّی معاشی حالات میں بہتری دکھائی دی۔ مالی سال 23ء میں تخفیف کے بعد مالی سال 24ء کے دوران حقیقی جی ڈی پی میں معتدل اضافہ ہوا۔ سخت زری پالیسی موقف کے سبب مہنگائی کا بڑھتا ہوا دباؤ کم ہو گیا ہے۔[19] مہنگائی میں کمی کے ساتھ اسٹیٹ بینک نے جون میں پالیسی ریٹ میں 150 بی پی ایس کمی کی، اس کے بعد جولائی میں مزید 100 بی پی ایس اور ستمبر 2024ء میں 200 بی پی ایس کی کمی کی۔ مالی سال 24ء کے دوران بیرونی کھاتے کی پوزیشن میں بھی بہتری آئی۔ اگرچہ مالی حالات بالعموم سخت ہیں، تاہم وہ بتدریج بہتر ہو رہے ہیں اور توقع ہے کہ قرض گیروں کی ادائیگیِ قرض کی صلاحیت اور قرضے کی طلب پر مثبت اثر پڑے گا۔

بدلتے ہوئے ماحول میں مالی اداروں کی اصابت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اسٹیٹ بینک باقاعدگی سے حساسیت کا تجزیہ اور کُلّی دباؤ کی جانچ (منظر نامہ تجزیہ) کی مشقیں کرتا ہے تاکہ اپنے ضابطہ کاری والے اداروں کی فرضی شدید کُلّی مالی دھچکوں کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت کا جائزہ لیا جاسکے۔[20] تازہ ترین حساسیت کے تجزیے کے نتائج سے پتہ چلتا ہے کہ بینکاری شعبہ بالعموم کریڈٹ، مارکیٹ اور سیالیت کے خطرات کے لیے شدید فرضی دھچکوں کا سامنا کرنے کے لیے کافی لچک رکھتا ہے (**شکل 3.4**)۔

منظر نامے کا تجزیہ، جو حساسیت کے تجزیے کی تکمیل کرتا ہے، ظاہر کرتا ہے کہ بینکاری شعبے کی شرحِ کفایتِ سرمایہ کے دو سال کی متوقع مدت کے دوران معمول کے کاروبار اور دباؤ والے کُلّی معاشی منظر نامے دونوں کے تحت کم از کم ضوابطی شرط سے زائد رہنے کا امکان ہے - مؤخر الذکر میں معاشی حالات میں فرضی دھچکے شامل کیے جاتے ہیں (**شکل 3.5**)۔ خاص طور پر، بڑے سائز کے بینکوں نے، جو معیشت میں مجموعی مالی استحکام کے لیے اہم ہیں، نسبتاً زیادہ لچک کا مظاہرہ کیا ہے۔

[19] مہنگائی مئی 2023ء کی بلند ترین سطح 38.0 فیصد سے کم ہو کر جون 2024ء کے آخر تک 12.6 فیصد تک آ گئی۔

[20] اسٹیٹ بینک دباؤ کی جانچ کی مشق کے سلسلے میں سہ ماہی بنیادوں پر حساسیت اور منظر نامے کا تجزیہ کرتا ہے۔ حساسیت کے تجزیوں کے خلاصہ نتائج سہ ماہی خلاصہ برائے بینکاری اعداد و شمار اور ایف ایس آئیز میں بھی شائع کیے جاتے ہیں جبکہ منظر نامے کے تجزیے کے نتائج بینکاری شعبے کی وسط سالہ کارکردگی کے جائزے میں شائع ہوتے ہیں۔

بالعموم انفرادی مالی اداروں اور بالخصوص نظامی طور پر اہم بینکوں کی اصابت مجموعی مالی استحکام کے لیے کلیدی حیثیت رکھتی ہے۔ غیر جانب دار کریڈٹ ریٹنگ ایجنسیوں کی جانب سے اسٹیٹ بینک کے ضابطہ کاری والے مالی اداروں کو تفویض کردہ درجہ بندی سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ یہ ادارے عمومی طور پر تسلی بخش کریڈٹ اہلیت کے حامل ہیں، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اپنی مالی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کی کافی صلاحیت رکھتے ہیں۔[21]

شکل 3.5: مختلف منظر ناموں کے تحت متوقع شرحِ کفایتِ سرمایہ

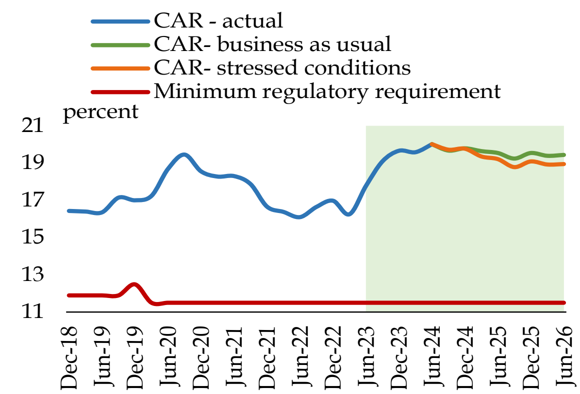

Source: SBP staff calculations

اسٹیٹ بینک باقاعدگی سے اپنے ضابطہ کاری والے اداروں کی مالی کارکردگی اور مضبوطی کا جائزہ لیتا ہے اور مختلف مطبوعات کے ذریعے تجزیے پیش کرتا ہے، جیسے بینکاری شماریات اور مالی اصابت کے اظہاریوں پر سہ ماہی کمپینڈیم؛ بینکاری شعبے کی وسط سالہ کارکردگی کا جائزہ (جنوری تا جون کی مدت)؛ اور مالی استحکام کا سالانہ جائزہ۔ بینکاری شعبے کی وسط سالہ کارکردگی کے جائزے اور مالی استحکام کے جائزے کی تجزیاتی رپورٹس میں نظامی خطرے کے سروے (ایس آر ایس) کے نتائج بھی شامل کیے جاتے ہیں، جس میں مارکیٹ کے شرکا اور غیر جانب دار ماہرین سے مالی نظام کے استحکام کے لیے مختلف موجودہ اور ابھرتے ہوئے خطرات کے بارے میں رائے لی جاتی ہے۔ جولائی 2024ء میں کیے گئے تازہ ترین ایس آر ایس سروے کے نتائج سے پتہ چلتا ہے کہ جواب دہندگان مالی نظام، خاص طور پر بینکاری نظام کے استحکام پر اعتماد رکھتے ہیں۔ مزید برآں، سروے کے شرکا نے مالی نظام کے استحکام کو یقینی بنانے کے لیے ضابطہ کاروں کی صلاحیت پر بھی اعتماد کا اظہار کیا۔

مالی استحکام کی غرض سے ادارہ جاتی انتظامات کی مضبوطی اور اسٹیٹ بینک کی موجودہ ترجیحات

دنیا بھر میں مالی شعبے کا منظر نامہ خاص طور پر مسلسل تکنیکی ترقی کی وجہ سے تیزی سے تبدیل ہو رہا ہے۔ یہ پیش رفت مالی اداروں اور ان کے ضابطہ کاروں کے لیے متعدد مواقع کے ساتھ ساتھ چیلنجز بھی پیش کرتی ہے۔ ان حقائق کے پیشِ نظر اسٹیٹ بینک بین الاقوامی بہترین طریقوں کے مطابق اپنے ضوابطی اور نگرانی کے فریم ورک کا مسلسل جائزہ لیتا ہے اور اسے بہتر بنانے کی کوشش کرتا ہے تاکہ ان پیش رفتوں سے پیدا ہونے والے خطرات سے موثر طریقے سے نمٹا جا سکے۔ اس تناظر میں اسٹیٹ بینک نے مالی سال 24ء کے دوران پاکستان کے مالی شعبے کے استحکام اور ترقی کو یقینی بنانے کے لیے متعدد اقدامات کیے۔

منی لانڈرنگ اور دہشت گردی کی مالی معاونت پر قومی جائزہ خطر (این آر اے) 2023ء

اسٹیٹ بینک نے قومی جائزہ خطر (این آر اے) 2023ء کے ایک حصے کے طور پر اسٹیٹ بینک کے زیر ضابطہ کاری شعبوں یعنی بینکوں، خرد مالکاری بینکوں، ترقیاتی مالی اداروں اور مبادلہ کمپنیوں کی داخلی کمزوری کا جائزہ لیا۔ این آر اے کو اگست 2023ء میں منظور کیا گیا تھا اور ضروری کارروائی کے لیے متعلقہ اسٹیک ہولڈرز کے ساتھ اشتراک کیا گیا ہے۔

اے ایم ایل اور سی ایف ٹی نظام کی مضبوطی

اسٹیٹ بینک اے ایم ایل اور سی ایف ٹی نظام کو مضبوط بنانے کے لیے مسلسل کوشاں ہے، جس میں اپنے صارف کو پہچانو (کے وائی سی) اور صارف کی ضروری مستعدی (سی ڈی ڈی) شامل ہیں۔ ان پراسس کو مزید ہموار بنانے کے لیے پاکستان انجمنِ بینکاران (پی بی اے) اسٹیٹ بینک کی رہنمائی میں ایک مشترکہ ای کے وائی سی پلیٹ فارم تیار کر رہی ہے۔ ڈسٹری بیوٹڈ لیجر ٹیکنالوجی (ڈی ایل ٹی) پر

[21] تفصیلی درجہ بندیاں اس لنک پر ملاحظہ کیجیے: https://www.sbp.org.pk/publications/c_rating/2023/Ratings-26-Oct-2023.pdf

بنایا گیا یہ پلیٹ فارم بینکوں کے مابین کے وائی سی / سی ڈی ڈی معلومات کے محفوظ تبادلے اور اپ ڈیٹ؛ کسٹمر آن بورڈنگ میں اضافے؛ اعداد و شمار کو معیاری بنانے اور صارفین کی واضح رضامندی کے ذریعے ڈیٹا کی رازداری کو یقینی بنانے کو ممکن بنائے گا۔ بینکوں کو بھی ہدایت کی گئی کہ وہ اس میں شامل ہوں اور اس پلیٹ فارم کے بروقت نفاذ کے لیے ضروری وسائل مختص کریں۔[22]

اس کے علاوہ، برانچ لیس بینکاری (بی بی) خدمات فراہم کرنے والے بینکوں اور خردمالکاری بینکوں (ایم ایف بیز) کو ہدایت کی گئی کہ وہ 31 جنوری 2024ء سے بی بی ایجنٹس کے مقامات پر نقد لین دین کے دوران اکاؤنٹ اور والٹ ہولڈرز کے لیے بائیو میٹرک تصدیق (بی وی) کا نفاذ کرکے منی لانڈرنگ اور دہشت گردی کی مالی اعانت (ٹی ایف) کے خطرات کے خلاف اقدامات بڑھائیں۔ انھیں یہ بھی ہدایت کی گئی کہ وہ بلند ٹی ایف رسک والے علاقوں میں بی وی ڈیوائس کی تنصیب کو ترجیح دیں اور مشکوک لین دین کی نشاندہی کرنے اور مجرمانہ تحقیقات کے لیے ثبوت جمع کرنے میں سہولت فراہم کرنے کے لیے اپنے خودکار لین دین کی نگرانی کے نظام (اے ٹی ایم ایس) کو اپ گریڈ کریں۔[23]

ڈپازٹ پروٹیکشن کارپوریشن (DPC) کی جانب سے ڈپازٹرز اور مالی نظام کی پہلی معاونت

اسٹیٹ بینک کی تجویز پر وفاقی حکومت نے کمزور سرمائے اور آپریٹنگ کارکردگی کا سامنا کرنے والے ایس ایم ای بینک کے لیے بندش کے منصوبے (وائنڈنگ پلان) کی منظوری دی تاکہ اس بات کو یقینی بنایا جاسکے کہ بینک کی بندش کی وجہ سے کوئی بھی ڈپازٹر بری طرح متاثر نہ ہو۔ اسٹیٹ بینک کے مجوزہ منصوبے کے مطابق ایس ایم ای بینک کے تمام ڈپازٹرز کو ترجیحی بنیادوں پر ادائیگی کا آغاز کیا گیا تاکہ بینکاری نظام پر ڈپازٹرز کا اعتماد برقرار رکھا جاسکے۔ نتیجتاً، ڈی پی سی نے ایک اعلانِ عام کیا جس میں ایس ایم ای بینک کے اہل ڈپازٹرز کو مطلع کیا گیا کہ وہ اپنی واجب الادار قوم حاصل کرنے کے لیے بینک سے رابطہ کریں، جس کے بعد ڈی پی سی نے ایس ایم ای بینک کو اہل ڈپازٹرز کو ادائیگی کے بدلے میعادی ادائیگی شروع کردی اور 2024ء کے آخر تک مجموعی محفوظ ڈپازٹس کا تقریباً 93 فیصد ادا کردیا ہے۔

ضوابطی منظوری کے نظام کے نفاذ کو بہتر بنانا

بذریعہ اسٹیٹ بینک نوسٹرا اس بیرونی کرنسی کی سرحد پار ادائیگیوں اور منتقلی[24] کے کیسز کی بہتر ٹریکنگ کی سہولت فراہم کرنے کے لیے بینک اب ان کیسز کو اسٹیٹ بینک کے ضوابطی منظوری کے نظام (آر اے ایس) کے ذریعے جمع کرا سکیں گے۔[25] قبل ازیں ایسے کیسز اسٹیٹ بینک کے ڈیٹا ایکسیس پورٹل کے ذریعے بینکوں میں جمع کرائے جاتے تھے۔

ڈجیٹل بینک

جدت طرازی، مالی شمولیت اور سستی ڈجیٹل مالی خدمات کی دستیابی کو فروغ دینے کے لیے اسٹیٹ بینک نے ستمبر 2023ء میں پانچ ڈجیٹل ریٹیل بینکوں کے قیام کی اصولی منظوری دی تھی جن میں ہیوگو بینک لمیٹڈ، کے ٹی بینک پاکستان لمیٹڈ، مشرق بینک پاکستان لمیٹڈ، رقامی اسلامک ڈجیٹل بینک لمیٹڈ اور ٹیلی نار مائیکرو فنانس بینک لمیٹڈ شامل ہیں۔[26] مزید برآں، ڈجیٹل بینکوں کی موثر نگرانی کو یقینی بنانے کے لیے اسٹیٹ بینک نے ڈجیٹل بینکوں کی نگرانی کا فریم ورک بھی تیار کیا۔

مبادلہ کمپنیوں کے شعبے میں ساختی اصلاحات

گذشتہ چند برسوں کے دوران مبادلہ کمپنیوں کے شعبے، بالخصوص زمرہ ب کی مبادلہ کمپنیوں کے آپریشنز اور مبادلہ کمپنیوں کی فرنچائزوں میں، مسلسل

[22] بی پی آر ڈی سرکلر لیٹر نمبر 22 برائے 2023ء

[23] بی پی آر ڈی سرکلر لیٹر نمبر 20 برائے 2023ء

[24] ان غیر ملکی کرنسی کے لین دین میں اے سی یو ڈالرز کی ادائیگی / وصولی کے کیس، سی آر آر اور ایس سی آر آر ڈپازٹس اور اخراج کے کیس / ہدایات نامے (ایف ای 25)، اور مقامی ڈالر کے آلات کی وصولی اور سیٹلمنٹ اکاؤنٹ میں ڈپازٹس اور اخراج کے کیس شامل ہیں۔

[25] ٹی او ڈی سرکلر لیٹر نمبر 01 برائے 2024ء

[26] شعبہ بیرونی ابلاغ | پریس ریلیز 20 ستمبر 2023ء

ضابطی چیلنجز دکھائی دیے۔ چنانچہ مبادلہ کمپنیوں کی ادائیگیِ قرض کی صلاحیت کو مضبوط بنانے کے لیے کم از کم ادا شدہ سرمائے کی شرط کو 200 ملین روپے سے بڑھا کر 500 ملین روپے کر دیا گیا- تاکہ وہ بہتر انفراسٹرکچر اور سسٹمز قائم کر سکیں۔[27] مزید برآں، زمرہ "ب" کی مبادلہ کمپنیوں اور ان کی فرنچائزوں کو مرکزی دھارے کی مبادلہ کمپنیوں میں تبدیل کرنے کے لیے درج ذیل آپشنز پیش کیے گئے:

الف۔ زمرہ " ب" کی مبادلہ کمپنیاں تمام ضوابطی شرائط پوری کرنے کے بعد ایک مفرد زمرے کی مبادلہ کمپنی میں کا درجہ حاصل کر سکتی ہیں۔

ب۔ مبادلہ کمپنیوں کی فرنچائزیں تمام ضوابطی شرائط پوری کرنے کے بعد یا تو متعلقہ فرنچائزر کمپنی کے ساتھ ضم ہو سکتی ہیں یا اسے اپنے آپریشنز فروخت کر سکتی ہیں۔[28]

اس کے علاوہ، غیر ملکی زرِمبادلہ کے کاروبار سے فعال طور پر منسلک نمایاں بینکوں کو بھی عوام کی غیر ملکی زرِمبادلہ کی قانونی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے اپنی مکمل ملکیتی مبادلہ کمپنیاں قائم کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔

بین البینک ٹریڈنگ کے لیے الیکٹرانک ایف ایکس ٹریڈنگ پلیٹ فارم متعارف کروانا

ایک پیش بین، جدید، اور جامع ڈجیٹل مالی نظام کی تیاری اسٹیٹ بینک کے وژن 2028ء کا ایک اہم مقصد ہے۔[29] اس وژن کے مطابق، اسٹیٹ بینک نے جنوری 2024ء میں بینک البینک زرِمبادلہ منڈی کے لیے ایک مرکزی فارن ایکسچینج ٹریڈنگ پلیٹ فارم جسے 'ایف ایکس میچنگ' کہا جاتا ہے، متعارف کرایا۔ ایف ایکس میچنگ کا مقصد بین البینک منڈی کے شرکا کو ایک مرکزی ٹریڈنگ پلیٹ فارم کی فراہمی ہے جو گمنام طور پر فارن ایکسچینج ٹریڈنگ کی اجازت دیتا ہے اور بروقت (ریئل ٹائم میں) قیمتوں کی شفافیت فراہم کرتا ہے۔ 29 جنوری 2024ء سے یہ پلیٹ فارم فعال ہے اور بین البینک شرکا باقاعدگی سے قیمتیں آفر کر رہے ہیں۔

ایف ایکس میچنگ پلیٹ فارم کا نفاذ اسٹیٹ بینک کے زرِمبادلہ کے لین دین کو مکمل طور پر خودکار بنانے کے مقصد کی تکمیل میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ خودکار عمل، درستگی، اور بروقت ڈیٹا کی وصولی کے ذریعے اس سے مارکیٹ کی کارکردگی میں بہتری آئے گی۔ ایف ایکس میچنگ پلیٹ فارم کو اپنانا اور انضمام بینک البینک زرِمبادلہ منڈی کی گہرائی اور شفافیت کو بڑھانے کا ایک اہم قدم ہے، جو بالآخر ایک مضبوط مالی نظام کو فروغ دیتا ہے۔

دن کے اختتام پر بازارِ زر کی شرحِ مبادلہ کی ترویج

شفافیت اور زرِمبادلہ منڈی کی گہرائی کو مزید بہتر بنانے کے لیے، اسٹیٹ بینک نے اپنی ویب سائٹ پر روزانہ بنیادوں پر دن کے اختتام پر بازارِ زر کی شرحِ مبادلہ شائع کرنا شروع کر دی ہیں۔ اس مقصد کے لیے، اسٹیٹ بینک نے ایکسچینج کمپنیز ایسوسی ایشن آف پاکستان (ای سی اے پی) کے ساتھ مل کر دن کے اختتام پر بازارِ زر کی شرحِ مبادلہ کے تعین کا طریقہ کار بہتر بنایا ہے۔ اس سے پہلے، اسٹیٹ بینک صرف بین البینک کی اختتامی شرحِ مبادلہ شائع کرتا تھا۔[30]

---

[27] ای پی ڈی سرکلر لیٹر نمبر 13 برائے 2023ء

[28] ایف ای سرکلر نمبر 03 برائے 2023ء

[29] ڈی ایم ایم ڈی سرکلر نمبر 01 برائے 2024ء

[30] ای سی اے پی بازارِ زر کی یومیہ شرحیں

4 حکومت کی معاشی پالیسیوں میں معاونت کے اقدامات

مالی سال 2024ء کے دوران مرکزی بینک نے حکومت کی مجموعی معاشی پالیسیوں میں معاونت کے اپنے تیسرے اہم مقصد کو پورا کرنے کے لیے متعدد اہم سنگ میل عبور کیے۔ یہ سنگ میل زری پالیسی کے مؤثر نفاذ اور مالی نظام کے استحکام کو برقرار رکھنے کے ضمن میں اسٹیٹ بینک کی کوششوں کو بھی تقویت بہم پہنچاتے ہیں، اور ان میں مالی شمولیت کے حصول میں خاصی پیش رفت کے ساتھ ساتھ ڈجیٹلائزیشن کے ذریعے اس کے مستقبل کی نمو کی راہ کو ہموار کرنا شامل ہیں۔

اسی طرح، اسٹیٹ بینک نے زرمبادلہ کے ضوابطی فریم ورک میں اصلاحات اور ترسیلات زر بھجوانے میں باضابطہ ذرائع کے استعمال کی حوصلہ افزائی کے لیے ترغیباتی اسکیموں سمیت متعدد اقدامات کیے ہیں۔ ان اقدامات سے نہ صرف برآمدات، خصوصاً آئی سی ٹی برآمدات اور ملکی ترسیلات زر، بڑھانے کی حوصلہ افزائی ہوگی بلکہ شرح مبادلہ پر دباؤ میں کمی کے ذریعے قیمتوں اور مالی استحکام کو فروغ دینے میں مدد ملے گی۔

یہ معاون اقدامات اسٹیٹ بینک کے وژن 2028ء کی حکمت عملی کے چھ میں سے تین مقاصد سے خاصے ہم آہنگ بھی ہیں، جن میں مالی خدمات تک شمولیت پر مبنی اور پائیدار رسائی کو فروغ دینا، شریعت سے ہم آہنگ بینکاری نظام پر منتقلی، اور ایک جدت پسند اور مالی شمولیت کی ڈجیٹل خدمات پر مشتمل ایکو سسٹم تشکیل دینا شامل ہیں۔

زیر جائزہ سال کے دوران کیے گئے قابل ذکر اقدامات کو چار اہم زمروں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے: مالی شمولیت، ادائیگیوں کا نظام اور مالی خدمات کی ڈجیٹلائزیشن، پائیدار مالیات کو فروغ دینا، ملکی ترسیلات زر میں اضافہ کرنا اور زرِ مبادلہ کے ضوابطی فریم ورک میں اصلاحات۔

4.1 مالی شمولیت کو فروغ دینے کے اقدامات

شمولیتی معاشی نمو اور مالی ترقی کی معاونت کے ایک اہم عنصر کے طور پر مالی شمولیت کو تسلیم کرتے ہوئے اسٹیٹ بینک کو ایس بی پی ایکٹ 1956ء (جنوری 2022ء تک ترمیم شدہ) کے تحت مالی شمولیت کو اپنے ایک فریضے کے طور پر ترقی دینے کا مینڈیٹ دیا گیا ہے۔ اس پالیسی کا مقصد افراد اور کاروباری اداروں کی مالی خدمات تک رسائی اور استعمال کو بڑھاتے ہوئے ان خدمات کی باعزت طور پر اور شفافیت کے ساتھ فراہمی ہے۔

چنانچہ، اسٹیٹ بینک نے 2018ء میں مالی شمولیت کی قومی حکمتِ عملی (این ایف آئی ایس) 2018ء تا 2023ء جاری کی تھی۔ مالی شمولیت کی قومی حکمت عملی (2018ء تا 2023ء) میں دسمبر 2023ء تک خواتین کی ملکیت کے حامل 20 ملین فعال اکاؤنٹس سمیت 65 ملین منفرد فعال بینک اکاؤنٹس کا عمومی ہدف مقرر کیا گیا۔ اس ہدف کو نہ صرف حاصل کیا گیا بلکہ مالی سال 24ء میں یہ تجاوز کر گیا۔ دسمبر 2018ء تا 2023ء کے دوران مجموعی فعال منفرد اکاؤنٹس کی تعداد 37.5 ملین سے بڑھ کر 69.5 ملین تک پہنچ گئی، جن میں سے فعال خواتین ڈپازٹروں کی تعداد 8.4 ملین سے بڑھ کر 23.5 ملین تک پہنچ گئی۔ مزید برآں، اس مدت کے دوران بینک اکاؤنٹس کی مجموعی تعداد 99 ملین سے بڑھ کر 203 ملین ہوگئی، جس سے اس میں مجموعی طور پر 105 فیصد نمو کی عکاسی ہوتی ہے۔ نتیجتاً، مجموعی مالی شمولیت 2018ء کے 47 فیصد سے بڑھ کر 2023ء میں 64 فیصد تک پہنچ گئی۔

اسٹیٹ بینک نے مجموعی مالی شمولیت کے اہداف کے حصول کی خاطر بینکوں کے لیے شعبہ جاتی اور جزوار مخصوص رہنما اصولوں اور ضوابط کے نفاذ کو یقینی بنانے کا عمل جاری رکھا۔ یہ رہنما اصول اور ضوابط ان امور پر مرتکز تھے: مالی خدمات کے منظرنامے میں صنفی فرق کم کرنا (خواتین صارفین اور بینک ملازمین دونوں میں)، اسلامی بینکاری کے حصے میں اضافہ کرنا، مکانات کے قرضوں، خصوصاً کم آمدنی والے طبقات کے لیے، کو بینکوں کے قرضہ جزدانوں کا ایک اہم حصہ بنانا، چھوٹے اور درمیانے درجے کے کاروباری اداروں (ایس ایم ای) اور زراعت

جیسے روایتی طور پر کم خدمات کی فراہمی کے حامل کاروباری طبقات کو سہولت دینا، اور جدت (ڈیجیٹائزیشن پر مرتکز) پر مبنی پالیسی اقدامات کرنا۔ مزید برآں، اسٹیٹ بینک مالی خدمات تک عدم رسائی کے بقیہ کاروباری اداروں اور افراد کے مسئلے کو حل کرنے اور 2028ء تک ڈیجیٹل مالی خدمات کے استعمال اور معیار میں مزید بہتری لانے کے لیے مالی شمولیت کی قومی حکمت عملی کے تیسرے ورژن کو حتمی شکل دے رہا ہے۔

(i) مالی شمولیت کی قومی حکمت عملی 2023ء

مالی شمولیت کی قومی حکمت عملی میں ڈپازٹس اور مالیات تک رسائی میں اضافے، چھوٹے اور درمیانے درجے کے کاروباری اداروں کو فروغ دینے، کاشت کاروں کی آسان اور سستے قرضوں تک رسائی، کم لاگت کے مکاناتی قرضوں اور شریعت سے ہم آہنگ بینکاری طریقوں میں سہولت کے ذریعے شمولیت پر مبنی معاشی نمو کے مقاصد کے حصول کے اہداف مقرر کیے گئے۔ عمومی اہداف کے لحاظ سے حکمت عملی کے تحت 2023ء تک 65 ملین فعال منفرد ڈیجیٹل اکاؤنٹس جن میں صنفی فرق کے ساتھ 20 ملین خواتین کے علیحدہ اکاؤنٹس کے سنگ میل کو مقرر کیا گیا۔ مزید برآں، اس میں اسلامی بینکاری کے حصے، ڈپازٹس اور جی ڈی پی کے تناسب اور ایس ایم ای اور زرعی شعبوں کے لیے قرضوں میں اضافے کے اہداف بھی مقرر کیے گئے۔

پیش رفت کے لحاظ سے دسمبر 2023ء تک کے دو قابل ذکر حقائق درج ذیل ہیں:

- منفرد فعال اکاؤنٹس کی تعداد دسمبر 2022ء کے 64.34 ملین سے بڑھ کر 69.55 ملین تک پہنچ چکی ہے، جو اس میں 8.2 فیصد سالانہ نمو کو ظاہر کرتی ہے اور مالی شمولیت کی قومی حکمت عملی کی مقررہ تاریخ سے کافی پہلے اور عمومی ہدف سے 4.55 ملین زائد ہے۔
- خواتین کے اکاؤنٹس 7.8 فیصد نمو کے ساتھ 21.8 ملین سے بڑھ کر 23.5 ملین تک پہنچ گئے۔

اسی طرح، مجموعی بینکاری شعبے میں اسلامی بینکاری اداروں کے حصے کو بڑھانے کے عمومی ہدف کو بھی حاصل کیا گیا اور ڈپازٹس میں اس کا حصہ بڑھ کر 23 فیصد، اثاثوں میں حصہ 19 فیصد اور برانچ نیٹ ورک میں حصہ اضافے کے ساتھ 29 فیصد تک پہنچ گیا۔ اس کے مقابلے میں ڈپازٹس اور جی ڈی پی کے تناسب، ایس ایم ای قرضوں اور زرعی قرضوں کے اہداف کو بلند شرح سود اور معتدل معاشی نمو کی وجہ سے جزوی طور پر حاصل کیا جاسکا۔

مالی شمولیت کی قومی حکمت عملی 2023ء کے ایکشن پلان میں سے 38 اہم اقدامات اور 96 ذیلی اقدامات 28 سے زائد ایجنسیوں کو نفاذ کے لیے تفویض کیے گئے تھے، جن میں ضابطہ کار، وفاقی وزارتیں اور محکمہ جات، صوبائی محکمے، بینک اور نجی شعبہ شامل تھا۔ ادارہ جاتی کارکردگی کے لحاظ سے بینک دولت پاکستان، سیکورٹیز اینڈ ایکسچینج کمیشن آف پاکستان (ایس ای سی پی) اور پاکستان ٹیلی کمیونی کیشن اتھارٹی (پی ٹی اے) پر مشتمل ضابطہ کاروں نے انہیں تفویض کیے گئے تمام 25 اقدامات / ذیلی اقدامات کو پایہ تکمیل تک پہنچایا ہے۔

96 اقدامات / ذیلی اقدامات میں سے 72 کو مکمل کیا جا چکا ہے، جبکہ 4 اقدامات / ذیلی اقدامات پر عملدرآمد نہیں ہو سکا، کیونکہ اس کے لیے حکومتی مداخلت درکار تھی۔ مزید برآں، 8 اقدامات / ذیلی اقدامات کو بنیادی مقاصد کے حصول کے بعد آپریشنل سرگرمیوں میں ڈھال دیا گیا، جبکہ 12 اقدامات / ذیلی اقدامات کو مالی شمولیت کی نئی قومی حکمت عملی برائے 2028ء میں شامل کیا گیا ہے۔

مالی شمولیت کی قومی حکمت عملی برائے 2023ء کے تحت کچھ اہم اقدامات متعارف کرائے گئے جو یہ ہیں: i) نظام ادائیگی کی قومی حکمت عملی، ii) آسان موبائل اکاؤنٹس، iii) راست، iv) برابری پر بینکاری پالیسی، v) قومی ایس ایم ای پالیسی 2021ء، vi) محفوظ ٹرانزیکشنز رجسٹری، vii) الیکٹرانک لینڈ ریکارڈ مینجمنٹ انفارمیشن سسٹم اور viii) برقی گودام رسید قرضوں کا طریقہ کار۔ ان اقدامات کے ذریعے مالی خدمات سے محروم / کم مالی خدمات کے حامل علاقوں میں ڈیجیٹل مالی خدمات کو ترقی دینے، مصنوعات اور خدمات میں جدت پسندی کے فروغ اور بینکاری شعبے کی پالیسیوں اور طریقوں میں صنفی عدسے کو متعارف کروا کر اجتماعی طور پر مالی شمولیت کو فروغ دیا گیا ہے۔

(ii) برابری پر بینکاری

پاکستان میں خواتین کو ملک کے مالی نظام میں غیر متناسب طور پر کم مالی خدمات فراہم کی جاتی ہیں، جس کے نتیجے میں مالی شمولیت میں ایک بڑا صنفی فرق پیدا ہو گیا ہے۔ مالی شعبے میں خواتین دوست کاروباری روایات میں تبدیلی کے ذریعے مالی شمولیت میں موجود اس صنفی فرق کو ختم کرنے کے لیے اسٹیٹ بینک نے 2021ء میں برابری پر بینکاری پالیسی متعارف کرائی۔ اس پالیسی کے پانچ اہم ستون ہیں: ادارہ جاتی مستعدی کو بہتر بنانا، مصنوعات کو متنوع بنانا اور استعداد کاری کرنا، خواتین صارفین کا حصول اور انہیں سہولت دینا، صنفی غیر مجموعی ڈیٹا کو تیزی سے جمع کرنا اور اسٹیٹ بینک کی پالیسیوں میں صنفی ارتکاز کو ترجیحی حیثیت دینا۔

اس ضمن میں پالیسی اقدامات اور عمومی اہداف پر جون 2024ء تک ہونے والی پیش رفت درج ذیل ہے:

- اسٹیٹ بینک کی ضابطہ کاری میں شامل تمام مالی اداروں نے اپنے بورڈز کی منظوری سے صنف کو مرکزی دھارے میں لانے کے لیے پالیسیاں وضع کی ہیں، جن سے ان اداروں میں برابری پر بینکاری پر زور اور توجہ مرکوز کرنے کی اہمیت اجاگر ہوتی ہے۔
- اسٹیٹ بینک کی ضابطہ کاری میں شامل مالی اداروں کی افرادی قوت میں مجموعی طور پر 9,622 خاتون ملازمین کا اضافہ ہوا ہے، جس سے خاتون اسٹاف کا مجموعی تناسب بہتری کے ساتھ گذشتہ برس کے 14.6 فیصد سے بڑھ کر 16 فیصد ہو گیا ہے۔ مزید برآں، خواتین کی بھرتی میں سالانہ 85 فیصد نمو دیکھی گئی۔
- بینکاری پر برابری کی پالیسی نافذ کرنے والے تمام مالی ادارے خواتین پر مرتکز اثاثوں اور واجبات کے حوالے سے مصنوعات اور خدمات وضع کر چکے ہیں، جبکہ گذشتہ برس ان کی تعداد 95 فیصد تھی۔
- برابری پر بینکاری پالیسی نافذ کرنے والے تمام مالی اداروں نے خواتین کی مالی خدمات کے لیے وقف شعبہ جات / ٹیمیں بنائی ہیں، جبکہ گذشتہ برس ان کی تعداد 89 فیصد تھی۔ تاہم، برانچ لیس بینکاری ایجنٹوں میں خواتین کا تناسب 1 فیصد خطِ بنیاد کے مقابلے میں 3 فیصد تک پہنچ سکا۔
- جون 2023ء کے 56 فیصد کے مقابلے میں تمام مالی اداروں کے 70 فیصد ملازمین کو صنفی حساسیت کی تربیت دی جاچکی ہے۔
- 69 فیصد برانچوں نے خاتون صارفین کو خدمات کی فراہمی کے لیے وقف خاتون چیمپئنوں کی تقرری کی ہے، جبکہ جون 2023ء میں ان کی تعداد 51 فیصد تھی۔
- دسمبر 2021ء تک 20 ملین کے خطِ بنیاد میں مجموعی طور پر 8.2 ملین خواتین کے فعال اکاؤنٹس کا اضافہ کیا جا چکا ہے، یہ جون 2023ء کے مقابلے میں 11 فیصد سالانہ اضافے کو ظاہر کرتا ہے۔

برابری پر بینکاری پالیسی کے اقدامات کے نفاذ کے نتیجے میں بینک اکاؤنٹس تک خواتین کی رسائی میں پیش رفت ہوئی ہے۔ 2021ء میں یہ پالیسی متعارف کرائے جانے کے بعد خواتین کے منفرد اکاؤنٹس اور فعال اکاؤنٹس کی تعداد میں بالترتیب 27 فیصد اور 18 فیصد نمو ہوئی ہے، جبکہ اسی مدت کے دوران مردوں کے منفرد اور فعال اکاؤنٹس میں بالترتیب 12 فیصد اور 8 فیصد اضافہ ہوا ہے۔ جس کے نتیجے میں اکاؤنٹس تک رسائی کے لحاظ سے صنفی فرق 2021ء کے 39 فیصد سے کم ہو کر 2023ء میں 34 فیصد رہ گیا ہے۔ برابری پر بینکاری پالیسی کے نفاذ پر پیش رفت کا جائزہ لینے کے لیے اسٹیٹ بینک نے برابری پر بینکاری کے لیے ایک اسکور کارڈ تشکیل دیا ہے، جس کے تحت مقررہ اہداف اور سرفہرست کارکردگی دکھانے والوں کی پوزیشن کے لحاظ سے مالی اداروں کی کارکردگی کی سالانہ درجہ بندی کی جاتی ہے اور اس کے نتائج متعلقہ مالی اداروں کو فراہم کیے جاتے ہیں۔

(iii) اسلامی بینکاری

پاکستان میں اسلامی بینکاری نے اپنے آغاز سے ہی خاصی نمو دکھائی ہے۔ مالی سال 24ء کے دوران اسلامی بینکاری اداروں کے اثاثے 19.3 فیصد اضافے (یعنی 1,571 ارب روپے) کے ساتھ بڑھ کر آخر جون 2024ء تک 9,689 ارب روپے تک پہنچ گئے۔ آخر جون 2024ء تک اسلامی بینکاری اداروں کے ڈپازٹس بھی 25.4 فیصد کی خاصی نمو کے ساتھ بڑھ کر 7,363 ارب روپے تک پہنچ گئے۔

اسلامی بینکاری اداروں کے ڈپازٹس میں اتنی نمو کسی ایک مالی سال میں تاریخی لحاظ سے بلند ترین تھی۔ ڈپازٹس میں ریکارڈ اضافے کو زیر جائزہ مدت کے دوران اسلامی بینکاری اداروں کے برانچ نیٹ ورک میں ریکارڈ توسیع سے منسوب کیا جا سکتا ہے۔ مزید برآں، خصوصاً 28 اپریل 2022ء کو 'سود' کے معاملے پر وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کے بعد بینکوں میں اسلامی بینکاری کی نئی برانچیں کھولنے اور روایتی برانچوں کو اسلامی بینکاری میں ڈھالنے کا ایک عمومی رجحان دیکھنے میں آیا ہے۔ آخر جون 2024ء تک اسلامی بینکاری کے اثاثوں کا حصہ کم ہو کر 18.8 فیصد رہ گیا، جو آخر جون 2023ء میں 19.9 فیصد تھا۔ اسی طرح مجموعی بینکاری کی صنعت میں اسلامی بینکاری اداروں کے ڈپازٹس کا حصہ آخر جون 2023ء کے 21.9 فیصد سے بڑھ کر 22.7 فیصد تک پہنچ گیا۔

اسلامی بینکاری اداروں کا نیٹ ورک 22 اسلامی بینکاری اداروں (چھ مکمل اسلامی بینک اور سولہ روایتی بینک جن کی اسلامی بینکاری کی علیحدہ برانچیں ہیں) پر مشتمل ہے۔ مالی سال 24ء کے دوران اسلامی بینکاری اداروں کے مجموعی برانچ نیٹ ورک میں 662 علیحدہ (standalone) برانچوں کا اضافہ ہوا، جس کے ساتھ ان کی مجموعی تعداد 5,196 برانچیں (ملک کے 131 اضلاع میں) ہوگئی۔ یہ کسی ایک مالی سال میں برانچوں میں اضافے کی سب سے زیادہ تعداد ہے۔ یہ اضافہ اسلامی بینکاری کی 417 نئی برانچوں کے کھلنے اور روایتی بینکاری کی 245 برانچوں کی اسلامی بینکاری پر منتقلی کی بدولت ممکن ہوا۔ مزید برآں، آخر جون 2024ء تک اسلامی بینکاری کی 2,066 ونڈوز (روایتی بینکوں کی برانچوں پر اسلامی بینکاری کے وقف کاؤنٹرز) بھی ملک میں شریعت سے ہم آہنگ اسلامی بینکاری کی خدمات فراہم کر رہی تھیں۔

مذکورہ توسیع کے علاوہ این آر ایس پی مائیکروفنانس بینک لمیٹڈ اور یو مائیکروفنانس بینک لمیٹڈ بھی آخر جون 2024ء تک اپنے 127 اسلامی بینکاری کی حامل برانچوں کے نیٹ ورک کے ذریعے ملک میں شریعت سے ہم آہنگ مائیکروفنانس خدمات کی پیشکش کر رہے تھے۔ آخر جون 2024ء تک ان اداروں کے اثاثے اور ڈپازٹس بالترتیب 24.7 ارب روپے اور 15.4 ارب روپے درج کیے گئے، جبکہ آخر جون 2023ء میں یہ بالترتیب 15.8 ارب روپے اور 8.4 ارب روپے کی سطح پر تھے۔

وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے پر عملدرآمد کے لیے اقدامات

'سود' کے کیس میں وفاقی شرعی عدالت کے اپریل 2022ء میں دیے گئے فیصلے پر عملدرآمد کرتے ہوئے وفاقی حکومت نے دسمبر 2022ء میں اعلیٰ سطح کی ایک اسٹیئرنگ کمیٹی تشکیل دی، جسے فیصلے کے مؤثر نفاذ کی حکمت عملی میں رہنمائی کرنے کا فریضہ سونپا گیا۔ اسٹیٹ بینک نے بھی روایتی بینکاری کو اسلامی بینکاری کے قالب میں ڈھالنے کی غرض سے اعلیٰ سطح کی ایک کمیٹی قائم کی۔ منتقلی کے اس عمل کی تکمیل کے لیے قائم کمیٹی کے تحت 07 ورکنگ گروپس اور 33 ورک اسٹریمز فعال انداز میں سرگرم ہیں اور اپنے تفویض کردہ فرائض انجام دینے کے لیے کئی اجلاس منعقد کر چکے ہیں۔

ورکنگ گروپس اور ورک اسٹریمز نے اپنے متعلقہ شعبوں میں خاصی پیش رفت کی ہے۔ ان میں قانونی اور ضوابطی فریم ورک کا جائزہ لینا، تاکہ اس بات کو یقینی بنایا جاسکے کہ وہ شریعت کے اصولوں سے ہم آہنگ ہیں؛ ایسیٹ لائٹ صکوک اسٹرکچرز کو ترقی دینے کے لیے تجاویز کی تیاری؛[1] آگاہی پیدا کرنے اور استعداد کاری کے لیے جامع حکمت عملی تشکیل دینا تاکہ اسلامی بینکاری اور مالیات کے بارے میں تصورات کے معاملے کو حل کیا جاسکے؛ اور اسلامی بینکاری اداروں کے لیے ایک مہارت یافتہ افرادی قوت کی فراہمی۔

اسٹیٹ بینک ملک کے بینکاری نظام سے سود کے خاتمے کی لازمی ذمہ داری کو پورا کرنے کے لیے پرعزم ہے۔ لہٰذا، نومبر 2023ء میں مرکزی بینک کے چوتھے حکمت عملی منصوبے، ''ایس بی پی وژن 2028ء'' میں ''شریعت سے ہم آہنگ بینکاری نظام پر منتقلی'' (ایس جی۔4) کو حکمت عملی کے اہم مقاصد میں شامل کیا گیا ہے۔

[1] صکوک کا ڈھانچہ جس کی بنیاد غیر مادی اثاثوں پر مشتمل ہو، یا جس میں مادی اثاثوں کی کم سے کم ضرورت پڑے۔

روایتی بینکوں کو اسلامی بینکاری کے قالب میں ڈھالنے کے رہنما اصول - وسیع پیمانے

ایس بی پی وژن 2028ء کے مطابق اور روایتی بینکوں کو اسلامی بینکاری کے قالب میں ڈھالنے کے عمل میں سہولت دینے کی غرض سے اسٹیٹ بینک نے جون 2024ء میں مقامی نجی بینکوں کے لیے وسیع رہنمائی پر مبنی پیمانے جاری کیے ہیں، جنہیں استعمال کرتے ہوئے وہ خود کو اسلامی بینکاری میں ڈھالنے کے منصوبے وضع کر سکتے ہیں۔

اے اے او آئی ایف آئی کے معیارات اختیار کرنا اور شریعت سے ہم آہنگ گورننس فریم ورک کا جائزہ

شریعت سے ہم آہنگ فریم ورک پر عملدرآمد کو مضبوط بنانے اور اسے اسلامی بینکاری اداروں میں شرعی تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کی غرض سے اسٹیٹ بینک نے اکاؤنٹنگ اور آڈیٹنگ آرگنائزیشن برائے اسلامی مالی ادارے (اے اے او آئی ایف آئی) کے 12 اضافی شرعی معیارات کو اختیار کیا۔ مزید برآں، اسٹیٹ بینک نے اس مدت کے دوران شرعی نظم ونسق کے موجودہ فریم ورک کا بہترین عالمی روایات کی روشنی میں جائزہ بھی لیا ہے۔

اسلامی آپریشنز کے آغاز میں سہولت دینا

اسٹیٹ بینک اسلامی بینکاری کے آپریشنز شروع کرنے میں مالی اداروں کے ساتھ تعاون کر رہا ہے۔ مالی سال 24ء کے ابتدائی نو ماہ کے دوران پاکستان کویت انویسٹمنٹ کمپنی[2] نے شریعت سے ہم آہنگ کاروبار اور آپریشنز شروع کیے۔ مزید برآں، اسٹیٹ بینک نے رقمی اسلامی ڈجیٹل بینک کو ملک میں ڈجیٹل ریٹیل اسلامی بینک قائم کرنے کی اصولی منظوری دی۔ ایک اور مجوزہ ڈجیٹل ریٹیل بینک مشرق پاکستان لمیٹڈ کو اسلامی ونڈو آپریشنز کے ذریعے شریعت سے ہم آہنگ بینکاری شروع کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ اسٹیٹ بینک کچھ دیگر مالی اداروں کے ساتھ بھی اشتراک کر رہا ہے، جو اسلامی آپریشنز شروع کرنے کے خواہش مند ہیں۔ توقع ہے کہ آئندہ برسوں کے دوران اسلامی مالی مصنوعات اور خدمات فراہم کرنے والے مالی اداروں کی تعداد میں اضافہ ہو گا۔

[2] ترقیاتی مالیات کا ادارہ۔

ملکی ریاستی صکوک کے اجرا میں سہولت کاری

بینک دولت پاکستان اجارہ صکوک جاری کرنے میں حکومت پاکستان کے ساتھ معاونت میں فعال کردار ادا کر رہا ہے۔ حکومت پاکستان نے مالی سال 24ء کے دوران اسٹیٹ بینک کے ذریعے 1,238 ارب روپے مالیت کے 31 ملکی صکوک جاری کیے، جبکہ گذشتہ برس 872 ارب روپے کے صکوک جاری ہوئے تھے۔

آگاہی اور استعداد کاری کے اقدامات

اسٹیٹ بینک اسلامی بینکاری اداروں اور دیگر متعلقہ فریقوں کے تعاون سے اسلامی بینکاری اور مالیات کے بارے میں تفہیم بڑھانے کے ساتھ ساتھ اس بات کو یقینی بنانے کے لیے بھی کوششیں کر رہا ہے کہ اسلامی بینکاری اداروں کی طلب پوری کرنے کے لیے اسے انتہائی مہارت یافتہ اسٹاف فراہم کیا جائے۔ اس ضمن میں دو اہم حکمت عملیاں اختیار کی گئی ہیں: آگاہی پیدا کرنے کی حکمت عملی اور صلاحیت سازی کی حکمت عملی۔ ان میں سے ہر حکمت عملی میں وقف فریقوں اور طبقات کے لیے سرگرمیوں کا تفصیلی مجموعہ شامل کیا گیا ہے۔ ان حکمت عملیوں پر متعلقہ فریقوں کے ساتھ اشتراک کے ذریعے منصوبہ بندی کے مطابق اور مرحلہ وار انداز میں سرگرمیاں انجام دینے کا آغاز کر دیا گیا ہے۔

مالی سال 24ء کے دوران اسٹیٹ بینک نے اپنی کوششیں جاری رکھیں اور بینکاری کی صنعت، شریعہ اسکالرز، مقامی افراد، حکومتی اہلکاروں، تعلیمی ماہرین، طلبا اور عوام جیسے فریقوں کی متنوع ضروریات کو پورا کرنے کے لیے آگاہی پیدا کرنے اور استعداد کاری کے پروگراموں کا انعقاد کیا۔ یہاں یہ بات اجاگر کرنا ضروری ہے کہ مالی سال 23ء کے 42 پروگراموں کے مقابلے میں مالی سال 24ء کے دوران آگاہی اور استعداد کاری کے 124 پروگراموں کا انعقاد کیا گیا۔

(iv) مالی شمولیت کی قومی حکمت عملی 2028ء

دسمبر 2023ء میں مالی شمولیت کی قومی حکمت عملی برائے 2018ء تا 2023ء کی کامیاب تکمیل کے بعد اب اسٹیٹ بینک ڈجیٹل مالی شمولیت میں مسلسل درپیش چیلنجوں سے نمٹنے کے لیے مالی شمولیت کی قومی حکمت عملی (2024ء تا 2028ء) کے تیسرے ایڈیشن کو متعارف کرانے کی منصوبہ بندی کر رہا ہے۔ مالی شمولیت کی

قومی حکمت عملی 2028ء کا مقصد مالی خدمات تک رسائی، استعمال اور معیار میں اضافے کے لیے ڈجیٹل ذرائع کو بروئے کار لانا ہے۔ اس حکمت عملی میں 2020ء اور 2023ء کی مالی شمولیت کی پچھلی دو قومی حکمت عملیوں کے تحت ہونے والی پیش رفت سے استفادہ کرتے ہوئے نہ صرف درپیش پائیدار رکاوٹوں کو دور کیا جائے گا بلکہ باضابطہ مالی خدمات کے استعمال اور معیار کو بہتر بنانے کے لیے جدید اختراعات کو بھی فروغ دیا جائے گا۔

مالی شمولیت کی قومی حکمت عملی برائے 2028ء میں ڈجیٹل مالی خدمات کی دستیابی میں اضافہ کرنا اور ان کے بامحفوظ اور آسان استعمال، ترجیحی شعبے کو قرض دینے کے لیے ایکو سسٹم بہتر بنانا، اور مالی اداروں اور صارفین دونوں کی صلاحیتوں کو مزید مضبوط بنانے کو ترجیح دی جائے گی۔ طبقات کے لحاظ سے مالی خدمات سے محروم اور کم مالی خدمات کے حامل علاقوں میں خواتین، نوجوانوں اور معذور افراد کی مالی شمولیت کو بہتر بنانے پر توجہ مرکوز کی جائے گی۔ مزید برآں، ملک میں شمولیت پر مبنی معاشی نمو اور ترقی کو تحریک دینے کے مقصد سے چھوٹے اور درمیانے درجے کی انٹرپرائزز (ایس ایم ایز)، مکانات، زراعت، مائیکروفنانس، پائیدار مالیات کے شعبوں میں ترجیحی بنیادوں پر قرضوں میں انقلاب لانے کے لیے مخصوص اقدامات وضع کیے گئے ہیں، جن کا مقصد آبادی کے کم آمدنی والے / غیر مراعات یافتہ طبقات کی فلاح میں اضافہ کرنا ہے۔

ان ترجیحات اور اقدامات کی بنیاد پر مالی شمولیت کی قومی حکمت عملی کو مالی سال 25ء میں متعارف کرایا جائے گا، جس کا عمومی ہدف 2028ء تک پاکستان میں مالی شمولیت کی سطح کو 60 فیصد سے بڑھا کر 75 فیصد کرنا اور صنفی فرق میں 25 فیصد کمی کرنا ہے۔ مزید برآں، اسٹیٹ بینک فی الوقت ملک میں مالی شمولیت کی درست سطح کی پیمائش اور شواہد پر مبنی پالیسی سازی کی اعانت کی خاطر پاکستان کے لیے مالی شمولیت کا اشاریہ تخلیق کرنے کے عمل سے گزر رہا ہے۔ اس اشاریے کو تین پیمانوں کی بنیاد پر اخذ کیا جائے گا: رسائی، استعمال اور معیار، جس سے 360 ڈگری پر مبنی جامع تجزیے اور پاکستان میں مالی شمولیت کی سطح کی درست عکاسی کو یقینی بنانے میں مدد ملے گی۔ اسٹیٹ بینک اس سے قبل مالی شمولیت کی سطح کی پیمائش کے لیے ایک پیمانہ استعمال کر رہا تھا: ڈپازٹروں کی تعداد۔ یہ پیمانہ عالمی بینک اور بعض دیگر مرکزی بینکوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔ اشاریہ اخذ ہونے کے بعد اس کے نتائج سالانہ بنیادوں پر عوام کے لیے دستیاب ہوں گے۔

(v) زرعی قرضوں کی ترقی کے اقدامات

مالی سال 24ء کے دوران زرعی شعبے کو معاشی نمو کے اہم محرک کی حیثیت حاصل رہی ہے۔ فصلوں کی بلند پیداوار کی بدولت اس شعبے میں 6.4 فیصد نمو ہوئی۔ ملک کی مجموعی جی ڈی پی میں اس شعبے کا حصہ 24.0 فیصد اور روزگار کی فراہمی میں 37.4 فیصد بنتا ہے۔[3] اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہوئے اسٹیٹ بینک معاشی نمو، روزگار کی فراہمی اور ملک کی غذائی سلامتی میں اس شعبے کی افادیت کو مدنظر رکھتے ہوئے زراعت کے شعبے کے قرضوں کی ضروریات کو پورا کرنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

اس ضمن میں اسٹیٹ بینک نے زرعی شعبے کو قرضوں کی فراہمی میں سہولت دینے کے لیے متعدد اقدامات کیے، اور کاشت کاروں کی قرضوں تک بہتر رسائی کو یقینی بنایا۔ ان اقدامات کے نتیجے میں مالی سال 24ء کے دوران زرعی شعبے کو قرضوں کی فراہمی 24.8 فیصد نمو کے ساتھ بڑھ کر 2,215.7 ارب روپے تک پہنچ گئی، جبکہ گذشتہ برس یہ 1,776 ارب روپے تھی۔ آخر جون 2024ء تک زرعی شعبے کے واجب الادا قرضے بھی 15.1 فیصد اضافے کے ساتھ 875 ارب روپے ہو گئے۔ اس ضمن میں، ملک میں زرعی قرضوں کی کارکردگی میں بہتری لانے اور مالی سال 24ء کے دوران تفویض کیے گئے اہداف کے حصول میں درج ذیل اقدامات نے اہم کردار ادا کیا:

وزیر اعظم کسان پیکج

اسٹیٹ بینک نے کاشت کاروں کو سیلاب سے متاثرہ علاقوں میں ریلیف اور دوبارہ آبادکاری کے لیے حکومت پاکستان کی مالی اعانت سے وزیر اعظم کے کسان پیکج کا نفاذ کیا۔ وزیر اعظم کے کسان پیکج کے تحت زراعت پر مبنی معاشی سرگرمیوں کی معاونت کے لیے اقدامات کا خلاصہ درج ذیل ہے:

[3] وزارت خزانہ، اقتصادی سروے پاکستان 2023-24ء؛ پاکستان دفتر شماریات، افرادی قوت سروے، 2020-21ء۔

- **سیلاب سے متاثرہ علاقوں میں گزر بسر کرنے والے کاشت کاروں کے واجب الادا قرضوں پر مارک اپ سے استثنیٰ:**[4] حکومت پاکستان کے تعاون سے بینکوں نے زرعی قرضوں پر مارک اپ کی مد میں 2.96 ارب روپے معاف کیے جس سے سیلاب سے متاثرہ علاقوں میں گزراوقات کرنے والے ان کاشت کاروں کو فائدہ پہنچا جن کے واجب الادا قرضوں کی رقم 500,000 روپے تھی۔ اس میں سے نصف رقم حکومت نے ادا کی، جس کی مجموعی مالیت 1.48 ارب روپے بنتی ہے۔
- **سیلاب سے متاثرہ علاقوں میں گزر اوقات کاشت کاروں کو بلاسود قرضوں کی فراہمی کے لیے زراعانت کی فراہمی:** اسکیم کے تحت سیلاب سے متاثرہ علاقوں میں زراعت اور گلہ بانی کے شعبوں کی بحالی کے گزراوقات کاشت کاروں کو صفر فیصد مارک پر 500,000 روپے کے قرضے فراہم کیے گئے۔ 31 دسمبر 2023ء کو اسکیم کے خاتمے تک بینکوں نے اسکیم کے تحت مجموعی طور پر 43,465 کاشت کاروں کو 10.05 ارب روپے کے قرضے دیے۔
- **سیلاب سے متاثرہ علاقوں میں بے زمین کاشت کاروں کو بلاسود قرضوں کی فراہمی:** اسکیم کے تحت بینکوں نے سیلاب سے متاثرہ علاقوں میں چھوٹے اور پسماندہ بے زمین کسانوں اور کرایہ پر زمین حاصل کرنے والوں پر خطرے کی 50 فیصد کوریج کے ساتھ 200,000 روپے تک کے قرضے فراہم کیے۔ بینکوں نے 31 دسمبر 2023ء کو اسکیم کے خاتمے تک مجموعی طور پر 47,425 قرض گیروں کو 5.802 ارب روپے مالیت کے قرضے دیے۔
- **فارم میں مشینوں کے استعمال پر مارک اپ زراعانت اور خطرے میں شراکت داری کی اسکیم:** اسکیم کے تحت کاشت کاروں اور کارپوریٹ اداروں کو ٹریکٹر، تھریشر، مشترکہ ہارویسٹر، پلانٹر، موبائل گرین ڈرائر اور شمسی توانائی کے حامل ٹیوب ویلوں وغیرہ کی خریداری کے لیے 30 ملین روپے تک کے زراعانت یافتہ قرضے فراہم کیے جارہے ہیں۔ ابتدائی طور پر اسکیم کی مدت 31 دسمبر 2023ء تک تھی، تاہم اس میں توسیع کرتے ہوئے اسے 30 جون 2024ء کر دیا گیا۔ اسکیم کے تحت آخر جون 2024ء تک کاشت کاروں کو اس ضمن میں مجموعی طور پر 6.46 ارب روپے کے قرضے دیے جاچکے ہیں۔

زرعی قرضہ اسکورنگ ماڈل اختیار کرنا

اسٹیٹ بینک نے 2022ء میں بینکوں کی زرعی قرضوں کی کارکردگی جانچنے کے لیے ایک اسکورنگ ماڈل متعارف کرایا ہے تاکہ زرعی قرضہ دینے والے بینکوں کی انفرادی کارکردگی کی پیمائش میں غیر جانبداری اور شفافیت کو فروغ دیا جاسکے۔ یہ اسکورنگ ماڈل مختلف اظہاریوں پر مبنی کثیر طرفہ معیار کو استعمال کرتا ہے، جن میں قرضوں کی تقسیم، واجب الاداخاکوں، قرض گیروں کی تعداد اور، شعبہ جاتی اور علاقائی کارکردگی شامل ہیں، اور ان کے ذریعے زرعی قرضوں کے متعلق ہر بینک کی کارکردگی کے اعدادوشمار کو اخذ کیا جاتا ہے۔

اسکورنگ ماڈل کو متعارف کرانے کا مقصد ان اہم شعبوں پر بینکوں کی توجہ میں اضافہ کرنا ہے، جن کی ضروریات کو پورا کرنا ملک میں زرعی قرضوں کو بڑھانے کے لیے اہمیت کا حامل ہے۔ اس ماڈل کے ذریعے اسٹیٹ بینک زمروں کے لحاظ سے بینکوں کی کارکردگی کی نگرانی کرسکتا ہے: بڑے بینک، درمیانے حجم کے بینک اور مائیکروفنانس بینک۔ یہ ماڈل کسی ایسے مخصوص شعبے پر بینکوں کی توجہ کو مرکوز کرنے کی نشاندہی میں مفید ثابت ہوا ہے، جس میں بہتری لانے کی ضرورت ہے تاکہ اس میں زرعی قرضوں کو بڑھایا جاسکے۔ اسکورنگ ماڈل کے نتائج کو اسٹیٹ بینک کی ویب سائٹ پر میعادی بنیاد پر اپڈیٹ کیا جاتا ہے۔[5]

[4] اے سی ایف آئی ڈی سرکلر نمبر 3 برائے 2022ء بتاریخ 21 دسمبر 2022ء، جو اس لنک پر دستیاب ہے: https://www.sbp.org.pk/acd/2022/C3.htm

[5] https://www.sbp.org.pk/ACS/Index.html

چیمپئن بینک ماڈل

اسٹیٹ بینک نے 2022ء میں چیمپئن بینک ماڈل متعارف کرایا جس کا مقصد علاقائی زرعی قرضوں کی ضروریات پر توجہ دینا اور اہم فریقوں کے ساتھ مربوط کوششوں کے ذریعے انہیں درپیش مسائل کو حل کرنا تھا۔ اس ضمن میں 6 علاقوں / صوبوں کے لیے چھ (06) چیمپئن بینکوں کی نامزدگی کے ساتھ ہر ایک کو یہ اختیار دیا گیا کہ وہ ایس بی پی بینکنگ سروسز کارپوریشن کی مشاورت سے اپنی متعلقہ علاقائی زرعی مشاورتی کمیٹیاں تشکیل دے، جس میں ان کے متعلقہ سی ای او کو چیئرمین مقرر کیا جائے۔[6]

علاقائی زرعی مشاورتی کمیٹیاں سہ ماہی بنیادوں پر اجلاس منعقد کرتی ہیں، جو بینکوں، اسٹیٹ بینک، ایس بی پی بی ایس سی اور صوبائی زرعی محکموں کے اہلکاروں پر مشتمل ہیں۔ ان اجلاسوں میں بینکوں کی کارکردگی اور زراعت کے متعلق امور پر تبادلہ خیال کیا جاتا ہے، اور مسائل کو حل کرنے کے لیے اہم فیصلے کیے جاتے ہیں۔ اب تک علاقائی زرعی مشاورتی کمیٹیاں کے اجلاسوں میں خاصی پیش رفت سامنے آچکی ہے، جن میں خیبر پختونخوا میں پاس بک پر چارج تخلیق کرنے پر غلط اسٹیمپ ڈیوٹی کا خاتمہ، زرعی فیلڈ ٹیموں کو تربیت کی فراہمی، بلوچستان میں خسرہ گرداوری کا خاتمہ، گنے اور ڈیری قدری زنجیر کی مصنوعات کے رہنما اصول وضع کرنا، زرعی مالی خواندگی کے پروگراموں کا انعقاد / سہولت دینا شامل ہیں۔

جون 2024ء تک ملک کے تمام علاقوں کے زرعی قرضوں میں مثبت نمو دیکھنے میں آئی ہے: پنجاب میں 20.5 فیصد، سندھ میں 36.9 فیصد، خیبر پختونخوا میں 86.9 فیصد، بلوچستان میں 134.6 فیصد، آزاد جموں وکشمیر میں 11.6 فیصد اور گلگت بلتستان میں 19.1 فیصد۔ توقع ہے کہ قرضوں میں مذکورہ اضافے سے وسط تا طویل مدت کے دوران مثبت ساختی تبدیلیاں رونما ہوں گی۔

برقی گودام رسید قرضے

اسٹیٹ بینک نے فروری 2022ء میں باضابطہ طور پر مکئی اور چاول کی فصلوں کے لیے برقی گودام رسید قرضوں کا آغاز کیا تاکہ اہل کاشت کار، تاجر اور پروسیس کنندگان روایتی ضمانت کے بغیر توثیق شدہ گوداموں میں ذخیرہ شدہ مادی اجناس پر بینکوں سے قرضہ حاصل کر سکیں۔ بینکوں نے برقی گودام رسید قرضوں کی سہولت کے تحت قرض کی فراہمی کو جاری رکھا اور مالی سال 24ء کے لیے اس سہولت کے تحت مقررہ 1,741 ملین روپے ہدف کے مقابلے میں مالی سال 2024ء کے دوران 637 قرض گیروں کو 1,891 ملین روپے کے قرضے تقسیم کیے، جبکہ مالی سال 23ء میں 411 قرض گیروں کو 1,125 ملین روپے کے قرضے دیے گئے تھے۔

فصلی بیمہ قرض اسکیم

زراعت پر قدرتی آفات کے اثرات میں کمی کی غرض سے حکومت پاکستان اہل زرعی قرض گیروں کو فی فصل اور فی موسم کے لحاظ سے بیمہ پریمیم کی لاگت فراہم کرتی ہے۔ اسکیم کا اطلاق گندم، چاول، گنے اور مکئی کے لیے بینکوں / مائیکروفنانس بینکوں کے زرعی پیداواری قرضوں پر ہوتا ہے اور مذکورہ فصلوں کے لیے اسے لازمی قرار دیا گیا ہے۔ جولائی 2008ء اور دسمبر 2023ء کے درمیان بینکوں نے فصلی قرضہ بیمہ اسکیم کے تحت 7.0 ملین استفادہ کنندگان کے 11.3 ارب روپے کے بیمہ کلیمز جمع کرائے۔

قرض گیروں کے لیے گلہ بانی بیمہ اسکیم

اسکیم کے تحت بیماریوں، قدرتی وجوہات، حادثات اور سیلاب، قحط، خشک سالی، آندھیوں اور شدید بارشوں جیسی مختلف قدرتی آفات کے باعث گلہ بانی کے نقصانات کے لیے بیمہ کوریج کی سہولت فراہم کی جاتی ہے۔ اہل قرض گیروں کے لیے بیمہ پریمیم کی یہ لاگت وفاقی حکومت برداشت کرتی ہے۔ اسکیم کا اطلاق بینکوں / مائیکروفنانس بینکوں کی جانب سے گائے، بیل اور سانڈ کی خریداری کے لیے فراہم کردہ قرضوں پر ہوتا ہے۔ خصوصاً، یہ گلہ بانی کے چھوٹے کاشت کاروں پر مرتکز ہے، جس سے وہ 10 جانوروں تک کی خریداری کر سکتے ہیں۔ قرض گیروں کے لیے گلہ بانی بیمہ اسکیم کے تحت جولائی 2014ء تا دسمبر 2023ء کی مدت کے دوران بینکوں نے 0.954 ملین استفادہ کنندگان کے لیے 3.22 ارب روپے کے بیمہ پریمیم کلیمز جمع کروائے۔

[6] زرعی قرضوں کی ترقی کے لیے حالیہ اقدامات پر اسٹیٹ بینک کی پریس ریلیز، بتاریخ 15 جون 2022ء۔

(vi) چھوٹی اور درمیانے درجے کی انٹرپرائزز کے قرضے

معاشی نمو کو تحریک دینے، روزگار کے مواقع پیدا کرنے اور غربت میں کمی کے حوالے سے چھوٹے اور درمیانے درجے کے کاروباری اداروں (ایس ایم ایز) کے اہم کردار کے پیش نظر اسٹیٹ بینک نے ایس ایم ایز کی قرضوں تک رسائی میں بہتری لانے کے لیے متعدد اقدامات کیے ہیں۔ آخر جون 2024ء تک واجب الادا ایس ایم ای قرضوں کی مالیت بڑھ کر 491 ارب روپے ہو چکی ہے، جو گذشتہ برس 457 ارب روپے تھی، یہ ان قرضوں میں 7.2 فیصد کے سال بسال اضافے کو ظاہر کرتا ہے۔ ملک میں ایس ایم ای قرضوں کو فروغ دینے کے لیے اقدامات درج ذیل ہیں:

وزیر اعظم کی یوتھ بزنس اور زرعی قرضہ اسکیم

حکومت پاکستان نے اسٹیٹ بینک کے اشتراک سے جنوری 2023ء میں وزیر اعظم کی یوتھ بزنس اور زرعی قرضہ اسکیم متعارف کرائی۔ اسکیم کا مقصد صفر تا 7 فیصد کے رعایتی نرخوں پر کاروبار اور زراعت کے لیے قرضوں کی فراہمی کے ذریعے نوجوانوں میں آجریت اور ذاتی کاروبار کو فروغ دینا ہے۔

حکومت پاکستان اسکیم کے لیے مارک اپ زراعانت فراہم کرتی ہے اور نوجوان آجرین کو قرضوں کی فراہمی سے منسلک خطرات کا احاطہ کرنے کے لیے جزوی قرضہ ضمانت کی پیشکش کی جاتی ہے۔ اسٹیٹ بینک نے مالی سال 24ء میں بینکوں کے لیے 80 ارب روپے کے قرضوں کی تقسیم کا ہدف مقرر کیا، جنھیں مساوی طور پر ایس ایم ای اور زراعت کے شعبوں میں تقسیم کیا گیا۔ آخر جون 2024ء تک بینکوں نے اس ہدف کو حاصل کرتے ہوئے وزیر اعظم کی یوتھ بزنس اور زرعی قرضہ اسکیم کے تحت تقریباً 166,072 قرض گیروں کو 80 ارب روپے کے قرضے دیے۔ جنوری 2023ء میں اسکیم کے آغاز سے جون 2024ء تک تقریباً 227,759 قرض گیروں کو مجموعی طور پر 110 ارب روپے کے قرضے دیے جا چکے ہیں۔

ایس ایم ای آسان فنانس (SAAF) اسکیم

اسٹیٹ بینک نے حکومت پاکستان کے تعاون سے 16 اگست 2021ء کو 'ایس ایم ای آسان فنانس اسکیم' متعارف کرائی۔ اسکیم کے تحت شراکتی بینکوں کو ایسے ایس ایم ایز کو ری فنانس اور خطرے کی کوریج دونوں کی فراہمی کا مینڈیٹ دیا گیا جن کے پاس ضمانت موجود نہ ہو، یا وہ ناکافی ضمانت رکھتے ہوں۔ ایس ایم ایز کو 9 فیصد تک کی حتمی صارف شرح پر 10 ملین روپے تک کے قرضے دستیاب تھے۔ اسکیم کو 30 جون 2024ء تک کامیابی کے ساتھ مکمل کر لیا گیا۔ اگست 2021ء سے لے کر جون 2024ء تک بینکوں نے 12,300 ایس ایم ای قرض گیروں کو آخر جون 2024ء تک مجموعی طور پر 60 ارب روپے کے قرضے دیے۔

(vii) معذور افراد کی مالی شمولیت کے لیے اسٹیٹ بینک کے اقدامات

اسٹیٹ بینک نے معذور افراد کے تمام زمروں میں مالی شمولیت کو فروغ دینے کے لیے جامع رہنما اصول جاری کیے ہیں، جن میں جسمانی طور پر معذور، نابینا افراد یا سننے اور بولنے کی صلاحیت سے محروم افراد شامل ہیں۔[7] بینکوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ ضروری مادی اور معاون ٹیکنالوجی انفراسٹرکچر کی دستیابی یقینی بنائیں، خدمات کی دستیابی کو ترجیحی حیثیت دیں، اور ایسی مصنوعات اور خدمات کی پیشکش کریں جو معذور افراد کی خصوصی ضروریات پوری کر سکیں۔ اس مقصد کی خاطر اسٹیٹ بینک نے بینکوں کے لیے ضروری قرار دیا ہے کہ وہ ایک پالیسی فریم ورک وضع کریں اور میعادی نگرانی کے ذریعے اس کا نفاذ یقینی بنائیں۔

بینکوں کی پالیسی کے فریم ورک کے اہم اجزا میں یہ عوامل شامل ہونا چاہئیں: i) بینکوں کی برانچوں تک رسائی بڑھانے کے لیے مادی انفراسٹرکچر کی دستیابی، ii) بینکوں کی مصنوعات اور خدمات تک رسائی، iii) بینک کے احاطوں میں رسائی کے لحاظ سے جانچ، iv) معذور افراد کو سہولت دینے کے لیے عملے کی قابلیت بڑھانا، v) معذور افراد کے لیے روزگار، انہیں برقرار رکھنا، اور کیریئر میں ترقی کے مواقع، vi) مالی شمولیت بڑھانے کے لیے معذور افراد کی صلاحیت سازی، اور vii) بصارت سے محروم / نابینا افراد کے لیے رہنما خطوط۔

[7] معذور افراد کی مالی شمولیت کے لیے اسٹیٹ بینک کی پالیسی کے متعلق اسٹیٹ بینک کی پریس ریلیز بتاریخ 21 جون 2021ء۔

اس تناظر میں اسٹیٹ بینک نے آزاد جموں و کشمیر اور گلگت بلتستان سمیت ملک بھر میں ماڈل برانچوں کے ایک وقف نیٹ ورک کے قیام کی ہدایت کی۔ اس کا نتیجہ بینکاری کی صنعت کی جانب سے 108 اضلاع میں مجموعی طور پر 389 ماڈل برانچوں کے قیام کے منصوبے کی صورت میں برآمد ہوا۔ ان ماڈل برانچوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ تمام ضروری مادی، ٹیکنالوجی اور معاون انفراسٹرکچر اور خدمات کی ایک جگہ پر دستیابی کو یقینی بنائیں۔ آخر جون 2024ء تک منصوبے میں دی گئی 389 برانچوں میں سے 376 آپریشنل ہو چکی ہیں۔

مزید برآں، اسٹیٹ بینک نے 2021ء اور 2022ء پر محیط وقت کے پابند 2 سالہ لائحہ عمل میں بینکوں کو ہدایت کی تھی کہ وہ معذور افراد کو سہولت دینے کی غرض سے اپنے اے ٹی ایم کیبنز اور کاروباری مقامات میں داخلے پر 11,081 ریمپ تعمیر کریں۔ اس میں سے 90 فیصد ہدف کو حاصل کر لیا گیا جبکہ بقیہ کاروباری مقامات / اے ٹی ایمز پر ریمپ کی تعمیر مختلف وجوہات کی وجہ سے ممکن نہ ہو سکیں، جیسے کہ میونسپل قوانین، بازاروں کی تنگ گلیاں، سڑکوں کا قریب ہونا اور کاروباری مقامات کا شاپنگ مالز کے اندر ہونا۔

(viii) برآمدات میں سہولت

اسٹیٹ بینک مختلف نومالکاری سہولتوں سمیت مختلف حکمت عملیوں کے ذریعے ملک کی مجموعی معاشی ترقی کو تحریک دینے کے مقصد سے صنعتوں اور برآمدات کو سہولتیں بہم پہنچاتا رہا ہے۔ اس ضمن میں اسٹیٹ بینک کی اہم اسکیموں میں برآمد کنندگان کی قلیل مدتی جاری سرمائے کی ضروریات پوری کرنے کے لیے ایکسپورٹ فنانس اسکیم (ای ایف ایس) اور برآمدی نوعیت کی صنعتوں میں پیداواری گنجائش کی توسیع کی حوصلہ افزائی کے لیے طویل مدتی فنانسنگ سہولت (ایل ٹی ایف ایف) شامل ہیں۔

تاہم نظم و نسق کو تقویت دینے اور اسٹیٹ بینک کی توجہ کو بنیادی مقاصد پر مرتکز رکھنے کا موقع فراہم کرنے کے لیے مرکزی بینک نے ری فنانس سہولتوں کے مرحلہ وار بتدریج خاتمے اور بقیہ بیلنس ترقیاتی مالیات کے لیے وقف ادارے امپورٹ ایکسپورٹ بینک آف پاکستان (EXIM Bank) کو منتقل کرنے کا منصوبہ بنایا ہے۔ اس منصوبے میں 5 برسوں کی عبوری مدت دی گئی ہے، جس کے دوران کمرشل بینک برآمدی صنعتوں کو ترجیحی شرحوں پر قرضہ دیں گے جن کے لیے وفاقی بجٹ میں شفاف انداز میں زراعانت مختص کیا جائے گا اور ان کا انتظام ایگزم (EXIM) بینک کرے گا۔ کمرشل بینکوں کو اسٹیٹ بینک سے مارکیٹ سے کم نرخوں پر سیالیت کی وقف سہولتوں تک رسائی حاصل نہیں ہو گی، بلکہ اس کے بجائے وہ اسٹیٹ بینک کے اسٹینڈرڈ اوپن مارکیٹ آپریشنز کے ذریعے مارکیٹ کی شرحوں پر سیالیت حاصل کریں گے۔

اس کا مقصد زری پالیسی کی ترسیلی میکانیت کو بہتر بنانا ہے۔ ایگزم بینک کو اپنے مالی وسائل استعمال کرتے ہوئے زراعانت یافتہ اسکیموں میں شرکت کی اجازت دی جائے گی۔ اس مرحلہ وار منتقلی کا منصوبہ متعارف کرانے کے بعد ایگزم بینک کے زیر انتظام ایکسپورٹ فنانس اسکیم کی واجب الادا رقم آخر جون 2024ء تک 89.7 ارب روپے تھی۔

ایکسپورٹ فنانس اسکیم (ای ایف ایس)

ایکسپورٹ فنانس اسکیم 1973 سے آپریشنل ہے، اور یہ قدر اضافی کی برآمدات کے لیے قلیل مدتی قرضہ سہولت ہے، جس کے تحت قرض کی مدت 180 دنوں تک ہوتی ہے۔ مزید برآں، اس کا شریعت سے ہم آہنگ متبادل اسلامک ایکسپورٹ فنانس اسکیم (آئی ای آر ایس) بھی دستیاب ہے۔ مرحلہ وار خاتمے کے مذکورہ منصوبے کے مطابق آئی ای آر ایس اور روپے پر مبنی ڈسکاؤنٹنگ سہولت سمیت ای ایف ایس کے تحت مجموعی واجب الادا رقم جون 2024ء تک کم ہو کر 605.5 ارب روپے رہ گئی ہے، جبکہ جون 2023ء میں یہ 745.4 ارب روپے تھی۔

طویل مدتی فنانسنگ سہولت (ایل ٹی ایف ایف) برائے پلانٹ اور مشینری

ایل ٹی ایف ایف اسکیم کے تحت قرضوں کی پیشکش برآمدی نوعیت کے منصوبوں کے لیے کی جاتی ہے جو درآمدی اور مقامی ساختہ نئے پلانٹس اور مشینری کی خریداری کے خواہش مند ہوں۔ ہر منصوبے کی زیادہ سے زیادہ حد 5 ارب روپے ہے۔ اس کا شریعت سے ہم آہنگ متبادل بھی دستیاب ہے۔ ای ایف ایس کی طرح، اسلامی طویل مدتی فنانسنگ سہولت سمیت ایل ٹی ایف ایف کی مجموعی

واجب الادار قم آخر جون 2024ء تک کم ہو کر 254.0 ارب روپے پر آ گئی، جبکہ آخر جون 2023ء میں یہ 302.6 ارب روپے تھی۔

4.2 نظامِ ادائیگی اور مالی خدمات کی ڈیجیٹلائزیشن

نظامِ ادائیگی

نظامِ ادائیگی افراد، کاروباری اداروں اور حکومتی اداروں کے درمیان ہموار، مستعد اور محفوظ مالی لین دین یقینی بناتا ہے، اس لیے اسے ملکی معیشت کے مستعد انداز میں کام کرنے کے اہم ستون کی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔ ادائیگی کا مؤثر نظام لین دین کی لاگتوں میں کمی، شفافیت میں اضافے، اور صارفین کے اعتماد کو بڑھا کر معاشی نمو اور ترقی کو تحریک دیتا ہے۔ پاکستان کا ادائیگی کا مجموعی نظام بنیادی طور پر ریئل ٹائم گراس سیٹل منٹ (آر ٹی جی ایس) پر مشتمل ہے جو فوری ادائیگی کے نظام پاکستان ریئل ٹائم انٹر بینک سیٹل منٹ میکانزم (PRISM) کے نام سے مشہور ہے، فوری ادائیگی کے نظام راست، بینکوں، مائیکرو فنانس بینکوں، نظامِ ادائیگی کے آپریٹروں / نظامِ ادائیگی کے فراہم کنندگان (پی ایس اوز / پی ایس پیز)، الیکٹرانک منی انسٹی ٹیوشنز (ای ایم آئیز)، ادائیگی اسکیموں اور تھرڈ پارٹی سروس پرووائیڈرز پر مشتمل ہے۔

اسٹیٹ بینک پرزم کو آپریٹ کرتا ہے جس کے ذریعے بڑی مالیت کے بین البینک فنڈز کی منتقلیوں، حکومتی تمسکات، خردہ کلیئرنگ اور صارفی منتقلیوں کی چکتائی کے لیے ایک مرکزی پلیٹ فارم مہیا کیا جاتا ہے۔ پرزم ڈیلیوری بمقابلہ ادائیگی (ڈی وی پی) طریقہ کار کے ذریعے حکومتی تمسکات کی ٹرانزیکشنز میں چکتائی کے خطرے کو کم کرنے میں کردار ادا کرتا ہے۔ مالی سال 24ء کے دوران پرزم کے ذریعے 1043.1 ٹریلین روپے مالیت کی 5.8 ملین ٹرانزیکشنز کی گئیں جبکہ مالی سال 23ء میں 640.4 ٹریلین روپے مالیت کی 4.9 ملین ٹرانزیکشنز کی گئی تھیں۔ مالیت کے لحاظ سے پرزم کی ٹرانزیکشنز میں 63 فیصد اضافہ ہو چکا ہے۔

بینکوں، مائیکرو فنانس بینکوں اور الیکٹرانک منی انسٹی ٹیوشنز کی جانب سے پروسیس کی گئی ڈیجیٹل ادائیگیوں نے مالی سال 24ء میں بھی اپنی رفتار کو برقرار رکھتے ہوئے مالی خدمات کی بلاتعطل فراہمی جاری رکھی۔ بینکوں، مائیکرو فنانس بینکوں اور الیکٹرانک منی انسٹی ٹیوشنز کی جانب سے پروسیس کی گئی مجموعی ادائیگیوں میں ڈیجیٹل ادائیگیوں کا حصہ مالی سال 23ء کے 77 فیصد سے بڑھ کر مالی سال 24ء میں 82 فیصد تک پہنچ چکا ہے۔ تاہم، مالیت کے لحاظ سے مالی سال 24ء کے دوران مجموعی ادائیگیوں میں ڈیجیٹل ادائیگیوں کا حصہ صرف 16 فیصد رہا، جو مالی سال 23ء کے 14 فیصد کے مقابلے میں دو فیصد اضافے کو ظاہر کرتا ہے۔

ڈیجیٹل ادائیگیوں میں اضافے کا اہم سبب موبائل بینکاری ایپس اور انٹرنیٹ بینکاری کو اختیار کرنا ہے، جن کے رقوم کی منتقلیوں، بلوں کی ادائیگیوں اور موبائل ٹاپ اپس کے لیے استعمال میں اضافہ دیکھنے میں آیا ہے۔ ڈیجیٹل خردہ ٹرانزیکشنوں میں انٹرنیٹ اور موبائل بینکاری ٹرانزیکشنوں کا اوسط حصہ مالی سال 23ء کے 44 فیصد سے بڑھ کر مالی سال 24ء میں اوسطاً 50 فیصد تک پہنچ گیا ہے۔ مالیت کے لحاظ سے گذشتہ برس کا حصہ اوسطاً 75 فیصد تھا جو مالی سال 24ء میں بڑھ کر 80 فیصد تک پہنچ چکا ہے۔ انٹرنیٹ اور موبائل بینکاری ذرائع کے علاوہ اے ٹی ایمز، پوائنٹ آف سیل (پی او ایس)، ای کامرس، کال سینٹر / آئی وی آر بینکاری اور ای والٹ نے بھی ڈیجیٹل ادائیگیوں کی توسیع میں کردار ادا کیا ہے۔ دوسری جانب، بینک کی برانچوں کے کاؤنٹر پر (او ٹی سی) ہونے والی ٹرانزیکشنوں کی تعداد میں بظاہر کمی کا رجحان ہے (**جدول 4.1**)۔

یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ فوری ادائیگی کا نظام راست (Raast) ڈیجیٹل ادائیگیوں کو اختیار کرنے میں مزید اضافے کی راہ ہموار کر رہا ہے۔ راست کے ذریعے فرد تا فرد (P2P) یوز کیس کے تحت افراد کے درمیان رقوم کی بلامعاوضہ منتقلیوں کی سہولت دی جاتی ہے، اور وہ موبائل بینکاری ایپس یا انٹرنیٹ بینکاری پورٹلز کو استعمال کرتے ہوئے اس سہولت سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ مالی سال 24ء کے دوران راست کے ذریعے 11,558 ارب روپے مالیت کی مجموعی طور پر 496 ملین ٹرانزیکشنز پروسیس کی گئیں۔ مالی سال 23ء میں ٹرانزیکشنوں کی تعداد 147 ملین جبکہ ان کی مالیت 3,074 ارب روپے تھی۔ اپنے قیام کے صرف دو برسوں میں راست نے کامیابی کے ساتھ خود کو تمام بینکوں، پی ایس اوز اور ای ایم آئیز کے ساتھ منسلک کیا ہے۔ یہ ٹرانزیکشنوں میں 237 فیصد کی بلند نمو کو ظاہر کرتا ہے۔ اسی طرح، مالیت کے لحاظ سے یہ اضافہ تقریباً 4 گنا ہے (**جدول 4.2**)۔

جدول 4.1: بینکوں، مائیکروفنانس بینکوں اور الیکٹرانک منی انسٹی ٹیوشنز کی جانب سے انجام دی گئیں ٹرانزیکشنز

ٹرانزیکشنوں کا حجم ملین میں، مالیت ارب روپے میں، نمو فیصد میں

	مالی سال23ء		مالی سال24ء		نمو سال بسال	
	حجم	مالیت	حجم	مالیت	حجم	مالیت
ڈیجیٹل ادائیگیاں	**1,907**	**53,561**	**2,674**	**86,779**	**40**	**62**
جس میں					0	0
اے ٹی ایم	810	12,154	932	15,018	15	24
پوائنٹ آف سیل (پی او ایس)	199	1,064	271	1,502	36	41
انٹرنیٹ بینکاری	172	16,330	223	23,486	30	44
موبائل فون بینکاری	661	23,791	1,123	46,344	70	95
کال سینٹر / آئی وی آر بینکاری	0.1	8	0.3	8	95	-3
ای کامرس گیٹ وے	32	142	40	194	26	37
ای والٹ	33	72	85	226	156	215
اوور دی کاؤنٹر ادائیگیاں	**574**	**342,689**	**571**	**447,675**	**-1**	**31**
کل	**2,481**	**396,250**	**3,245**	**534,454**	**31**	**35**

اے ٹی ایم: آٹو میٹڈ ٹیلر مشین؛ پی او ایس: پوائنٹ آف سیل: آئی وی آر: انٹر ایکٹو وائس ریسپانس؛ سی این پی: کارڈ ناٹ پریزینٹ

ماخذ: بینک دولت پاکستان

راست کے نفاذ کے منصوبے کے مطابق اسٹیٹ بینک نے اب ایک انٹر آپریبل راست فرد تا تاجر (پی 2 ایم) سروس متعارف کرائی ہے جس کا مقصد تاجروں اور کاروباری اداروں کو ڈیجیٹل ادائیگیوں کی قبولیت میں سہولت دینا ہے۔ پی 2 ایم سروس کے ذریعے کاروباری ادارے کوئیک ریسپانس کوڈ (کیو آر)، راست Alias، آئی بی اے این اور ادائیگی کی درخواست (آر ٹی پی) استعمال کرتے ہوئے ادائیگی قبول کرنے کے قابل ہو سکیں گے۔ راست کی پی 2 ایم سروس کے ذریعے پاکستان میں تاجروں اور کاروباری اداروں کی ٹرانزیکشنوں میں ڈیجیٹائزیشن کی رفتار کو بڑھانے میں مدد ملے گی۔ لہٰذا، اسٹیٹ بینک نے اپنی ضابطہ کاری میں شامل اداروں کو ہدایت کی ہے کہ وہ اپنے خدمات کی فراہمی کے ذرائع سے پی 2 ایم ٹرانزیکشنوں کی پروسیسنگ کے لیے ضروری استعداد حاصل کریں اور راست مرچنٹ خدمات کے بارے میں آگاہی پیدا کرنے اور اسے اختیار کرنے کو ترقی دینے کے لیے ضروری اقدامات کریں۔[8]

اسٹیٹ بینک نے نومبر 2023ء میں ملکی الیکٹرانک فنڈ ٹرانسفرز کی مقاصد کی فہرست کی معیار بندی کے متعلق ایک سرکلر لیٹر جاری کیا تاکہ اس میں یکسانیت

جدول 4.2: راست ٹرانزیکشنز

ٹرانزیکشنوں کا حجم ملین میں؛ مالیت ارب روپے میں

راست	مالی سال23ء		مالی سال24ء ع		سال بسال نمو	
	حجم	مالیت	حجم	مالیت	حجم	مالیت
بلک ادائیگیاں	0.4	88	1.7	280	337.2	218.9
پی2پی ادائیگیاں	147	2,987	494	11,278	236.7	277.6
کل	**147**	**3,074**	**496**	**11,558**	236.9	276.0

ع: عبوری

ماخذ: بینک دولت پاکستان

[8] پی ایس پی اینڈ او ڈی، سرکلر نمبر 4 برائے 2023ء۔

شکل 4.1 : خردہ ٹرانزیکشنوں کا حجم

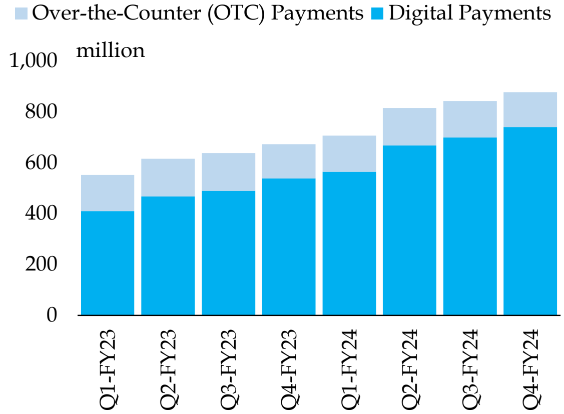

Source: State Bank of Pakistan

شکل 4.2: خردہ ٹرانزیکشنوں کی مالیت

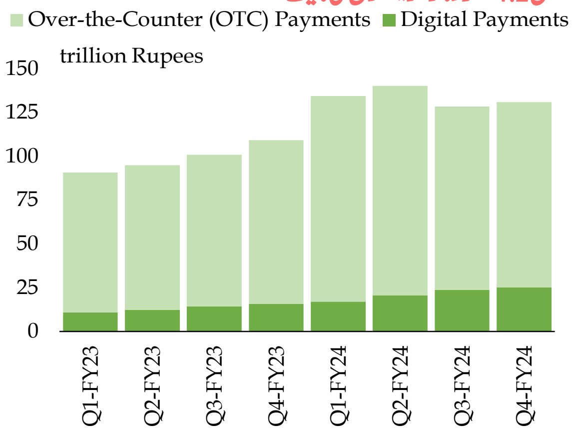

Source: State Bank of Pakistan

کو یقینی بنایا جا سکے اور صارفین کی آسانی کے لیے پوری صنعت میں مقاصد کی فہرست میں جدت طرازی لائیں۔

ڈیجیٹل ادائیگیوں میں اضافہ

گزشتہ ایک دہائی کے دوران معاون ضوابط اور جدید ٹیکنالوجی سے لیس مارکیٹ کے شرکا کے باعث پاکستان کی ڈیجیٹل ادائیگیوں میں قابل ذکر نمو دیکھنے میں آئی ہے۔ اس پیش رفت کے نتیجے میں جدت پسند ڈیجیٹل مصنوعات اور خدمات متعارف کی گئیں، جن سے ڈیجیٹل ادائیگیوں کو صارفین کے لیے زیادہ باسہولت، محفوظ اور مستعد بنانے میں مدد ملی۔

مالی سال 24ء کے دوران بینکوں، مائیکروفنانس بینکوں اور الیکٹرانک منی انسٹی ٹیوشنز کی جانب سے پروسیس کی گئی ٹرانزیکشنز میں 40 فیصد اضافہ ہوا(**شکل 4.1**)۔یہی رجحان ٹرانزیکشنوں کی مالیت میں بھی دیکھا گیا جن میں 62 فیصد سالانہ نمو ہوئی(**شکل 4.2**)۔جیسا کہ پہلے بیان کیا جاچکا ہے کہ ڈیجیٹل ادائیگیوں میں بڑا حصہ انٹرنیٹ اور موبائل بینکاری کا ہے، جن کی مالی سال 24ء کے دوران مجموعی طور پر 69.8 ٹریلین روپے مالیت کی 1,345.9 ملین ٹرانزیکشنز انجام دی گئیں۔ اے ٹی ایم کا ذریعہ حصے کے لحاظ سے دوسرے نمبر پر رہا جس کے ذریعے 15.0 ٹریلین روپے مالیت کی 931.6 ملین ٹرانزیکشنز کی گئیں۔ ملک کے ادائیگیوں کے ایکو سسٹم میں قدرے نیا ہونے کے باوجود الیکٹرانک منی انسٹی ٹیوشنز سے بھی ڈیجیٹل ادائیگیوں کو فروغ حاصل ہوا ہے، اور ای والٹس کے ذریعے ان کی ٹرانزیکشنز 3 فیصد پر مشتمل تھیں۔

کارڈ پر مبنی ادائیگیاں خواہ وہ اسٹور میں خریداری کے لیے پی او ایس ٹرمینلز یا ای کامرس پلیٹ فارمز پر کی جائیں، ان میں بھی گذشتہ برس کے مقابلے میں اضافہ دیکھا گیا۔ پی او ایس ٹرانزیکشنوں اور ای کامرس ٹرانزیکشنوں کی تعداد بالترتیب 36 فیصد اور 26 فیصد اضافے کے ساتھ بڑھ کر 271.4 ملین اور 39.9 ملین رہی۔ ان دونوں ذرائع کی مالیت میں بھی تقریباً یکساں نمو ہوئی اور پی او ایس ٹرانزیکشنوں کی مالیت بڑھ کر 1,502.4 ارب روپے (41 فیصد نمو) اور ای کامرس ٹرانزیکشنوں کی مالیت 194.3 ارب روپے(37 فیصد نمو)تک پہنچ گئی۔

ڈیجیٹل ذرائع کی قبولیت میں اضافہ

مالی ٹرانزیکشنوں کے لیے ڈیجیٹل ذرائع کی قبولیت میں بتدریج اضافہ ہو رہا ہے، جس کی وجوہات میں ڈیجیٹل ذرائع کے استعمال میں آسانی، قابل رسائی ہونا، مضبوط سیکورٹی اور سستا ہونا شامل ہیں۔ آخر جون 2023ء تک موبائل بینکاری ایپس کے صارفین کی تعداد 16.1 ملین، انٹرنیٹ بینکاری کے استعمال کنندگان کی تعداد 9.6 ملین اور ای والٹ ہولڈرز کی تقریباً 2.0 ملین تھی۔ آخر مالی سال 24ء تک انٹرنیٹ اور موبائل بینکاری کے استعمال کنندگان کی تعداد بڑھ کر بالترتیب 18.7 ملین اور 12.0 ملین تک پہنچ گئی، جبکہ ای والٹ ہولڈر کی تعداد 82 فیصد اضافے کے ساتھ بڑھ کر 3.7 ملین تک پہنچ گئی۔

پاکستان میں ادائیگیوں کا انفراسٹرکچر

پاکستان میں مالی سال 24ء تک بینکوں اور مائیکروفنانس بینکوں کی برانچوں کی تعداد 18,450 ہے، اے ٹی ایمز 18,957، پی او ایس مشینوں کی تعداد 125,593 اور 7,816 ای مرچنٹس ہیں۔ مزید برآں، راست ایک فوری ادائیگی کا نظام ہے جسے اسٹیٹ بینک آپریٹ کرتا ہے اور اس کے ذریعے بلامعاوضہ فرد تا فرد (پی 2 پی) رقوم منتقل کرنے کی سہولت فراہم کی جاتی ہے۔ راست کے تین یوز کیسز موجود ہیں، (i) راست بلک، (ii) راست پی 2 پی، اور (iii) راست پی 2 ایم (فرد تا مرچنٹ)۔

عیدالاضحیٰ کے موقع پر مویشی منڈیوں میں ڈجیٹل ادائیگیوں کی سہولت

مویشی فروخت کرنے والوں اور خریداروں دونوں کی مشکلات اور ادائیگیوں کے مسئلے سے نمٹنے کی خاطر مویشی منڈیوں میں رقم کا ڈجیٹل لین دین ضروری تھا۔ لہٰذا، اسٹیٹ بینک اور بینکوں / مائیکروفنانس بینکوں نے عیدالاضحیٰ 2024ء کے موقع پر ملکی تاریخ میں پہلی مرتبہ ملک بھر میں مویشی منڈیوں کو لین دین کی ڈجیٹل سہولت فراہم کی۔ اسٹیٹ بینک نے مالی اداروں کی حوصلہ افزائی کی کہ وہ ملک بھر میں اسٹالز، پتھاروں، موبائل وین وغیرہ کے ذریعے مویشی منڈیوں میں شرکت کریں۔ بینکوں اور مائیکروفنانس بینکوں نے تاجروں کے اکاؤنٹس کھول کر انہیں آن بورڈ لیا اور ڈجیٹل طور پر ادائیگیاں وصول کرنے سے متعلق ان کی تربیت کی جس میں راست 'کیو آر' پر مبنی ادائیگیوں سمیت دیگر آپشنز شامل تھے۔

اس اقدام کو مزید فروغ دینے کے لیے اسٹیٹ بینک نے الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے ایک الیکٹرانک اور ڈجیٹل مارکیٹنگ کی مہم شروع کی۔ اس اقدام کی ایک قابل ذکر پیش رفت مویشی فروخت کرنے والوں کی باضابطہ مالی نظام میں آن بورڈنگ تھی۔ اس سرگرمی کے دوران ملک بھر کی 48 مویشی منڈیوں میں مجموعی طور پر 4,067 مویشی فروخت کرنے والوں کے اکاؤنٹس کھولے گئے۔ ڈجیٹل ذرائع سے 560 ملین روپے مالیت کی تقریباً 13,000 ٹرانزیکشنز کی گئیں، ان میں آئی بی اے این، راست کیو آر اور کیش ڈپازٹ مشینیں شامل ہیں۔

نئے الیکٹرانک منی انسٹی ٹیوشنز کو لائسنس دینا اور منظوری

مالی سال 24ء کے دوران میسرز اختر فیویو (Fuiou) پرائیویٹ لمیٹڈ (اے ایف ٹی) کو زرعی کاروبار کی ڈجیٹائزیشن کے خصوصی یوز کیس کے طور پر کمرشل آپریشن کا لائسنس جاری کیا گیا۔ سال کے آخر تک اس اے ایف ٹی نے 50,000 سے زائد کاشت کاروں کو اپنے پلیٹ فارم پر آن بورڈ لے کر ایک مائیکروفنانس بینک کے ساتھ انہیں قرضے دینے کے لیے اشتراک کیا۔ میسرز سیرزما پرائیویٹ لمیٹڈ کو لائسنس کی اصولی منظوری دے دی گئی۔

ای والٹ کے ذریعے سرحد پار ادائیگیوں کی سہولت

نیا پے (NayaPay) نے منظوری حاصل کرنے کے بعد میسرز علی پے ہانگ کانگ لمیٹڈ کے ساتھ شراکت داری کی ہے، جس کے تحت نیا پے کے استعمال کنندگان مین لینڈ چائنا میں کیو آر کوڈز کے ذریعے ان اسٹور (in-store) ادائیگیوں کے لیے اپنے ای منی والٹس کو استعمال کرنے کے قابل ہوسکیں گے۔ اس بندوبست کے ذریعے چین کا سفر کرنے والے نیا پے کے صارفین علی پے کے وسیع مرچنٹ نیٹ ورک تک رسائی حاصل کرسکیں گے اور چین میں ان اسٹور ادائیگیوں کے قابل ہو جائیں گے۔ پاکستان میں نیا پے کے ای والٹ استعمال کنندگان کے پاس چین میں سرحد پار ادائیگیاں کرنے کے لیے کارڈ پے منٹس کے علاوہ متبادل آپشنز موجود ہیں۔

عرب ممالک میں سرحد پار ادائیگیوں کی چکتائی کے لیے راست بونا اشتراک

مالی سال 24ء سرحد پار ادائیگیوں کے شعبے میں ایک اہم سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اسٹیٹ بینک نے عرب مانیٹری فنڈ (اے ایم ایف) کی شراکت داری سے مفاہمت کی ایک یادداشت پر دستخط کیے، جس کے تحت پاکستان کے فوری ادائیگی کے نظام راست اور اے ایم ایف کی ملکیت میں قائم عرب ریجنل پے منٹس کلیئرنگ اینڈ سیٹل منٹ آرگنائزیشن (اے آر پی سی ایس او) کے آپریٹ کردہ سرحد پار ادائیگیوں کے نظام بونا کے درمیان تعاون کے لیے فریم ورک قائم کیا جائے گا۔

اس سال اسٹیٹ بینک اور اے ایم ایف کے درمیان اہم سمجھوتوں پر دستخط بھی کیے گئے، جن کے ذریعے فزیبلٹی اور ڈیزائن کے مرحلے کا خاتمہ ہوا اور پروجیکٹ کے نفاذ کے مرحلے کا آغاز ہو گیا۔ اس پیش رفت کے نتیجے میں پاکستانی روپیہ (پی کے آر) کو بونا میں چکتائی کی کرنسی کے طور پر شامل ہونے کے قابل بنا دیا ہے۔

راست اور بونا کو ایک دوسرے سے منسلک کرنے اور سرحد پار فوری ادائیگیوں کے لیے پاکستانی روپے کی بطور کرنسی شمولیت سے بینکوں اور ان کے صارفین کی رسائی اور سہولت میں اضافہ ہو گا، جبکہ عرب ممالک اور پاکستان کے درمیان مالی یکجائی میں مدد ملے گی۔ اس منصوبے کا مقصد سرحد پار ترسیلات زر کے بہاؤ میں درپیش بنیادی مسائل کو حل کر کے باضابطہ ذرائع سے زیادہ رقوم کی آمد یقینی بنانا ہے، کیونکہ ترسیلات زر اکثر و بیشتر غیر مستعدی اور بلند لاگتوں سے متاثر ہوتے ہیں۔ بونا پروجیکٹ کے ذریعے ایک شفاف اور محفوظ سہولت کی پیشکش کی جائے گی، جس سے خاندانوں کی معاشی فلاح میں کے ساتھ وسیع تر مالی شمولیت میں مدد ملے گی۔

4.3 پائیدار مالیات کو فروغ دینے کے اقدامات

ماحولیاتی تبدیلی کے مقابلے میں ضرر پذیر ہونے کے باعث پاکستان کی پائیدار ترقی کے لیے قرضوں کو کلیدی حیثیت حاصل ہو چکی ہے۔ اس ضمن میں ایک مضبوط اور پائیدار معیشت کے قیام میں سہولت دینے میں مالی شعبے کا کردار اہمیت کا حامل ہے۔ اس معاملے کی حساسیت کا ادراک کرتے ہوئے اسٹیٹ بینک نے ماحولیاتی تبدیلی کو اپنے اگلے پانچ برسوں کے اسٹریٹجک پلان کے بنیادی موضوعات کے طور پر شامل کیا ہے۔ اسٹیٹ بینک کی یکجائی کی ان کوششوں سے اس بات کی عکاسی ہوتی ہے کہ وہ ماحولیاتی تبدیلی کے خطرے کو زائل اور اس کے انتظام کی صلاحیتوں میں اضافے کے لیے پر عزم ہے اور ماحولیاتی تبدیلی کے نتیجے میں پیدا ہونے والے چیلنجوں سے نمٹنے اور پائیدار ترقی کو فروغ دینے کی ہنگامی ضرورت سے اچھی طرح واقف ہے۔

اس ضمن میں مالی شعبے میں پائیداری کی ترجیحات کو فروغ دینے کے لیے متعدد سبز اقدامات کیے گئے ہیں، جو بہترین عالمی روایات سے ہم آہنگ ہیں۔ ان اقدامات میں گرین بینکنگ گائیڈلائنز (2017ء)، ای ایس آر ایم نفاذ مینوئل (2022ء) اور فنانسنگ اسکیم برائے قابل تجدید توانائی (2019ء) شامل ہیں۔

پاکستان کے لیے قومی ماحول دوست مالکاری کی درجہ بندی کو تیار کرنا

ملک میں گرین فنانسنگ میں اضافے اور ماحولیات سے متعلق مالی خطرات کے مقابلے میں مالی نظام کی مضبوطی کو بڑھانے کے لیے عالمی بینک کے اشتراک سے 'گرین ٹیکسونومی' برائے پاکستان تیار کیا جا رہا ہے۔ گرین ٹیکسونومی مارکیٹ کے شرکا کے لیے ایک مشترکہ حوالے کا کام انجام دیتا ہے، جس کے ذریعے وہ ماحولیاتی اور سماجی لحاظ سے پائیدار منصوبوں اور معاشی سرگرمیوں کی نشاندہی اور شناخت کر سکتے ہیں۔ اس ضمن میں وفاقی اور صوبائی حکومتوں سے تعلق رکھنے والے تمام متعلقہ فریقوں کی رائے جاننے کے لیے ایک ورکنگ گروپ تشکیل دیا گیا ہے۔

گرین ٹیکسونومی سے بینکاری کی صنعت میں گرین مصنوعات کی ترقی کو مزید بہتر بنانے میں مدد ملے گی۔ سرمایہ کاری کے لحاظ سے ٹیکسونومی کے ذریعے ماحول دوست منصوبوں میں سرمایہ کاری کو متوجہ کرنا ممکن ہو سکے گا اور گرین واشنگ کے خطرے کی سطح کو کم از کم کرنے میں مدد ملے گی۔ لہٰذا، ٹیکسونومی ایک واضح اور پائیدار فریم ورک فراہم کرے گی جو کم کاربن کی حامل معیشت پر منتقلی اور پائیدار فنانس کی روایات کو فروغ دینے کے ذریعے ماحولیاتی خطرے کو زائل کرنے اور صورت حال سے ہم آہنگ ہونے میں مددگار ثابت ہو گی۔

4.4 ملکی ترسیلات زر کو فروغ دینا اور زرمبادلہ ضوابطی فریم ورک میں اصلاحات

(i) سوہنی دھرتی ریمی ٹینس پروگرام میں ڈائمنڈ زمرے کا اضافہ

سوہنی دھرتی ریمی ٹینس پروگرام (ایس ڈی آر پی) پوائنٹس پر مبنی وفاداری پروگرام ہے جس کے ذریعے ترسیل کنندہ باضابطہ ذرائع (یعنی اسٹیٹ بینک کی ضابطہ کاری میں شامل ادارے) سے ترسیلات زر بھیج کر ریوارڈ پوائنٹس حاصل اور انہیں جمع کر سکتا ہے۔ ترسیل کنندہ اور ان کے استفادہ کنندگان بلامعاوضہ مصنوعات اور خدمات سے استفادے کے لیے منتخب پبلک سروس اداروں سے

ان ریوارڈ پوائنٹس کو استعمال کرسکتے ہیں۔[9] بیرون ملک مقیم پاکستانیوں کو باضابطہ ذرائع سے ترسیلات بھجوانے میں مزید سہولت دینے کی غرض سے ایس ڈی آر پی میں ایک نئے 'ڈائمنڈ' زمرے کا اضافہ کیا گیا ہے؛ جبکہ 'گرین'، 'گولڈ' اور 'پلاٹینم' زمرے پہلے سے دستیاب ہیں۔ ڈائمنڈ زمرے کے تحت 50,000 ڈالر سے زائد رقم بھجوانے والا ترسیلات کنندہ ریوارڈ پوائنٹس پر بلند ترین شرح (یعنی 1.75 فیصد) حاصل کرسکتا ہے۔[10]

(ii) تارکین وطن کے لیے روانگی سے قبل بریفنگ پروگرام

اسٹیٹ بینک اور پاکستان ریمی ٹینس انی شیٹو نے بینکوں اور بیورو آف امیگریشن اینڈ اوورسیز کے اشتراک سے اگست 2023ء میں بیرون ملک سفر پر روانگی سے قبل ایک بریفنگ پروگرام کا آغاز کیا۔ اس اقدام کے تحت بیرون ملک جانے والے کارکنوں کی آگاہی کے لیے ملک بھر کے پروٹیکٹوریٹ آف امیگرینٹس پر بریفنگ سیشنز کا انعقاد کیا گیا ہے۔ اس اقدام کا مقصد کارکنوں کو ترسیلات زر بھجوانے میں مستعد اور محفوظ ذرائع کے استعمال کے متعلق آگاہی دینا، بے ضابطہ ذرائع کے استعمال کے خطرات کو اجاگر کرنا، کارکنوں کو ان کے بینک اکاؤنٹس کھولنے میں سہولت دینا، اور حکومت کی ترغیباتی اسکیموں کے ساتھ ساتھ ترسیلات زر کے حوالے سے بینکوں کی مصنوعات کے بارے میں تازہ ترین معلومات فراہم کرنا ہے۔ مالی سال 24ء کے دوران 4,500 سے زائد بریفنگ سیشنز کا انعقاد کیا گیا، جن میں 200,000 سے زائد کارکنوں کو آگاہی دی گئی اور بڑی تعداد میں تارکین وطن کارکنوں کے اکاؤنٹس کھولے جاچکے ہیں۔[11]

(iii) ٹیلی گرافک ٹرانسفر چارجز اسکیم میں رقم کی واپسی میں اضافہ

ٹیلی گرافک ٹرانسفر (ٹی ٹی) چارجز اسکیم کے تحت رقم کی واپسی بیرون ملک مقیم پاکستانیوں اور ان کے استفادہ کنندگان کو اس قابل بناتی ہے کہ وہ ایک سو امریکی ڈالر اور اس سے زائد کی ٹرانزیکشنوں کے لیے بلامعاوضہ ترسیلات زر بھیج اور وصول کرسکتے ہیں۔ ترسیلات زر بھیجنے کی بڑھتی ہوئی لاگت کو مدنظر رکھتے ہوئے بیرون ملک مقیم پاکستانیوں اور گلوبل منی ٹرانسفر آپریٹرز (ایم ٹی اوز) کو سہولت دینے کی غرض سے چارجز کی رقم کی واپسی کی شرح کو ایس اے آر 20 سے بڑھا کر ایس اے آر 30 کردیا گیا۔[12] اس صورت حال نے پاکستان کو عالمی فریقوں کے لیے پرکشش کوریڈور میں تبدیل کردیا ہے، اور مزید ایم ٹی اوز نے ملکی ترسیلات زر کے کاروبار کے لیے پاکستانی بینکوں کے ساتھ معاہدوں پر دستخط کیے ہیں۔

(iv) ملکی ترسیلات زر کی مارکیٹنگ کے لیے ترغیباتی اسکیم

ملکی ترسیلات زر بھجوانے والوں اور وصول کنندگان کے لیے مارکیٹنگ / پروموشنل مہمات شروع کرنے میں بینکوں اور ایکس چینج کمپنیوں کی حوصلہ افزائی کے لیے 2018-19ء میں "ملکی ترسیلات زر کی مارکیٹنگ کے لیے ترغیباتی اسکیم" متعارف کرائی گئی تھی۔ مالی سال 24ء میں گذشتہ برس میں نمود کھانے پر مالی اداروں کو پیشکش کردہ نقد ترغیب کی شرح میں اضافہ کردیا گیا تاکہ اس کی اثرانگیزی کو بڑھایا جاسکے۔[13]

(v) ملائیشیا میں پاکستان ریمی ٹینس سمٹ

اسٹیٹ بینک اور پاکستان ریمی ٹینس انی شیٹو کے تحت ترسیلات زر جمع کرنے والے سرفہرست بینکوں کے اشتراک سے کوالالمپور، ملائیشیا میں تیسری پاکستان ریمی ٹینس سمٹ کا انعقاد کیا گیا۔ اس سربراہی اجلاس میں پہلی مرتبہ پی آر آئی ایوارڈ متعارف کرائے گئے جن کا مقصد مالی سال 2022-23ء میں ملکی ترسیلات زر میں بینکوں اور ان کے شراکت دار ایم ٹی اوز کی کارکردگی کا اعتراف کرنا تھا۔

[9] فی الوقت ریوارڈ پوائنٹس کی سہولت سے پاکستان انٹرنیشنل ایئرلائنز، فیڈرل بورڈ آف ریونیو، نیشنل ڈیٹابیس اینڈ رجسٹریشن اتھارٹی، اسٹیٹ لائف انشورنس کارپوریشن آف پاکستان، اوورسیز پاکستانیز فاؤنڈیشن اسکول، یوٹیلیٹی اسٹورز کارپوریشنز، بیورو آف امیگریشن اینڈ اوورسیز ایمپلائمنٹ اور ڈائریکٹوریٹ جنرل آف امیگریشن اینڈ پاسپورٹس کی منتخب مصنوعات اور خدمات سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

[10] گرین، گولڈ اور پلاٹینم زمروں میں ریوارڈ پوائنٹس ترسیلات زر کی رقم کے مطابق ایک فیصد، 1.25 فیصد اور 1.5 فیصد ہیں۔

[11] یہ اگست 2023ء اور جون 2024ء کے درمیان بیرون ملک جانے والے رجسٹرڈ کارکنوں کے تقریباً 27 فیصد پر مشتمل ہے۔

[12] ای پی ڈی سرکلر لیٹر نمبر 14 برائے 2023ء۔

[13] ای پی ڈی سرکلر لیٹر نمبر 15 برائے 2023ء۔

(vi) سافٹ ویئر، انفارمیشن ٹیکنالوجی اور آئی ٹی کی حامل خدمات اور فری لانس خدمات کی برآمدات میں سہولت

اسٹیٹ بینک کی جانب سے انفارمیشن ٹیکنالوجی کی برآمدات ، آئی ٹی کی حامل خدمات والی کمپنیوں اور فری لانسرز کی برآمدی آمدنی بڑھانے کی حوصلہ افزائی کرنے اور ملک میں اضافی زرمبادلہ لانے کے لیے اسٹیٹ بینک نے متعدد اقدامات کیے ہیں۔ اس ضمن میں، برآمدکنندہ کا خصوصی اکاؤنٹ میں زرمبادلہ رکھنے کی حد کو برآمدی آمدنی کے 35 فیصد سے بڑھا کر 50 فیصد کر دیا گیا اور زیر تحویل رقوم کے استعمال میں مزید آزادی دی گئی۔ برآمدکنندگان اسٹیٹ بینک کی پیشگی منظوری کے بغیر ان کھاتوں سے کرنٹ اکاؤنٹ نوعیت کی ادائیگیاں باسہولت انداز میں کرسکتے ہیں۔ علاوہ ازیں، مجاز ڈیلروں کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ برآمدکنندگان کو ان کے خصوصی فارن کرنسی اکاؤنٹس پر زرمبادلہ پر مبنی ڈیبیٹ کارڈز کی پیشکش کریں۔[14]

(vii) آگاہی اور استعدادکاری کے اقدامات

اسٹیٹ بینک نے آئی ٹی کمپنیوں اور فری لانسرز کے لیے پورے پاکستان میں آگاہی دینے کے متعدد سیشنز کا انعقاد کیا، جبکہ بینکوں کی استعدادکاری کے لیے پروگرام بھی کیے گئے۔ مزید برآں، اسٹیٹ بینک معلومات کی فراہمی کے پروگراموں اور برآمدکنندگان اور فری لانسرز کو درپیش چیلنجوں کے بارے میں آگاہی حاصل کرنے کے لیے تجارتی تنظیموں اور ایسوسی ایشنوں کے ساتھ باقاعدگی سے روابط رکھے ہوئے ہے تاکہ کاروبار میں مزید آسانی لائی جاسکے۔ اسٹیٹ بینک کے شعبہ ٔشرح مبادلہ پالیسی میں برآمدکنندگان کے ساتھ ساتھ آئی ٹی برآمدکنندگان اور فری لانسرز کے بینکوں سے متعلق مسائل کو فوری طور پر حل کرنے کے لیے وقف ہیلپ ڈیسک قائم کیے گئے ہیں۔

(viii) برآمدات میں سہولت کی اسکیم

زرمبادلہ پر کسی قسم کی ادائیگی کے بغیر بیرونی اصل زر سے خام مال اشیا کی درآمدات کے لیے ایف بی آر کی برآمدی سہولت اسکیم میں انٹرنیشنل ٹول مینوفیکچرنگ کے ایک طریقہ کار کا باضابطہ آغاز کر دیا گیا ہے۔ برآمدات کے وقت بینک درآمدی اشیا میں شامل سروس چارجز (یامالیت) کے مساوی مالی سیکورٹیز پاکستان سنگل ونڈو پر فراہم کریں گے۔ موصول ہونے والے سروس چارجز کو بیرون ملک سے ترسیلات زر کی حیثیت میں وصول کیا جائے گا۔ اس درآمد و برآمد کے مشترکہ بندوبست کے نفاذ سے مقامی اشیاسازوں کی حوصلہ افزائی ہوگی کہ وہ اپنی رسائی میں اضافہ اور عالمی صارفین کو خدمات کی فراہمی میں توسیع کریں۔[15]

---

[14] ای پی ڈی سرکلر لیٹر نمبر 17 برائے 2023ء۔

[15] ای پی ڈی سرکلر لیٹر نمبر 18 برائے 2023ء۔

فرہنگ (انگریزی - اردو)

balance of payments	توازن ادائیگی
borrowing	قرض گیری
budgetary support	اعانتِ میزانیہ
circular debt	گردشی قرضہ
current account	جاری کھاتہ
deficit	خسارہ
documentation	دستاویزیت
earning assets	کاسبی اثاثے
exchange rate	شرح مبادلہ
external debt	بیرونی قرضہ
financial	مالی
financing	مالکاری
fiscal	مالیاتی
fixed investment	معینہ سرمایہ کاری
Foreign Direct Investment	بیرونی براہ راست سرمایہ کاری
headline inflation	عمومی مہنگائی
indicator	اظہاریہ
interbank	بین البینک
lending	قرض گاری
liquidity	سیالیت
maturity profile	خاکہ عرصیت
monetary	زری
money market	بازار زر
NCPI	قومی صارف اشاریہ قیمت مہنگائی
net domestic assets	خالص ملکی اثاثے
net foreign assets	خالص بیرونی اثاثے
OMOs	بازار زر کے سودے
portfolio investment	جزدانی سرمایہ کاری
productivity	پیداواریت
remittances	ترسیلاتِ زر
revaluation	باز قدرپیمائی
revenues	محصولات، محاصل
services account	خدمات کا کھاتہ
speculative	سٹہ بازانہ
spread	تفاوت
subsidy	زرِ اعانت
volatility	تغیرپذیری
working capital	جاری سرمایہ

فرہنگ (اردو - انگریزی)

اظہاریہ	indicator
اعانتِ میزانیہ	budgetary support
بازارزر	money market
بازارزر کے سودے	OMOs
باز قدر پیمائی	revaluation
بیرونی براہ راست سرمایہ کاری	Foreign Direct Investment
بیرونی قرضہ	external debt
بین البینک	interbank
پیداواریت	productivity
ترسیلاتِ زر	remittances
تغیر پذیری	volatility
تفاوت	spread
توازن ادائیگی	balance of payments
جاری سرمایہ	working capital
جاری کھاتہ	current account
جزدانی سرمایہ کاری	portfolio investment
خاکہ عرصیت	maturity profile
خالص بیرونی اثاثے	net foreign assets
خالص ملکی اثاثے	net domestic assets
خدمات کا کھاتہ	services account
خسارہ	deficit
دستاویزیت	documentation
زرِاعانت	subsidy
زری	monetary
سٹہ بازانہ	speculative
سیالیت	liquidity
شرحِ مبادلہ	exchange rate
عمومی مہنگائی	headline inflation
قرض کاری	lending
قرض گیری	borrowing
قومی صارف اشاریہ قیمت مہنگائی	NCPI
کاسبی اثاثے	earning assets
گردشی قرضہ	circular debt
مالکاری	financing
مالی	financial
مالیاتی	fiscal
محصولات، محاصل	revenues
معینہ سرمایہ کاری	fixed investment